شعار شیعہ اور رمز تشیع

کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

ادارہ نشر واشاعت حقائق الاسلام لاہوری گیٹ چنیوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟
نام مولف	سید محمد حسین زیدی برستی۔
سن تالیف	2003
تعداد	ایک ہزار
مطبع	معراج دین پرنٹنگ پریس لاہور
کمپوزنگ	ڈاکٹر سید انتظار مہدی زیدی
	فاسٹ کمپیوٹر انفارمیشن ٹیکنالوجی ہوم چنیوٹ
قیمت	40 روپے

احقر

سید محمد حسین زیدی برستی

مین ڈاکخانہ روڈ محلّہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
19	اذان کے بارے میں اصل تحقیقی حقائق	50
20	وہ ایک بات جس پر سب متفق ہیں	52
21	شہادت ثالثہ میں کیا کہا جائے اور کیوں کہا جائے اسپر کوئی متفق نہیں	54
22	اذان میں شہادت ثالثہ کو ہی جزو ایمان سمجھ کر کیوں کہا جائے؟	55
23	محمد رسول اللہ کی گواہی کا مطلب کیا ہے؟	57
24	کیا اذان میں شہادت ثالثہ مستحب سمجھ کر کہنی چاہیے	61
25	درود کی طرح پیغمبرؐ کی رسالت کی گواہی کے ساتھ علیؑ کی ولایت کی گواہی دینا	63
26	اذان کے بارے میں چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی تک کے فقہا کے فتاوی	64
27	چودہویں صدی ہجری تک کا زمانہ	75
28	تیونس کے پروفیسر تیجانی سماوی کا سوال اور آیت اللہ باقر الصدر کا جواب	79
29	کچھ الفاظ کی مزید تشریح اذان کے بارے میں حکم	82
30	ولی کے معنی کے بارے میں مختصر تحقیق	84
31	حضرت علیؑ کی ولایت کے بارے میں احادیث	92
32	پیغمبر اکرمؐ نے غدیر خم کے مقام پر کس بات کا اعلان کیا؟	100
33	ولایت فرع رسالت و امامت ہے	103
34	ایک خاص قابل غور بات	106
35	اذان میں حقیقی شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے؟	111
36	کچھ نتیجہ خیز مطالب کا اعادہ	112
37	فروع دین میں تقلید کی ضرورت	118
38	حرف آخر	126

پیش لفظ

قارئین کرام پیغمبر گرامی اسلامؐ کی ایک مشہور حدیث ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی ان میں سے صرف ایک جنت میں جائیگا باقی تمام داخل جھنم ہونگے اس حدیث پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور ہر فرقہ خود کو ہی وہ فرقہ قرار دیتا ہے جو جنت میں جائیگا۔اور امام جعفر صادقؑ سے یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا

"ومن الثلاث وسبعين فرقة ثلاث عشر فرقة تنتحل ولايتنا ومودتنا واشنتا عشرةفرقة منها فى النار و فرقة فى الجنته وستون فرقة من سائر الناس فى النار" (روضه كافى مطبوعه ايران صفحه 224)

ترجمہ۔اور تہتر فرقوں میں سے تیرہ فرقے ہماری دوستی اور محبت کا دم بھرنے والے (یعنی شیعہ کہلانے والے) ہونگے ان میں سے بارہ فرقے جھنم میں جائینگے اور شیعہ کہلانے والے فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائیگا اور باقی دوسرے ساٹھ فرقے سب کے سب واصل جھنم ہونگے۔

لہذا نجات کیلئے اس باقی فرقے کا معلوم کرنا ضروری ہے ہم نے اپنی مطبوعہ کتابوں شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے میں بھی اور سوچیے کل کے لیے کیا بھیجا ہے میں بھی شیعہ فرقوں کی تعداد اور ان کی پیدائش کا حال لکھا ہے اور اپنی ایک غیر مطبوعہ کتاب ''اسلام پر سیاست وفلسفہ وتصوف کے اثرات اور اسلامی فرقوں کی پیدائش کا حال'' میں اکثر اسلامی فرقوں کی پیدائش کا حال تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

قارئین کرام اس بات میں ذرا سا بھی شک وشبہ نہیں ہے کہ عقیدہ وعمل میں شیعیت اسلام حقیقی ہی کا دوسرا نام ہے اور اسلام حقیقی کا عقیدہ وعمل صرف اور صرف خدا کی کتاب میں ہے پیغمبرؐ گرامی اسلام کے فرمان میں ہے اور آئمہ معصومینؑ کے ارشادات میں ہی ہے لہذا جو عقیدہ وعمل کی بات نہ خدا کی کتاب میں ہے نہ پیغمبرؐ گرامی اسلام کے

فرمان میں ہے اور نہ ہی آئمہ معصومین کے ارشادات میں ہے اسکا نہ تو اسلام حقیقی کے عقیدہ و عمل سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی شیعیت کے عقیدہ و عمل کے ساتھ اسکا کوئی واسطہ ہے۔

قارئین کرام حضرت علیؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ حق کو پہچاننے کے لیے باطل کو پہچاننا ضروری ہے لہذا اس مقصد کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ شیعہ کہلانے والے دوسرے بارہ فرقے کیا کہتے ہیں یہ بات اس لیے بھی ضروری ہے کہ شیعہ کہلانے والے بہت سے فرقے حضرت علیؑ کی دوستی و محبت کی قدر مشترک کی بنا پر آپس میں گھلے ملے رہتے ہیں لہذا ان کے عقائد و نظریات اور اعمال کے متعلق امور خلط ملط ہو گئے ہیں۔

اس کتاب میں ان بعض باتوں کو بیان کیا گیا ہے جو حضرت علیؑ کی دوستی اور محبت کا دم بھرنے والے اور شیعہ کہلانے والے دوسرے فرقوں مثلاً نصیریہ و صوفیہ و مفوضہ و شیخیہ و غیرہ نے حضرت علیؑ کے لیے اپنے عقیدے اور نظریے کے مطابق اعتقاد و عمل میں ایجاد کر لی تھیں اور ان کے ساتھ گھلے ملے رہنے کی وجہ سے شیعیان حقہ میں سے بھی بعض نے انہیں اختیار کر لیا ہے اور رفتہ رفتہ جب ان کا معمول بن گیا تو اسے شعار شیعہ قرار دیدیا گیا۔

ان کے مقابلہ میں ان باتوں کو بیان کیا گیا ہے جو فی الحقیقت شیعہ عقیدے اور نظریے کے مطابق ہیں اور اصلی شعار شیعہ ہیں اور رمز تشیع ہیں شیعوں کی علامت ہیں اور شیعوں کی اصلی اور حقیقی پہچان ہیں۔ آج ہمارے منبروں پر شیخی مبلغین کا قبضہ ہے اور ان کے مشرکانہ بیانات ہمارے کھاتہ میں ڈال دیے جاتے ہیں اس کا علاج صرف ایک ہی ہے کہ مذہب شیخیہ کو اپنے سے علیحدہ مذہب ہونے کا اعلان کیا جائے اور ان کے عقائد سے برملا اعلان براءت کیا جائے اور اس مقصد کے لیے ہماری ''کتاب شیعہ عقائد کا خلاصہ اور ان کا صوفیہ و شیخیہ کے عقائد سے مقابلہ'' کا مطالعہ کیا جائے۔

وما علینا الا البلاغ

احقر سید محمد حسین زیدی برستی

پیغمبر کا ادب واحترام

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم ،الحمد لله رب العالمین و الصلواة و السلام علیٰ اشرف الانبیاء و المرسلین و آله الطیبین الطاهرین المعصومین. اما بعد فقد قال الحکیم فی کتابه الکریم بسم الله الرحمٰن الرحیم یا ایها الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی الله و رسوله و اتقوا الله، ان الله سمیع علیم. یا ایها الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم ،وانتم لا تشعرون ،ان الذین یغضون اصواتهم عندرسول الله اولٰئک الذین امتحن الله قلوبهم للتقویٰ ،لهم مغفرة و اجر عظیم ،ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرهم لایعقلون ،ولو انهم صبروا حتیٰ تخرج الیهم لکان خیرلهم و الله غفورالرحیم. (الحجرات. 1تا5)

ترجمہ: اے ایمان لانے والواللہ اور اللہ کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان لانے والو۔ اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو، اور نہ بات کرنے میں ان سے ایسے زور زور سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے چیخ وپکار کر باتیں کیا کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال باطل ہوجائیں۔ اور تمکو خبر بھی نہ ہو۔ بیشک جولوگ رسول اللہ کی خدمت میں آوازوں کو پست رکھتے ہیں، وہی تو ہیں جنکا اللہ نے پرہیز گاری میں امتحان لے لیا ہے، ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔ اے رسول بیشک جولوگ تم کوتمہارے مکانات کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے بہت سے بے عقل ہیں۔ (مقبول ترجمہ)

سورہ الحجرات کی ان آیات میں ان باتوں کو بیان کیا گیا ہے جن سے پیغمبرؐ کی بے ادبی ہوتی ہے اور پیغمبرؐ کی شان میں گستاخی ہے اور اہل ایمان کو ان آیات کے ذریعہ پیغمبرؐ کا ادب کرنا سکھایا گیا ہے اور شیعہ اور سنی تفاسیر تمام اس بات پر متفق ہیں۔

چنانچہ تفسیر عمدۃ البیان میں "لاتقدموا" کی تفسیر میں اسطرح لکھا ہے کہ:

"کوئی امر اور نہی عمل میں نہ لاؤ اور کوئی کام اپنے دین کے کاموں میں سے نہ کرو مگر بعد حکم کرنے خدا کے اور پیغمبرؐ اس کے کے۔ پس چاہیے کہ عمل تمہارا یا تو موافق وحی کے ہو اور یا پیغمبرؐ کے فعل کے موافق ہو"۔ (تفسیر عمدۃ البیان جلد 3 صفحہ 278)

اور تفسیر انوار النجف میں "لاتقدموا" کی تفسیر میں چھ اقوال لکھے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

"کہنے کرنے اور چلنے میں رسول سے سبقت نہ کیا کرو۔ بلکہ رفتار و گفتار و کردار میں رسول کے نقش قدم پر چلنا تمہارا فرض ہے۔

اور ایک قول یہ لکھا ہے کہ: تفسیر برہان میں قمی سے منقول ہے۔

"بعض بد تمیز آدمی جب رسول اللہؐ کے دروازے پر کھڑے ہو کر باآواز بلند چلاّتے اور حضورؐ باہر تشریف لاتے تو وہ آپ کے آگے آگے روانہ ہو جایا کرتے۔ اس آیہ مجیدہ میں ان کو غلط اقدام سے روکا گیا ہے"۔ (تفسیر انوار النجف۔ جلد 13 صفحہ 93)

اور "لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" کی تفسیر میں یہ لکھا ہے:

"کہ حضور کی آواز پر آواز بلند کرنے میں یا تو ان کی توہین لازم آئیگی جو کفر ہے۔ اور گستاخی اور بے ادبی لازم آئیگی اور دونوں صورتیں نادرست ہیں، لہذا انکی آواز پر آواز بلند کرنا ممنوع ہے"۔ (تفسیر انوار النجف۔ جلد 13 صفحہ 93)

اور "لاتجهروا بالقول" کی تفسیر میں اس طرح لکھا ہے کہ اس کے دو معانی

ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ بارگاہ نبوی میں موجود ہونے کی صورت میں اگر حضور سے بات کرنی ہوتو نہایت ادب کیساتھ بات کرو۔ اور لہجہ میں متانت اور نرمی کا خیال رکھو ایسا نہ ہو کہ آپس کے مکالمات کی طرح حضورؐ سے بھی تند و تلخ لہجہ میں شوخی اور تیزی سے بات کرو، جس سے سوئے ادب لازم آئے۔ اور دوسرے یہ کہ جس طرح ایک دوسرے کو نام لیکر بلاتے ہو حضورؐ کو نام لیکر نہ بلایا کرو بلکہ یارسول اللہ کہہ کر ادب سے حضورؐ کو اپنی طرف متوجہ کیا کرو۔

(تفسیر انوار النجف۔ جلد 13 صفحہ 94)

اور "ان الذین ینادونک" کی تفسیر میں اس طرح لکھا ہے کہ:

اسکا شان نزول یہ ہے کہ بنی تمیم کا وفد مدینہ میں پہنچا اور مسجد نبوی میں داخل ہو کر انہوں نے یا محمدؐ کہہ کر آوازیں مارنا شروع کردیا، حضورؐ کو ان کے اس عامیانہ خطاب سے اذیت تو ہوئی لیکن باہر تشریف لائے"۔ (تفسیر انوار النجف۔ جلد 13 صفحہ 94)

اور یہ بات تفسیر عمدۃ البیان میں "لاتجھروا بالقول" کی تفسیر میں اس طرح لکھی ہے کہ: ابن عباس سے اس آیت کے نازل ہونے سے پوچھا کہا کہ ایک جماعت بنی تمیم میں سے کہ اصحاب نے ان کے فرزند قید کیئے تھے وہ لوگ مدینہ میں آئے، فدیہ دینے کے ارادہ پر۔ حضرت کے حجروں کے پیچھے کھڑے ہو کر آواز دی: اے محمدؐ باہر نکل، آنحضرتؐ کو اس بے ادبانہ آواز دینے سے اذیت ہوئی۔ خدایتعالیٰ نے واسطے تشفی خاطر اقدس کے یہ آیت بھیجی کہ اے محمدؐ حجرہ سے باہر نکل اور انکو منع کر اور کہہ کہ تم مجھ کو نام لیکر مت پکارو۔ اس واسطے کہ اس میں سب کے ساتھ برابری ہوتی ہے۔ اور اس میں رعایت حرمت نبوت کی نہیں ہے پس ایسے قول سے اپنی زبان کو بند کرو"۔ (تفسیر عمدۃ البیان۔ جلد 3 صفحہ 280)

اور تفسیر التبیان میں اس طرح لکھا ہے کہ:

"جاء اعراب اجلاف من بنی تمیم ینادون من وراء

الحجرات. "یامحمد اخرج الینا"۔ (تفسیر التبیان۔ جلد 9 صفحہ 340)

یعنی بنی تمیم کے کچھ بدتمیز دیہاتی آئے اور انہوں نے حجروں کے پیچھے سے آوازیں دینی شروع کردیں کہ "اے محمد باہر آؤ"۔

نامناسب نہ ہوگا کہ شیعہ تفاسیر کے علاوہ اہل سنت کے مفسرین کی تفسیر سے بھی انکی تفسیر پیش کردی جائے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں کہ:

"بنی تمیم ملنے کو آئے، حضور حجرۂ مبارک میں تشریف رکھتے تھے وہ لوگ باہر سے آوازیں دینے لگے کہ "یامحمد اخرج الینا" اے محمد باہر آیئے۔ یہ بے عقلی اور بدتہذیبی کی بات تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو نہیں سمجھتے تھے" تفسیر عثمانی صفحہ 669 ف5

ان آیات سے جو مطلب حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے

نمبر 1۔ اپنے دین کے کاموں میں سے جو کام بھی کرو یا تو موافق وحی کے ہو، یا پیغمبرؐ کے فعل کے مطابق ہو۔

نمبر 2۔ کوئی بات کرنے یا کوئی کام کرنے یا چلنے میں بھی پیغمبرؐ پر سبقت نہیں کرنی چاہیے۔

نمبر 3۔ آنخضرت کی آواز سے اپنی آواز کو بلند کرنا گستاخی ہے، بے ادبی ہے۔ آنخضرت کی توہین ہے جو بمنزلہ کفر ہے۔

نمبر 4۔ اگر حضورؐ کو مخاطب کرنا ہو تو بہت ادب کے ساتھ نہایت نرمی سے۔ متانت کے ساتھ نرم لہجہ میں۔ اس طرح سے نہیں جس طرح آپس میں زور زور سے ایک دوسرے کا نام لیکر بلاتے ہو۔ کیونکہ آنخضرتؐ کو نام لیکر مخاطب کرنا بے ادبی ہے۔

نمبر 5۔ آنخضرتؐ کا نام لیکر پکارنا۔ اور یا محمدؐ کہہ کر مخاطب کرنا، سوئے ادب ہے۔ بدتمیزی ہے۔ بے عقلی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ کو نہ سمجھنے کی دلیل ہے۔ اسی

وجہ سے کوئی بھی مسلمان جب نعرہ رسالت لگاتا ہے۔تو یا محمدؐ نہیں کہتا بلکہ یا رسول اللہ کہتا ہے

قابل غور ایک اہم سوال

یہاں پر ادب کا لحاظ رکھنے والوں کے لئے ایک اہم سوال قابل غور ہے۔کہ اگر ''یا محمدؐ'' کہہ کر پکارنا، اور یا محمدؐ کا نعرہ لگانا سوئے ادب ہے، بدتمیزی ہے۔ گستاخی ہے، بے عقلی ہے اور پیغمبر کی ایسی توہین ہے جو بمنزلہ کفر ہے۔اور اعمال کے حبط ہونے کا موجب ہے، تو ''یا علیؑ'' کہہ کر پکارنا اور ''یا علیؑ'' کے نعرے لگانا سوئے ادب کیوں نہیں؟ بدتمیزی کیوں نہیں؟ حضرت علیؑ کی شان میں گستاخی کیوں نہیں؟ جبکہ حضرت علیؑ اور پیغمبر اکرمؐ کے مرتبہ میں سوائے نبوت کے اور کوئی فرق نہیں ہے۔دونوں معصوم، دونوں مصطفٰے، دونوں مجتبےٰ، دونوں ہادی اور دونوں اس امت کے لئے بمرتبہ باپ کے ہیں۔شیخ سلیمان قندوزی بلخی نے اپنی کتاب ''ینابیع المودت'' کے باب نمبر 41 میں چار احادیث ایسی لکھی ہیں جن میں پیغمبرؐ نے یہ فرمایا ہے کہ: ''میں اور علیؑ دونوں اس امت کے باپ ہیں''۔(حدیث نمبر 3 تا 6)

ایک اور حدیث میں صرف حضرت علیؑ کے بارے میں فرمایا کہ:

علیؑ کا حق مسلمانوں پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر۔(حدیث نمبر 1)

اور ایک حدیث میں خود حضرت علیؑ سے فرمایا کہ:

''اے علی تمہارا حق مسلمانوں پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق اپنے فرزند پر''

(ینابیع المودت۔حدیث نمبر 2 باب 41)

اور یہ بات ظاہر ہے کہ نہ تو پیغمبرؐ امت کے ایسے باپ ہیں کہ امت ان کے صلب سے پیدا ہوئی ہو۔کیونکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم''۔

محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ اور نہ ہی علیؑ ایسے باپ ہیں کہ جن کے صلب سے امت پیدا ہوئی ہو۔ بلکہ یہ اُسی ادب۔ اُسی احترام اور اُسی وقار کا لحاظ رکھنے کے لئے کہا گیا ہے، جو اولاد پر باپ کا فرض ہے۔

کتاب ''التعقیبات''میں سید محمد الرضی الرضوی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے اسباب فقر اسطرح لکھتے ہیں۔

''وعنہ صلی اللہ علیہ و آلہ الفقر من خمسۃ و عشرین شیئا، وذکر (ص) منھا التقدم علی المشائخ ودعوۃ الوالدین باسمھما''۔

(التعقیبات صفحہ 80۔ بیان فی موجبات الفقر)

یعنی آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ پچیس چیزوں سے۔ فقیری اور تنگدستی آتی ہے، ان میں سے ایک بزرگوں کے آگے قدم بڑھانا، اوران کے آگے آگے چلنا ہے۔ اور دوسرا اپنے والدین کو ان کا نام لیکر پکارنا ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی بھی باادب، مہذب اور نیک بیٹا اپنے باپ کا نام لیکر نہیں پکارتا۔ ابا جی کہے گا، بابا جان کہے گا، اور بزرگوار کہے گا یا کسی اور بزرگداشت والے لقب سے پکارے گا۔ لیکن نام لیکر ہرگز آواز نہیں دے گا۔ ہرگز نہیں پکارے گا۔ ہرگز مخاطب نہیں کریگا۔

اب غور کیجئے کہ اگر ''یا محمدؐ'' کہہ کر پکارنا بے ادبی ہے، بدتمیزی ہے، گستاخی ہے۔ اور آنخضرتؐ کی توہین ہے جو بمنزلہ کفر ہے اور اعمال کے حبط ہونے کا موجب اور بے عقلی کا ثبوت ہے، تو یا علیؑ کہہ کر پکارنا، حضرت علیؑ کی بے ادبی کیوں نہیں؟ بدتمیزی کیوں نہیں؟ گستاخی کیوں نہیں؟ اور انکی توہین اور اپنے اعمال کے حبط ہونے کا موجب اور بے عقلی کا ثبوت کیوں نہیں؟ اب شعار کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ سنئے۔

پروفیسر وزیر الحسن عابدی صاحب سے ایک ملاقات کا حال

جن دنوں میرا شیخی مبلغ کاظم علی رسا کے ساتھ لاہور ہائی کورٹ میں مقدمہ چل رہا تھا اور کیس مسٹر جسٹس جاوید اقبال صاحب جج آف ھائی کورٹ لاہور کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ تو اسی سلسلہ میں میری وزیر الحسن عابدی صاحب سے ملاقات کا اتفاق ہو گیا۔ پروفیسر وزیر الحسن عابدی صاحب پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ فارسی کے سربراہ تھے، اور فارسی ادب کے سپیشلسٹ ہونے کی حیثیت سے ثقافتی وفود کے ساتھ ایران جاتے رہتے تھے۔ انہوں نے وہاں کئی لائبریریاں دیکھیں شاہ ایران سے بھی ملے، اور کرمان میں مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان کی لائبریری ''مکتبہ ابراھیمیہ'' میں مذہب شیخیہ کی کتب کا مطالعہ بھی کیا اور اس وقت کے مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان کے رئیس وسربراہ وخلیفہ مرزا عبدالرضا ابراھیمی سے بھی ملاقات کی۔ لہذ مرزا عبدالرضا ابراھیمی کو پروفیسر وزیر الحسن عابدی صاحب سے پورا پورا تعارف حاصل تھا۔ اس لئے انہوں نے کرمان سے اپنا ایک نمائندہ پروفیسر صاحب کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ وہ اس مقدمہ میں کاظم علی رسا کی مدد کریں۔ یہ بات انہوں نے خود مجھ سے بیان کی کہ وہ کل ہی مجھ سے ملا ہے۔ لیکن انہوں نے مجھ سے کہا کہ: ''میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ جب علمی بات تھی تو اسے علمی بحث تک رکھنا تھا۔ تم خود پہلے عدالت میں پہنچے لہذا اب قانون کا مقابلہ کرو''۔ اپنے اس بیان سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جیسا کہ انہوں نے انکا کوئی ساتھ نہیں دیا۔ بہر حال خدا کے فضل وکرم سے ہم کامیاب ہو گئے۔ اور مسٹر جسٹس جاوید اقبال نے جو فیصلہ دیا وہ ہم نے اپنی کتاب: ''شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء

سے ٹکراؤ'' میں شامل کر دیا ہے۔

رئیس مذہب شیخیہ مرزا عبدالرضا ابراھیمی کے نمائندہ کی بات بیان کرنے کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میں نے انکی لائبریری دیکھی ہے۔ کیا کہنے ہیں، ان حضرات نے محمد وآل محمد علیہا السلام کے فضائل بیان کرنے میں حد کر دی ہے۔ میں نے کہا بلکہ حد سے زیادہ تجاوز اور غلو کیا ہے۔ جو ہمارے علماء کی نظر میں کسی بھی قسم کے کفر سے کم نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ ہاں واقعاً تجاوز تو ہے۔ مگر بہر حال انہوں نے تو فضائل بیان کئے ہیں۔ مگر ہمارے علماء کو دیکھو یہاں کے علماء میں ڈھکو صاحب یہ کہتے ہیں کہ ''یا علیؑ'' کے نعرے لگانا اور یا علیؑ مدد کہنا جائز نہیں ہے، حالانکہ یہ نعرے شعار شیعہ ہیں۔ میں نے انہیں شعار شیعہ ہونے کے بارے میں وہ جواب نہیں دیا جو میں اس کتاب میں لکھ رہا ہوں، کہ شعار کسے کہتے ہیں اور شعار شیعہ اثنا عشری کیا ہونا چاہئے؟ بلکہ میں نے انہیں ایک دوسرے عنوان سے جواب دیا اور ان سے پوچھا کہ کیا ڈھکو صاحب نے خود آپ سے ایسا کہا ہے؟ کہنے لگے کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ کیا آپ نے انکی کسی مجلس میں کوئی ایسی تقریر سنی ہے؟ کہنے لگے کہ نہیں۔ میں نے تو انہیں دیکھا تک نہیں۔ میں نے کہا جب نہ خود انہوں نے آپ سے کہا، نہ آپ نے انکی تقریر سنی، نہ آپ نے آج تک انہیں دیکھا تو پھر آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ وہ یا علیؑ کے نعرے لگانے اور یا علیؑ مدد کہنے کے خلاف ہیں۔ کہنے لگے کہ انہوں نے اپنی کتاب اصول الشریعہ میں ایسا لکھا ہے۔ میں نے کہا آپ نے خود اصول الشریعہ پڑھ کر اس میں یہ دیکھا ہے۔ کہنے لگے کہ نہیں، میں نے کہا کہ پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ اصول الشریعہ میں یہ لکھا ہے۔ کہنے لگے کہ مولانا محمد بشیر انصاری نے مجلس میں تقریر کرتے ہوئے ایسا کہا ہے میں نے کہا جاؤ ان سے پوچھو کہ ہمیں دکھاؤ یہ کہاں لکھا ہے؟ کہنے لگے کہ کیا یہ لکھا ہوا نہیں ہے، اور انہوں نے یہ جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا ان الفاظ کے لکھے ہونے کی حد تک تو

جھوٹ بولا ہے۔ لیکن اس کتاب میں شیخیوں کے عقائد کی رد کی گئی ہے۔ اور آل محمدؐ کے خالق ہونے، رازق ہونے، محی و ممیت ہونے، اور نظام کائنات چلانے اور عقیدہ تفویض کا ابطال کیا گیا ہے، اور چونکہ مفوضہ اور شیخیوں نے ان نعروں کو ان عقائد کے پھیلانے کے لئے ہی رواج دیا ہے۔ لہذا انہوں نے اپنے طور پر یہ سمجھا کہ جب وہ آل محمد کو خالق نہیں مانتے، رازق نہیں مانتے، محی و ممیت نہیں مانتے، نظام کائنات چلانے والا نہیں مانتے، اور یہ تسلیم نہیں کرتے کہ خدا نے اپنے تمام کام ان کو سپرد کر دیئے ہیں تو انہوں نے اسکا یہ مطلب نکالا کہ وہ یا علیؑ کے نعرے لگانے اور یا علیؑ مدد کہنے کے خلاف ہیں۔ اس پر وہ ہنسنے لگ گئے اور محفل برخواست ہوگئی اور شعار شیعہ ہونے کی بات بیچ میں رہ گئی۔ لہذا ہم اب اس سے آگے یہ بیان کرینگے کہ شعار کسے کہتے ہیں۔

شعار کسے کہتے ہیں؟

فرہنگ عمید تالیف حسن عمید میں شعار کے کئی معنی لکھے ہیں ان میں سے ایک معنی یہ ہے:

''ندائے مخصوص و علامت گردہے از مردم کہ بداں یکدیگر را بشناسند''

یعنی مخصوص ندا اور لوگوں کے کسی گروہ کی علامت جس سے ایک دوسرے کی پہچان ہوتی ہے''

تاریخ کے طالب علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مکہ کے رہنے والے قریش سب کے سب حضرت ابراہیمؑ کی اولاد تھے اور نسل اسماعیلؑ سے تھے۔ اس لئے وہ سب کے سب خود کو ملت ابراھیمی پر سمجھتے تھے۔ خانہ کعبہ کا سب احترام کرتے تھے۔ موسم حج میں حج بھی کرتے تھے۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی کرتے تھے۔ مگر صفا و مروہ کے اوپر انہوں نے اپنے بت رکھے ہوئے تھے۔ اسی لئے جب مکہ فتح ہوگیا اور مسلمانوں نے پہلا حج کیا تو وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے سے جھجکے کہ کہیں یہ کافران بتوں کے احترام میں صفا و مروہ کے

درمیان سعی نہ کرتے ہوں۔لٰہذا خدا نے آیت نازل کی کہ:

''ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما''۔(البقرہ۔158)

''یعنی بیشک صفا ومروہ دونوں خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔پس جو شخص خانہ (کعبہ) کا حج یا عمرہ کرے اس پر ان دونوں کے درمیان طواف (آمدورفت) کرنے میں کچھ گناہ نہیں ہے''۔

بہرحال قریش خود کو ملت ابراھیم ہی سے سمجھتے تھے اور کچھ عبادات بگڑی ہوئی صورت میں رسوم کے طور پر اُن میں ابھی تک جاری تھیں قران یہ کہتا ہے کہ پیغمبر اکرم صلعم کو بھی ملت ابراھیمی کے اتباع کا ہی حکم تھا۔جیسا کہ ارشاد ہوا:

''ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفاً''۔(النحل۔123)

''پھر ہم نے تمہارے پاس وحی بھیجی کہ ابراھیم کے طریقہ کی پیروی کرو جو باطل سے کترانے والے تھے۔(فرمان ترجمہ)

پس کفار قریش بھی خود کو ملت ابراھیمی پر ہی کہتے تھے اور پیغمبر اکرم بھی ملت ابراھیمی ہی کے پیرو تھے۔

جنگ احد میں کفار قریش اور پیغمبر اکرمؐ کا شعار

جنگ احد میں جب جیتی ہوئی جنگ مسلمانوں کی بے تدبیری بدنظمی اور پیغمبر اکرمؐ کی حکم عدولی کے باعث شکست میں بدل گئی تو مسلمانوں نے راہ فرار اختیار کی 70 اصحاب پیغمبر صلعم اس جنگ میں شہید ہوئے۔بہت سے زخمی ہوئے حضرت علیؑ کے بھی سولہ سے زیادہ کاری زخم آئے خود پیغمبر اکرم صلعم کے دندان مبارک شہید ہو گئے،اور زخمی ہو کر ایک طرف بیٹھ گئے۔

ایسے میں ابو سفیان نے ایک ایک کو نام کیساتھ آوازیں دے کر پکارنا شروع کردیا۔ آنحضرت صلعم نے سب کو منع کردیا کہ اسکا جواب مت دو۔ اس نے سمجھا کہ یہ سب مارے گئے۔ لہذا اس نے نعرہ لگایا:

''اعلیٰ حبل'' حبل (بت) سربلند ہوا

اس پر پیغمبر اکرم صلعم نے حکم دیا کہ اسکا جواب دو اور یہ کہو کہ: ''اللہ اعلیٰ واجل''، ''اللہ ہی اعلیٰ اور جلال والا ہے''۔ یہ دونوں نعرے دونوں گروہوں کے عقیدے کا اظہار تھے۔ اور حقیقی طور پر ان مختلف گروہوں کا شعار تھے اور انکی پہچان تھے۔ پیغمبرؐ نے اس جنگ میں ''اللہ اعلیٰ واجل'' کا نعرہ لگوا کر یہ سبق دیا کہ کسی گروہ کی صحیح شناخت صرف وہی ہوتی ہے جو اس کے عقیدے اور نظریے کے مطابق ہو اور اس سے سبق ملتا ہو۔ ابو سفیان کے نعرے سے یہ پتہ چلا کہ وہ خود کو ملت ابراھیمی پر سمجھنے کے باوجود ملت ابراھیمی پر نہیں رہے بلکہ اب انکی پہچان ''اعلیٰ حبل'' کے شعار کے حوالے سے رہ گئی ہے۔

حضرت آیت اللہ سید محمد شیرازی کے نزدیک شعار

حضرت آیت اللہ سید محمد شیرازی اپنی کتاب ''پیام بہ نمائندگان مذہبی'' میں عنوان نمبر 78 میں ''شعارھا'' کے تحت لکھتے ہیں:

''شعار اثر عجیبی بر نفوس مردم بگذارد ولذا خردمندان را می بینیم کہ از قدیم بہ ایں مسئلہ توجہ داشتہ اند۔ شعار صورتھای مختلف دارد۔ و بر مبلغ است کہ از یں عامل موثر برائے جلب مردم بسوی ایمان وفضیلت آشنا کند''۔

بعنوان مثال: جملہ ھائے از آیات حکیم قرآن، یا احادیث شریف یا کلمات حکیمانہ یا شعار ھائی تشویق کنندہ ای را روی تابلو ھائی زیبائی بنویسند و بر در دکانھا و در خانہ ھا نصب کند"۔ (پیام بہ نمائندگان مذہبی صفحہ 182)

ترجمہ۔ شعار لوگوں کے اوپر عجیب طرح کا اثر ڈالتے ہیں لہذا ہم دانشمندوں کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے زمانہ قدیم سے اس مسئلہ کی طرف توجہ کی ہے۔ شعار کی مختلف صورتیں ہیں اب یہ مبلغ کے اوپر ہے کہ وہ اس موثر عامل سے لوگوں کو ایمان و فضلیت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے آشنا کرے۔

مثال کے طور پر قرآن حکیم کے پُر حکمت جملے، یا احادیث شریف یا کلمات حکیمانہ یا کوئی اور ایمان کی طرف شوق دلانے والے شعار کو خوبصورت بینروں پر لکھوا کر دکانوں اور مکانوں کے دروازوں پر نصب کریں"۔

آگے چل کر قرآن کریم سے ایک شعار کی مثال اس طرح پیش کرتے ہیں

"ھمہ بسوی خدا با حکمت و دوستی دعوت کنید"

یہ شعار قرآن کریم کی آیت: "ادعوا الی سبیل ربک" سے اخذ کیا ہے۔

"یعنی لوگوں کو اللہ کے راستہ پر لانے کے لئے حکمت و دانائی اور اچھے وعظ کے ذریعہ دعوت دو"۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ شعار یا نعرے اپنے عقیدے، اپنے نظریے اور اپنی فکر کے ترجمان اور لوگوں کو ایمان کی طرف جلب کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ اور اس سے اس گروہ کے لوگوں کی پہچان ہو جاتی ہے جو یہ شعار اختیار کرتے ہیں۔

قریش خود کو ملت ابراھیمی پر کہتے تھے مگر بت پرستی کی وجہ سے ان کا شعار بدل گیا اور ان کا شعار "اعلیٰ حبل" ہو گیا۔ پیغمبر اکرم صلعم بھی ملت ابراھیمی پر تھے مگر وہ توحید کی

تبلیغ کرر ہے تھے جو ابراھیمؑ کی نمایاں خصوصیت تھی لہذا انکا شعار: "اللہ اعلیٰ واجل" ہوا۔

اب غور طلب بات یہی ہے کہ کیا "اعلیٰ حبل" کو ملت ابراھیمی کا صحیح شعار کہا جا سکتا ہے۔ یا "اللہ اعلیٰ واجل" ملت ابراھیمی کا صحیح شعار ہے۔ یقیناً اعلیٰ حبل ملت ابراھیمی کا شعار نہیں ہے چاہے وہ خود کو ملت ابراھیمی پر ہی سمجھتے ہوں۔

صرف خدا کو اس کے نام اور صیغہ واحد میں پکارا جاتا ہے

خداوند تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ایاما ندعوا فلہ الاسمآء الحسنی"۔ (الکھف۔110)

ترجمہ:۔ "اے رسول تم ان سے کہہ دو کہ تم کو اختیار ہے خواہ اسکو اللہ کہہ کر پکارو۔ یا رحمٰن کہہ کر پکارو (غرض) جس نام کو بھی پکارو اس کے تو سب نام اچھے سے اچھے ہیں"۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

"وللہ الاسمآء الحسنیٰ فادعوہ بھا"۔ (الاعراف۔180)

ترجمہ:۔ "اور اچھے اچھے نام خدا ہی کے لئے خاص ہیں تو اسے انہیں ناموں سے پکارو"۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ صرف خدا ہی کی ذات ہے جسکو اس کے نام کے ساتھ پکارنے میں اسکی عظمت ہے۔ اور صیغہ واحد میں اسے مخاطب کرنا اسکی توحید کو اجاگر کرنے کے لئے ہے پس اسی وجہ سے ہر مذہب کا آدمی خدا کو اس کے نام کے ساتھ پکارتا ہے۔ کوئی

کہتا ہے: ''اے رام'' کوئی کہتا ہے: ''اے بھگوان'' کوئی کہتا ہے: ''او گاڈ'' کوئی کہتا ہے:
''اے خدا'' کوئی کہتا ہے: اے اللہ۔ اے رحمٰن۔ اے رحیم۔ تیری ذات پاک ہے تو رحمان
ہے تو رحیم ہے۔ وغیرہ

پس کسی بھی مذہب میں انکے اپنے عقیدے کے مطابق اللہ کا نام لینا اور صیغہ
واحد میں اسے مخاطب کرنا نہ اسکی توہین ہے۔ نہ گستاخی ہے، نہ بے ادبی ہے، نہ بے تہذیبی
ہے۔ بلکہ اس کے عظمت وجلال کی نشانی ہے۔

حضرت علیؑ کو خدا ماننے والے فرقے یا علیؑ کہہ کر اپنے خدا کو ہی پکارتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ فرقہ ھائے غالیہ، سبائیہ، علیسائیہ اور نصیریہ وغیرہ حضرت علیؑ
کو ہی خدا مانتے ہیں، اسی طرح صوفیہ، حلولیہ واتحادیہ جو حلول واتحاد کے قائل ہیں وہ بھی
حلول واتحاد کے طریقہ سے حضرت علیؑ کو ہی خدا مانتے ہیں۔ لہذا حتماً ویقیناً وہ سب کے
سب یا علیؑ کہہ کر اپنے خدا ہی کو پکارتے ہیں اور ''یا علیؑ مدد'' کہہ کر اپنے خدا ہی سے مدد مانگتے
ہیں کیا کوئی اس بات کا انکار کر سکتا ہے کہ جب کوئی نصیری ''یا علیؑ'' کہتا ہے تو وہ اپنے خدا کے
سوا کسی اور کو پکار رہا ہے پس حتماً ویقیناً یا علیؑ کے نعرے لگانا اور ''یا علیؑ مدد'' کہنا، غالیوں کا،
سبائیوں کا، علیایوں کا، نصیریوں کا، اور صوفیوں کا شعار ہے اس کے بعد جس نے بھی اسے
شعار بنایا وہ انکی دیکھا دیکھی بنایا۔

اثنا عشری شیعوں نے ان نعروں کو کیوں اپنایا؟

چونکہ مفوضہ وشیخیہ بھی خود کو شیعہ ہی کہتے ہیں اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا نے اپنے تمام کام ان کو سپرد کردیئے ہیں۔ خلق یہی کرتے ہیں، رزق یہی دیتے ہیں، اولاد یہی دیتے ہیں غرض سارا نظام کائنات یہی چلاتے ہیں۔ اور شیخ احمد احسائی نے اپنی کتاب شرح زیارت میں یہ لکھا ہے، کہ خدا کسی کی بھی مدد نہیں کرتا، بلکہ جسکی بھی مدد کرتے ہیں وہ یہی کرتے ہیں لہذا انہوں نے بڑی آسانی کے ساتھ صوفیوں کے اور نصیریوں کے شعار کو اپنا لیا، اور چونکہ اثنا عشری شیعوں پر غالی ومفوضہ وشیخیہ چھا گئے ہیں، لہذا وہ حضرت علیؑ کی محبت میں غفلت کا شکار ہو گئے ہیں اور انکی دیکھا دیکھی اور انکی تبلیغ کے زیر اثر وہ بھی یہی نعرے لگانے لگ گئے اگر وہ اصل حقیقت کو سمجھتے تو ہرگز یہ نعرے نہ لگاتے، کیونکہ شیعیت اسلام حقیقی کا ہی دوسرا نام ہے، اور اسلام ہرگز ہرگز بزرگوں کا نام لیکر پکارنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جیسا کہ سابق میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ قرآن وحدیث دونوں بزرگوں کا نام لیکر پکارنے کی ممانعت کرتے ہیں۔ اور ''یا محمدؐ'' کہہ کر آواز دینے اور پکارنے کو انکی توہین، انکی ہتک، انکی شان میں گستاخی اور بے ادبی قرار دیتے ہیں، جو بمنزلہ کفر ہے اور اعمال کے حبط ہونے کا موجب ہے۔ اسی لئے کوئی بھی مسلمان نعرہ رسالت کے جواب میں ''یا محمدؐ'' نہیں کہتا۔

اور پیغمبر اکرم صلعم نے متعدد احادیث میں خود کو اور حضرت علیؑ کو اس امت کا باپ کہنے میں اسی عزت، اسی احترام کو، اسی ادب کو، اور اسی وقار کو برقرار رکھنے کے لئے [illegible] ہے۔ تاکہ جو بات پیغمبر اکرم صلعم کے لئے بے ادبی کی سمجھی جائے۔ وہ بات

حضرت علیؑ کے لئے بے ادبی کی سمجھی جائے۔ لہذا ان سے غفلت میں یہ بے ادبی ایسی ہی ہوئی ہے جیسی کہ انکو عالین کہنے میں ہوئی۔ (ملاحظہ ہو امامت قرآن کی نظر میں) میں ہمارا مضمون ''عالین کون ہیں''؟۔

اثنا عشری شیعوں کا صحیح شعار

ہمارے یہاں جو نعرے لگائے جاتے ہیں ان میں پہلا نعرہ یعنی نعرہ تکبیر: ''اللہ اکبر'' تو وہ ہے جو فی الحقیقت نعرہ حیدری ہے۔ جو حیدر کرار میدان جنگ میں لگایا کرتے تھے۔ اس نعرہ میں اللہ کی کبریائی کا بیان ہوتا ہے۔ دوسرا نعرہ، نعرہ رسالت ہے۔ جو یارسول اللہؐ کہہ کر لگایا جاتا ہے اور پیغمبر اکرم صلعم کو نام کے بجائے ''یا نبی اللہ'' اور ''یا رسول اللہ'' کہہ کر ہی مخاطب کرنا چاہیے۔ لیکن اس میں کوئی پیغام دوسروں کے لئے نہیں ہے۔ اور یہ صرف اہل سنت کے دو عظیم فرقوں میں سے دیوبندیوں کے مقابلہ میں بریلویوں کی شناخت ہے اور یہ انہیں کا شعار ہے اور انہیں سے شیعوں نے اپنایا ہے۔ اور ''یا علیؑ'' اور ''یا علیؑ مدد'' کے بارے میں سابق میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ حضرت علیؑ کو خدا ماننے والوں کا یعنی صوفیوں کا اور نصیریون کا نعرہ ہے اور یہ انہیں کا شعار ہے۔ جسے پہلے مرحلہ میں مفوضہ اور شیخیوں نے اپنایا، اور پھر جب مفوضہ اور شیخی شیعوں پر چھا گئے تو ان کی دیکھا دیکھی غفلت سے اثنا عشری شیعوں نے بھی اسے اپنا لیا۔ کیونکہ اب پاکستان کے شیعہ ایسی کھچڑی بن چکے ہیں جس میں چاولوں کیساتھ چاروں دالوں کے علاوہ دوسرے غلّے اور آڑ کباڑ بھی ملے ہوئے ہیں۔

بہر حال بیان یہ کرنا تھا کہ سچے اثنا عشری شیعوں کا شعار کیا ہونا چاہیے۔ ہم یہ بات سابقہ صفحات میں آقائے آیت اللہ سید محمد شیرازی کی کتاب: ''پیام بہ نمائندگان مذہبی'' سے نقل کر آئے ہیں کہ شعار اور نعرے لوگوں کے اوپر عجیب اثر ڈالتے ہیں اور یہ

توقیفی نہیں ہوتے۔ بلکہ قرآن سے حدیث سے، کلمات حکمت سے کوئی بھی ہدایت دینے والی اور سبق آموز بات شعار کے طور پر اپنائی جا سکتی ہے لہذا سچے اثنا عشری شیعوں کے لئے وہ شعار اور نعرے جن سے ان کی صحیح شناخت ہو، وہ حسب ذیل ہیں۔

نمبر 1۔ بریلویوں کی طرز پر جو نعرے لگائے جا سکتے ہیں وہ اس طرح ہیں۔

نعرہ تکبیر، اللہ اکبر۔ نعرہ رسالت، یارسول اللہ۔ نعرہ ولایت، یاامیرالمومنین۔

نعرہ امامت، یاامام المتقین۔ نعرہ وصایت، یاسیدالوصیین۔

نعرہ قیادت، یاقائدالغرالمحجلین۔

نمبر 2۔ اپنے عقیدے اور نظریے کو بیان کرنے والے نعرے اس طرح ہونے چاہئیں۔

نعرہ تکبیر۔ اللہ کی کبریائی کا اقرار۔ "اللہ اکبر"۔

نعرہ توحید۔ اللہ کی وحدانیت کا اقرار۔ "لا الہ الا اللہ"

نعرہ رسالت۔ آنحضرت کی رسالت کا اقرار۔ "محمد رسول اللہ"

نعرہ ولایت وصایت۔ حضرت علی کے وصی رسول ہونے کا اقرار۔

"علی ولی اللہ وصی رسول اللہ"

نمبر 3۔ بارہ اماموں کو نہ ماننے والے دوسرے شیعوں کے مقابلہ میں اثنا عشری شیعہ ہونے کا اظہار کرنے کے لئے اس طرح کا شعار اور نعرے لگانے چاہئیں۔

اوصیائے پیمبر ہیں، اثنا عشر۔ ہیں دین کے رہبر، اثنا عشر۔

ہیں ہادی برحق، اثنا عشر۔ آئمہ ھدیٰ ہیں، اثنا عشر۔

امام زمانہ ہیں، صاحب الامر۔

نمبر 4۔ چونکہ حلول کے قائل بہت سے صوفی اور تفویض کے قائل شیخی بھی خود کو اثنا عشری

شیعہ کہتے ہیں لہذا ان سے امتیاز اور علیحدہ شناخت کے لئے بھی کچھ نعرے اور شعار ہونے چاہئیں۔ اس کے لئے درج ذیل نعروں اور شعار کو اپنایا جاسکتا ہے۔

ہے خالق سب کا،	صرف اللہ۔	ہے رازق سب کا،	صرف اللہ
ہے حیات کا مالک،	صرف اللہ۔	ہے موت کا مالک،	صرف اللہ
ہے مدبر سب کا،	صرف اللہ۔	ہے حاضر و ناظر،	صرف اللہ
ہے سب کا مالک،	صرف اللہ۔	ہے سب کا رب،	صرف اللہ
ہے عالم الغیب،	صرف اللہ۔	ہے ہر چیز پہ قادر،	صرف اللہ
ہیں افضل البشر،	ہمارے رسولؐ۔	ہیں خیر البشر،	ہمارے امام

یقیناً یہ نعرے نصیریوں، صوفیوں، مفوضہ اور مذہب شیخیہ کے مقابلہ میں سچے اور حقیقی اثنا عشری شیعوں کا شعار اور پہچان ہیں۔

چونکہ شعار اور نعرے توقیفی نہیں ہوتے لہذا جس طرح ابوسفیان کے نعرے، ''اعلیٰ ھبل'' کے مقابلہ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''اللہ اعلیٰ واجل'' کا نعرہ لگوا کر اپنی پہچان کروائی تھی اسی طرح صوفیہ و نصیریہ و مفوضہ و شیخیہ کے عقائد و نظریات کے مقابلہ میں صحیح شیعہ عقائد و نظریات کا اظہار کرنے والے شعار اور مذکورہ نعروں کے علاوہ اور بھی بہت سے نعرے اور شعار آیت اللہ سید محمد شیرازی کے بیان کے مطابق قرآن کریم کی آیات یا احادیث شریف یا حکیمانہ کلمات سے جو لوگوں کو صحیح ایمان کی طرف جلب کرنے کے لئے رہنمائی کرنے والے ہوں اختیار کرنے چاہئیں۔

نمبر 5۔ جن آثار کو چھپایا گیا انکو ظاہر کرنے والے نعرے

امام شافعی نے کہا ہے کہ:

لقد کتموا آثار آل محمد. محبیهم خوفاً وعدوهم بغضاً

آل محمد کے فضائل کو سب نے ہی چھپایا ہے۔ دوستوں نے تو ڈر اور خوف کی وجہ سے چھپایا اور دشمنوں نے بغض کی وجہ سے چھپایا۔

لہذا حضرت علی علیہ السلام کے دوستوں کا فرض بنتا ہے کہ نصیریوں کے، صوفیوں کے، مفوضہ کے اور شیخیوں کے شعار اور نعروں کو اپنانے کی بجائے ایسے شعار اپنائیں اور ایسے نعرے لگائیں جن سے ان فضائل کا اظہار ہو جنہیں لوگوں نے چھپانے کی کوشش کی ہے۔ وہ نعرے اور شعار یہ ہیں۔

صدیق اکبر، علیؑ علیؑ۔ فارق اعظم، علیؑ علیؑ۔ امت کا ولی ہے علیؑ علیؑ۔

احمد کا وصی ہے، علیؑ علیؑ۔ ہے سب کا ہادی، علیؑ علیؑ۔ ہے سب کا مولا، علیؑ علیؑ۔

اللہ کی حجت، علیؑ علیؑ۔ ہے نفس پیمبر، علیؑ علیؑ۔ ہے باب حطہ، علیؑ علیؑ۔

ہے کلمہ باقی، علیؑ علیؑ۔ ہے مثل ہارون، علیؑ علیؑ۔ ہے فاتح خندق، علیؑ علیؑ۔

ہے قاتل مرحب، علیؑ علیؑ۔ ہے فاتح خیبر، علیؑ علیؑ۔ وغیرہ وغیرہ

تعجب ہے پروفیسر محمد یوسف چشتی پر کہ اس نے اپنی کتاب اسلامی تصوف میں یہ لکھا ہے۔ کہ خیبر کو محمد بن سلمہ نے فتح کیا تھا اور مرحب کو قتل بھی محمد بن سلمہ نے ہی کیا تھا۔ اور اس طرح اس نے نہ صرف تاریخ کی ایک واضح حقیقت کا انکار کیا تھا۔ بلکہ پیغمبر اکرم کو بھی جھٹلایا ہے۔ جنہوں نے روز فتح خیبر یہ فرمایا تھا کہ خدا خیبر کو علیؑ کے ہاتھ پر فتح کرے گا۔ (صحیح بخاری)

بہر حال اس قسم کے بہت سے شعار اور نعرے اختیار کئے جا سکتے ہیں جن میں ان فضائل کو ظاہر کیا گیا ہو جنہیں لوگوں نے چھپانے کی کوشش کی ہے۔

ایک اور شعار پر غور

ایک نئی کتاب ابھی ابھی تازہ تالیف وتصنیف ہوکر بازار میں آئی ہے۔ جسکا نام ''شہادت ثالثہ درتشہد کے متعلق شرعی فیصلہ'' ہے۔ کتاب کے نام سے ہی موضوع کتاب کا پتہ چل جاتا ہے۔ اس کتاب کو فاضل محترم جناب آفتاب حسین جوادی صاحب نے تالیف وتصنیف وترتیب دیا ہے۔ اس میں مجتہدین عظام اور مراجع عالیقدر شیعیان جہاں کے فتوٰی کی روشنی میں تو تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے کو ناجائز قرار دیا ہے لیکن اس کتاب میں اذان میں شہادت ثالثہ کے پڑھنے کو شعار شیعہ قرار دیدیا ہے۔ جیسا کے انہوں نے لکھا:

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اذان واقامت میں ''علی ولی اللہ'' پڑھنا شیعہ کا شعار اور نفاق وایمان کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ (شہادت ثالثہ درتشہد کے متعلق شرعی فیصلہ (ص نمبر 20۔21) لیکن اس کے ثبوت میں جتنے بھی فتوے درج کیئے ہیں وہ سب پندرہویں صدی ہجری میں ہونے والے مجتہدین عظام میں سے بھی صرف چار پانچ مجتہدین کے فتاوے درج کیئے ہیں۔ پیغمبر اکرم صلعم سے لیکر چوتھی صدی ہجری تک کے یعنی غیبت امام زمانہ تک کا کوئی ثبوت نہیں دیا اور چوتھی صدی سے لیکر چودھویں صدی ہجری تک کے مجتہدین عظام میں سے کسی کا فتوٰی نقل نہیں کیا۔ حالانکہ اس بارے میں صحیح فیصلہ کرنے کے لیئے شیعیان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کے سامنے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے لیکر بارہویں امام تک اور بارھویں امام سے لیکر آج تک کے تمام بزرگ شیعہ علما کے اقوال وفتاوٰی لکھنے ضروری تھے۔

جیسا کہ تشہد کے بارے میں فاضل مولف نے زمانہ رسالت کا ثبوت دیا۔ پھر آئمہ طاہرین کے زمانہ کا ثبوت دیا۔ پھر غیبت کبریٰ کے بعد یعنی 329 ھجری سے تیرہویں

صدی ہجری تک کے بزرگ علماء شیعہ کے اقوال وفتاوی درج کئے اور اس کے بعد صفحہ 50 سے آگے رواں صدی کے مراجع عظام کے فتاوی نقل کئے ہیں مثلاً مرجع دینی اعلیٰ آیت اللہ العظمیٰ السید ابوالقاسم الموسوی الخوئی کا فتوی اس طرح درج کیا ہے۔

بسمہ تعالیٰ۔ از آنجائیکہ اجزاء نماز محدود است و بائستی طبق ادلہ شرعیہ انجام شود۔ آنچہ اجازہ دادہ شدہ کہ در اثناء نماز آوردہ شود قرآن و دعا و ذکر خداوند و ذکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است۔ وشہادت ثالثہ بسا یر مہم است ولی ہیچ کلام ازیں چہار نیست۔ ولذا ملحق کلام آدمی است کہ در اثنائے نماز جائز نیست گفتنی از و مبطل نماز است (اللہ العالم)

ترجمہ۔ ''بسمہ تعالیٰ۔ اس جہت سے کہ نماز کے اجزا محدود ہیں شرعی دلیلوں کے مطابق ان کو بجالانا چاہیئے۔ نماز کے درمیان جن چیزوں کے بجالانے کی اجازت دی گئی ہے۔ وہ قرآن، دعا اور ذکر خداوند اور ذکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور شہادت ثالثہ اگر چہ بہت ہی اہم ہے۔ لیکن وہ ان چار میں سے نہیں ہے۔ پس اس لئے یہ کلام آدمی سے ملحق ہے۔ اور نماز کے درمیان یہ جائز نہیں ہے۔ اور اسکا پڑھنا نماز کو باطل کرتا ہے''۔

(شہادت ثالثہ در تشہد سے متعلق شرعی فیصلہ۔ صفحہ نمبر 51)

پھر اس سے آگے اگلے صفحہ پر آیت اللہ موصوف کا ایک اور فتوی نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اسی طرح سرکار موصوف ایک اور ایسے ہی استفتا کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''لاریب فی ان الشہادۃ لعلی علیہ السلام بالولایۃ وان لم یکن جزامن الاذان والاقامۃ الا انہا مستحبۃ بلااشکال، وقد ورد الامر بہا لخصوص عند الشہادۃ بالرسالۃ بلا تقید بحال دون حال بل الشہادۃ بالولایۃ مکملۃ للشہادۃ بالرسالۃ وقد جرت سیرۃ العلماء علی الشہادۃ بالولایۃ منذ عہد بعید من دون نکیر من احدہم حتی اصبح ذالک شعاراً

للشيعة و مميز الهم من غير هم نعم لا يجوز ذالک فيماهو ممنوع منه فی الدين و من هنا لا تجوز الشهادة الثالثة فی الصلواة لان الدين منع ان كل كلام فيها غير القرآن والذكر والدعا فليس كل كلام مستحب فی نفسه يجوز فی الصلواة مالم يكن قرآنا او ذكرا او دعاءاً''۔

ترجمہ۔''بلاشک وشبہ شہادت ولایت علیؑ اگرچہ اذان واقامت کا جز نہیں ہے تاہم بلا اشکال شہادت ولایت علیؑ مستحب ہے۔اوراس کے بارے میں حکم وارد ہوا ہے کہ خصوصاً جب شہادت رسالت دو تو بلا قید وحال ہر مقام پر شہادت ولایت بجالاؤ، بلکہ شہادت ثالثہ تکمیل شہادت رسالت ہے طویل عرصہ سے علماء شیعہ کی یہی سیرت چلی آرہی ہے۔کسی نے انکار نہیں کیا۔حتی کہ آج یہ شہادت شیعہ کا شعار بن چکی ہے جس سے شیعہ دوسرے فرقوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ہاں جہاں دین میں اس سے ممانعت وارد ہوتی ہے۔وہاں یہ شہادت بجالانا جائز نہیں ہے یہی وجہ ہے۔نماز کے اندر قرآن، ذکراوردعا کے علاوہ کسی چیز کا اضافہ جائز نہیں،اورضروری نہیں کہ ہر مستحب کلام نماز میں بھی ادا کیا جائے۔جب تک وہ قرآن وذکرودعا میں سے نہ ہو''۔ (شہادت ثالثہ درتشہد کے متعلق شرعی فیصلہ صفحہ 52)

ایک شبہ کاازالہ

یہاں پرمناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اس شبہ کاازالہ کردوں کہ میری اس کتاب کو پڑھ کراور میری اس تحریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں نماز میں تشہد کے اندر شہادت ثالثہ پڑھنے کے حق میں ہوں،یاتشہد میں شہادت ثالثہ کے پڑھنے کو جائز سمجھتا ہوں۔کیونکہ میں تو اتنا تشہد بھی نہیں پڑھتا جتنے تشہد پڑھنے کی اجازت ہے۔اورجسکا پڑھنا سب کے نزدیک جائز ہے جیسا کہ ابوبصیر کی مسلمہ روایت میں بیان ہوا ہے۔بلکہ میں توصرف اشھد ان لا الٰہ الا

اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھدان محمداَعبدہ ورسولہ کے بعددرود پڑھ کر السلام علیک ایھاالنبی تا آخرسلام پڑھتاہوں اورنماز ختم کردیتاہوں۔

لیکن میرا کہنایہ ہے کہ جن سے مقابلہ ہے ان کوخاموش کرنے کے لئے اوران کو قائل کرنے کیلئے ٹھوس دلیل کی ضرورت تھی۔لہذا مناسب یہ تھا کہ اذان کا ذکردرمیان میں نہ لایا جاتا۔کیونکہ اذان میں شہادت ثالثہ کے لئے جودلیل دی گئی ہے وہ دلیل ایسی ہے جو تشہد میں شہادت ثالثہ کہنے والوں کے لئے بڑی کارآمد ہے۔بلکہ شہادت ثالثہ درتشہد کے قائلین کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے۔اسی لئے امام علیہ السلام نے کسی حق بات کوبھی ثابت کرنے کے لئے ایسی دلیل دینے سے منع فرمایاہے جوکسی غلط بات کوثابت کرنے کے لئے بھی کام آسکے۔

آپ آپ ٹھنڈے دل سے غورکریں کہ مرزاحسن الحائری الاحقاقی نے جنہیں جوادی صاحب نے عصر حاضر کا شیعہ عالم لکھاہے۔احکام الشیعہ کے صفحہ نمبر 201 پر اور احکام شیعیان کے صفحہ 439،440 پریہ لکھاہے کہ:عرش پر فرش پر کرسی پر زمین پر آسمان پر درختوں کے پتوں پر،پانی کے سرچشموں پر سورج پر اورچاند پر غرض ہرجگہ کلمہ لا الـٰـہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ لکھاہے اوریہ کلمہ ازل سے ساتھ ہے اورابد تک ساتھ رہے گااورپھرامام جعفرصادق علیہ السلام کی طرف نسبت دے کر یہ لکھاہے کہ آپ نے فرمایا کہ: جب بھی اورجہاں بھی تم میں سے کوئی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تواسپرلازم ہے کہ علی ولی اللہ بھی ساتھ کہے تواسکواذان میں دلیل بنانے کی صورت میں یہ بات تشہد میں ان دونوں شہادتوں کے ساتھ کہنے والوں کے لئے ایک مستحکم دلیل مہیاکرتی ہے۔اوراسی بات کوآیت اللہ خوئی نے اوردوسرے مراجع نے دلیل بنایاہے۔جیساکہ جوادی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 53 پرانکے فتوے کے یہ الفاظ

لکھے ہیں۔

'' اور اس کے بارے میں حکم وارد ہوا ہے کہ خصوصاً جب شہادت رسالت دو تو بلا قید وحال ہر مقام پر شہادت ولایت بجالاؤ۔ بلکہ شہادت ثالثہ تکمیل شہادت رسالت ہے''۔

اس فتوے کے الفاظ مرزا حسن الحائری الاحقاقی کی بیان کردہ روایت کی صدائے باز گشت ہے اور اس میں بھی وہی کچھ کہا گیا ہے جو اس روایت میں مذکور ہوا ہے۔

بعض روایات جن میں حضرت علیؑ کی ولایت کی شہادت دینے کی تاکید وارد ہوئی ہے۔ شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ کے فاضل مولف نے انکا یہ جواب دیا ہے کہ:

'' بلاشبہ یہ حقیقت ہے کہ اگر کوئی مولائے کائنات کی ولایت وامامت کا قائل نہیں تو اسکی نماز قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ ولایت امیر المومنینؑ تمام اعمال وعبادات کے قبول ہونے کی شرط ہے۔ لیکن معترض کی متدلہ اس روایت سے شہادت ثالثہ در تشہد تو ثابت نہیں ہوتی''۔

(شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ، صفحہ 91 سطر 5 تا 8)

یہی اصل حقیقت ہے کہ مولائے کائنات کی ولایت اور امامت کا قائل ہونا اور اسکا اعتقاد رکھنا اور انکی اطاعت وپیروی کرنا واجب ہے اور جس طرح ان روایات سے شہادت ثالثہ در تشہد ثابت نہیں ہوتی اسی طرح شہادت ثالثہ در اذان بھی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ ان روایات کا مطلب ولایت وامامت امیر المومنین کو عقیدہ کے طور پر اپنانے اور انکی اطاعت وپیروی کرنا ہے۔ اسے اذان میں کہنا مراد نہیں ہے، لیکن آل بویہ کی حکومت میں 337 ھجری کے بعد جب مفوضہ نے اپنے عقیدے کے اظہار کے لئے اسکا اذان میں اضافہ کیا تو پہلے دن سے ہی شیعہ بزرگ فقہا نے اسکی مخالفت کی اور اسے وضع مفوضہ کہا تیرہویں صدی ہجری میں اس بارے میں لچک پیدا کی گئی اور جب اسکا رواج عام ہو گیا تو اسے شیعہ شعار اور رمز تشیع قرار دیدیا گیا اور اس بات پر اصرار بھی سب سے زیادہ رئیس مذہب

شیخیہ احقاقیہ نے کیا اور جب اذان کی طرف سے مطمئین ہو گئے تو آج سے تیس سال پہلے مرزا حسن الحائری الاحقاقی کے پاکستان میں نمائندے اور وکیل محمد حسنین سابقی نے مرزا حسن الحائری الاحقاقی کی احکام الشیعہ عربی اور احکام شیعیان فارسی کی مذکورہ روایت کو سامنے رکھتے ہوئے تشہد میں شہادت ثالثہ کے کہنے کے بارے میں رسالہ لکھا اور اس دن کے بعد سے اسکا رواج بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ جس طرح ہمیں اور بہت سے دوسرے واقفان حال کو یقین کی حد تک معلوم ہے کہ تشہد میں شہادت ثالثہ کہنے کا رواج شیخی مبلغ اور رئیس مذہب شیخیہ مرزا حسن الحائری الاحقاقی کے پاکستان میں وکیل محمد حسنین سابقی کے مذکورہ رسالہ لکھنے کے بعد ہوا، اسی طرح شیخ صدوق کو بھی یقین کی حد تک معلوم تھا کہ اذان میں اشھد ان علیا ولی اللہ کا اضافہ مفوضہ نے کیا ہے لہذا تیسری صدی ہجری تک کے سارے علماء اس بات پر متفق رہے کہ یہ اضافہ مفوضہ نے کیا ہے اور اس کے جزو اذان نہ ہونے پر تو آجتک سب متفق ہیں مگر آثار بتلا رہے ہیں اور ادھر ادھر سے خبریں سننے میں آرہی ہیں کہ اذان میں شہادت ثالثہ کے جزو اذان ہونے کو تسلیم کرنے کی بھی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

کتاب نماز میں شہادت ثالثہ کے متعلق شرعی فیصلہ لکھنے کی ضرورت کیوں پڑی؟

کتاب شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ لکھنے کی ضرورت کیوں پڑی؟ اسکا فاضل مولف نے جگہ جگہ تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ نقش اول کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہمارے اندر سے ہی چند نا عاقبت اندیش

لوگوں نے طوفان بدتمیزی برپا کررکھا ہے، جس سے شیعہ عوام نہ صرف داخلی انتشار کا شکار ہونے بلکہ اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے، کہ ایک دوسرے کو دشمن ولایت علیؑ، منکر اہل بیتؑ اور مقصر وغیرہ کے نام سے یاد کیا جارہا ہے۔ یہ فتنہ اتنا سخت اور خطرناک صورت اختیار کرچکا ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اسی موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت پڑی''۔

(شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ، صفحہ نمبر 7)

اس کے بعد تمہید کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

''دین اسلام جو چند اصول وفروع کے مجموعہ کا نام ہے کو بنانے کا حق صرف خداوند متعال کو ہے۔ اس نے کسی نبی، وصی وامام کو بھی دین سازی کا اختیار نہیں دیا ہے، اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ دین بنانا خدا کا کام ہے، اس کے بنائے ہوئے دین کو بندوں تک پہنچانا نبی اور رسول کا کام ہے، اسے پھیلانا اور مشکل وقت آنے پر اپنا سب کچھ قربان کرکے اسے زندہ جاوید بنانا وصی وامامؑ کا کام ہے''۔ (شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ صفحہ نمبر 15)

فاضل مصنف ومولف کتاب نے مذکورہ بیان کی دلیل میں سورہ الحاقۃ کی آیت نمبر 44 تا 46 پیش کرکے اسکا ترجمہ اس طرح لکھا ہے۔

''اگر میرا رسول اپنی طرف سے بعض باتیں گھڑ کر میری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کو دائیں بازو سے پکڑ کر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے''

پھر اس آیت سے اس طرح استدلال کیا ہے

''یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ آپ دین میں اپنی مرضی اور خواہشات سے کچھ احکام کی آمیزش کرتے۔ انہوں نے تو اللہ تعالٰی کا دین بلا کم وکاست ہم تک پہنچا دیا۔ البتہ یہاں ان لوگوں کو ڈرانا مقصود ہے جو اپنی خواہشات کے مطابق دین میں کمی بیشی کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ارباب دانش وبینش کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ جس بات کا اختیار خدا نے اپنے رسول کو

نہیں دیا کسی امام کو نہیں دیا۔ کیونکہ نبی شریعت کا مبلغ اور امام محافظ ہوتا ہے۔ شریعت ساز نہیں ہوتا۔ تو وہ اختیار کسی اور کو کیونکر حاصل ہو سکتا ہے''۔

(شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ، صفحہ نمبر 16)

اس کے بعد سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مگر انتہائی دکھ درد کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج جبکہ ہم پندرہویں صدی سے گذر رہے ہیں۔ اور وارث شریعت حضرت امام مھدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف پردہ غیب میں روپوش ہیں اور علماء کرام کی اکثریت اپنی منصبی ذمہ داریوں سے عہدہ برانہیں ہو رہی۔ اس لئے ہر شخص شتر بے مہار بنا ہوا ہے۔ محض تحکم وسینہ زوری سے دین کو اپنی خواہشات اور اپنی ذاتی آراء وقیاسات کی آماجگاہ بنا رکھا ہے۔ اپنی مرضی کے مطابق آئے دن نئے نئے نظریات وعقائد گھڑے جارہے ہیں اور اپنی منشاء کے مطابق مسائل اور احکام وضع کئے جارہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ فرماتا ہے:۔

"ان کثیرا لیضلون باھوائھم بغیر علم ان ربک ھو اعلم بالمعتدین"

''اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو علم کے بغیر اپنی خواہشات کی بناء پر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ آپ کا رب حد سے تجاوز کرنے والوں کو یقیناً خوب جانتا ہے''۔

(سورہ انعام آیت 119)

اور جن افعال واعمال کے انجام دینے کی نہ خدا نے اجازت دی اور نہ ہی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی امام برحق نے انجام دیا ہے وہ کام اسلام میں داخل کئے جارہے ہیں۔ چنانچہ نماز پنجگانہ کے تشہد میں شہادت ثالثہ کا داخل کرنا بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ جسے کچھ عرصہ سے رفتہ رفتہ نماز میں داخل کیا گیا۔ اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اور جرات یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ بعض بدطینت بڑی دریدہ دہنی کے ساتھ

یہاں تک کہنے لگے ہیں کہ جو تشہد میں یہ شہادت پڑھتا ہے وہ تو حلالی ہے اور جو نہیں پڑھتا وہ حرامی ہے (نعوذ باللہ)

یہ ان کا تجاہل عارفانہ ہے یا مذہب شیعہ کے اصول وفروع سے جہالت اور بے خبری کا بین ثبوت ہے۔ ایسے بے لگام لوگوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ اس کی زد میں کون کون آتا ہے؟ آیا خود ان کے اپنے آباؤ اجداد اور چودہ سو سال کے علماء اعلام اور تمام مومنین کرام کے علاوہ سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام بھی اس کی زد میں نہیں آتے؟ جو کہ صریح کفر وارتداد ہے۔

(شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ، صفحہ نمبر 16-17)

اس کے بعد سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اس سلسلہ میں تقریر کے علاوہ تحریر کا سلسلہ بھی جاری ہے اور کندہ ناتراش رطب ویابس جمع کر کے اور تفسیر بالرائے کر کے اور بعض وضعی وجعلی روایتوں کا سہارا لیکر شیعیان حیدر کرار کے پاس افتراق اور تشتت کے لئے رسالے اور پمفلٹ لکھے جا رہے ہیں۔ حالانکہ جس بات کا علم نہ ہو اس کے پیچھے پڑنے سے منع کر دیا گیا ہے "ولا تقف مالیس لک بہ علم" اور جس بات کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے نہ پڑو (سورہ اسرا آیت نمبر 36)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مذہب شیعہ کا دارومدار اللہ کے قرآن اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کے عمل یا فرمان پر ہے اور یہی شیعہ کا طرہ امتیاز ہے۔ نماز توقیفی عبادت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس عبادت کا ایک ایک قول وفعل حکم شارع کا تابع وپابند ہے۔ اپنی صوابدید سے ایک فعل یا قول کو بڑھا نہیں سکتے چاہے وہ قول وفعل کتنا ہی برحق اور صائب ہو اور جب شہادت ثالثہ کو نماز کے تشہد میں پڑھنے کا نہ حکم خدا ورسول موجود ہے اور نہ آئمہ اہلبیت علیہم السلام میں سے کسی امام کا کوئی قول وفعل موجود ہے، تو پھر اب پندرہویں صدی میں جبرئیل امین علیہ السلام کوئی نئی شریعت لائے ہیں۔ اور کیا شریعت اسلامیہ منسوخ ہوگئی

ہے''۔ (شہادت ثالثہ درتشہد کے متعلق شرعی فیصلہ، صفحہ نمبر 18-19)

اس کے بعد پھر سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لیکن بد قسمتی سے کچھ لوگ شہادت ثالثہ کو بنیاد بنا کر اور ایک جذباتیب اور حساسیت کی کیفیت پیدا کر کے مومنین کرام کو باہم دست و گریباں کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور چودہ سو سال سے ایک واحد و متحد ملت کی شکل میں وجود رکھنے والی غیور قوم کو آج انتشار و افتراق کے گھٹاٹوپ اندھیروں کے راستہ پر لا کھڑا کر رہے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ طے شدہ منصوبے کے تحت ان بے رحم عناصر کی عجیب شاطرانہ چال ہے کہ انہوں نے اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے ہمارے مولائے کائنات امام المتقین باب مدینۃ العلم مخزن فصاحت و بلاغت حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ذات گرامی کو سامنے رکھا۔ اور اپنے گھناؤنے منصوبوں کو پروان چڑھانے کے لئے ان کے پاک نام نامی کو استعمال کرنے کی جسارت کی آخر اسکی کیا وجہ ہے؟ اسکی اہم وجہ یہ ہے کہ کوئی شیعہ امیر المومنین سے والہانہ عقیدت کی وجہ سے ان کے عزائم و اہداف کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کر سکے۔ اور اگر کوئی دیندار موالی اور حیدر کرار کا حقیقی پیروکار انکی اس سازش کے خلاف بات کرے تو اسے فوراً منکر علیؑ، اور دشمن ولایت علیؑ، ایسے دل آزار القابات سے مطعون کرنے کی مذموم سعی کی جاتی ہے۔ دل خون کے آنسو اس بات پر روتا ہے کہ شیعہ دشمن طاقتوں کے ناپاک منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والے حقیقی شیعہ ٹھہرے، مجتہدین و مراجع عظام اور حقیقی موالیان حیدر کرار دشمن ولایت علیؑ، بے دین اور مقصر قرار پائے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد — جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

(شہادت ثالثہ درتشہد کے متعلق شرعی فیصلہ، صفحہ نمبر 19-20)

فاضل مولف و مصنف کے مذکورہ اقتباسات انتہائی مبنی بر حقیقت ہیں لیکن اگر وہ تحقیق کریں

تو انہیں معلوم ہوگا کہ اذان بھی انہیں مراحل میں سے گذری ہے اسکا ایک ایک لفظ نازل ہوا ہے یہ کلام خدا ہے اسے سب نے محدود و معدود لکھا ہے۔ جس طرح آج مذہب شیخیہ کے مبلغین نے جو حقیقت میں مفوضہ ہیں۔ نماز میں تشہد کے اندر شہادت ثالثہ کا اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح 337ھ کے بعد مفوضہ نے ہی اذان میں اسکا اضافہ کیا تھا جب اذان کی طرف سے مطمئین ہو گئے اور سارے شیعوں کو اپنے پیچھے لگالیا تو تشہد میں شیعوں کو بہکانا اور گمراہ کرنا آسان ہو گیا۔ کیونکہ شیعہ مراجع نے انکی اس روایت کو تسلیم کرلیا جس میں عرش سے فرش تک ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ علی ولی لکھا ہوا ہے یہ ازل سے ساتھ ہیں اور ابد تک ساتھ رہیں گے ان میں جدائی نہیں ڈالی جاسکتی لہذا امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے یہ کہا گیا کہ جب بھی اور جہاں بھی تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو تو ساتھ ہی علی ولی اللہ بھی کہو لہذا اب مفوضہ اور شیخیہ کو کون روک سکتا ہے اس بات کو عوام سے منوانے سے کہ نماز کے تشہد میں بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ علی ولی اللہ نہ کہا جائے۔

ضروری انتباہ

میں پھر کہتا ہوں کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کہنے کی تائید وحمایت کر رہا ہوں۔ عقائد کے بارے میں تو میرا یہ نظریہ ہے کہ عقائد میں تقلید حرام ہے۔ دلیل کا طلب کرنا ضروری ہے اور ہر مرجع کی توضیع المسائل میں پہلا مسئلہ یہی بیان ہوا ہے۔ اور احکام شریعت کے بارے میں میرا نظریہ یہ ہے کہ در شریعت محمدی چوں و چرا جائز نیست۔ یعنی شریعت محمدی میں کیوں اور کیسے کہنا جائز نہیں ہے بس یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ خدا کا حکم ہے اور پیغمبر اکرم صلعم نے اسے ہم تک پہنچایا ہے۔ اور آئمہ اطہار نے بھی اسے ہی پہنچایا ہے

پس اگر کوئی شخص قرآن وحدیث اور فرامین معصومین سے اصول وقواعد کے مطابق صحیح حکم خدا ورسول معلوم کرسکتا ہوتو اسے تقلید کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اُسے ایسے شخص کی تقلید کرنا چاہیے جس نے اس طرح سے قرآن وحدیث سے صحیح حکم خدا ورسول معلوم کیا ہو لہذا میں تو یہی سمجھتا تھا کہ مراجع عظام نے اپنی اپنی توضیح المسائل میں جو مسائل بیان کئے ہیں وہ خدا اور رسول کے حکم کے مطابق ہیں لہذا میں تو اسی سوچ کے مطابق ان پر بے چون وچرا عمل کرتا تھا۔ لیکن جب احکام شریعت میں بھی دلیل بازی ہونے لگ گئی۔ اور مفوضہ اور شیخیوں نے عرش سے فرش تک ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ لکھا ہوا ہونے کی اتنی تشہیر کی کہ پندرہویں صدی ہجری کے مراجع عظام کو بھی اس کا قائل کرلیا، تو جب ہر جگہ پر ہر مقام پر اور ہر حال میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیساتھ علی ولی اللہ کا کہنا ضروری اور لازم مان لیا تو تشہد میں بھی تو یہ دو شہادتیں ہی ہیں پس مفوضہ اور شیخیوں کی بن آئی، عوام کے دماغوں پر چھاپہ مارا، اور مراجع عظام کا یہ اقبالی بیان دکھلایا اور ان کو قائل کرلیا۔ اب یہ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کہ نماز محدود ومعدود ہے اس میں صرف ذکر خدا۔ قرآن اور دعا کی اجازت ہے۔ حالانکہ اس میں توحید ورسالت کی شہادت بھی ہے، ان فتووں میں اس بات سے صرف نظر کرلیا گیا۔ دوسرے نماز اتنی محدود ومعدود نہیں ہے جتنی اذان محدود ومعدود ہے تیرہویں صدی تک بزرگ شیعہ علماء اذان کو محدود ومعدود ہی کہتے رہے ہیں۔ اس کا ایک ایک لفظ ایک ایک کلمہ کلام خدا ہے یہ بذریعہ وحی نازل ہوئی ہے اسے جبرئیل امین علیہ السلام نے آکر اسی طرح پہنچایا، نہ کوئی اللہ اکبر میں تبدیلی کرسکتا ہے، نہ کوئی اشهد ان لا الہ الا اللہ کو بدل سکتا ہے، نہ کوئی اشهد ان محمد رسول اللہ میں تبدیلی کرسکتا ہے، اسی طرح حی علی الصلوۃ سے لا الہ الا اللہ تک سب اللہ کا کلام اور جبرئیل کے ذریعہ بھیجی ہوئی وحی ہے جسے پیغمبر صلعم اور ائمہ اطہار علیہم السلام نے بے کم وکاست پہنچایا ہے۔ لیکن نماز اس طرح سے محدود نہیں

ہے ذکر خدا میں انسان آزاد ہے ایک دفعہ سبحان اللہ کہے تین دفعہ سبحان اللہ کہے ستر دفعہ سبحان اللہ کہے قرات میں صرف سورۃ فاتحہ کی پابندی ہے ، اسکے علاوہ دوسرا سورہ کامل سوروں میں سے جو پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے رہی دعا تو جتنی چاہے انسان دعا مانگے ۔لیکن اذان میں مذکورہ فصول میں تعداد میں یا الفاظ میں کوئی کمی بیشی نہیں کرسکتا یعنی تین دفعہ یا پانچ دفعہ اللہ اکبر نہیں کہہ سکتا، تین دفعہ یا چار دفعہ اشھد ان لا الہ الا اللہ نہیں کہہ سکتا، تین دفعہ یا پانچ دفعہ اشھد ان محمد رسول اللہ نہیں کہہ سکتا وعلیٰ ھذہ القیاس سالم اذان کا حال ہے تو جب اللہ کی نازل کردہ وحی کے ہی الفاظ میں کوئی اضافہ نہیں کرسکتا تو اس کے علاوہ اپنی مرضی کی کوئی بات کوئی کیسے بڑھا سکتا ہے چونکہ متقدمین بزرگ شیعہ علماء کافی عرصے تک اپنے موقف پر ڈٹے رہے لہذا اذان میں تو شہادت ثالثہ کو عام ہونے میں پھر بھی کافی وقت لگا لیکن تشہد میں اس کے عام ہونے میں اتنا وقت نہیں لگے گا محمد حسنین سابقی کو مذکورہ رسالہ لکھے تقریباً 30 سال سے زیادہ نہیں ہوئے کہ آدھے سے زیادہ شیعہ اس پر عامل ہو گئے لہذا اسے ایک صدی سے زیادہ نہیں لگے گا کہ یہ عام ہو جائیگی اس وقت ہم نہ ہونگے جوادی صاحب بھی نہ ہونگے اور یہ مراجع عظام بھی نہ ہونگے اس وقت عرش سے فرش تک لا الہ الا اللہ محمد رسول کے ساتھ علی ولی اللہ لکھی ہوئی روایت بڑی کام آئیگی اور نماز کے تشہد سے شہادت ثالثہ کو خارج نہ کیا جا سکے گا اور تشہد کی دونوں شہادتوں کے ساتھ علی ولی اللہ کی شہادت کے لئے دلیل پختہ ہوگی، موجودہ مراجع عظام کے فتاویٰ ناکارہ ہو جائینگے آئندہ کے مراجع کہیں گے کہ نماز میں ذکر خدا، قرآن اور دعا ہی نہیں ہے بلکہ توحید و رسالت کی گواہی بھی ہے اور توحید و رسالت کی گواہی مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ شہادت ثالثہ نہ کہی جائے پس اس وقت کا فتویٰ یہ ہوگا کہ نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کہنا شعار شیعہ ہے اور رمز تشیع ہے کیونکہ نماز کے تشہد میں سوائے شیعوں کے اور کوئی علی ولی اللہ نہیں کہتا ۔لہذا یہ

شیعوں کی پہچان ہے اور یہ شیعوں کی علامت ہے۔

شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ کے بارے میں تحقیق کے لئے فاضل مولف کی محنت

فاضل مولف نے شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق تحقیق کرنے میں کافی سے زیادہ محنت کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ نہ یہ زمانہ رسالت میں پڑھا جاتا تھا نہ آئمہ معصومین کے زمانہ میں پڑھا گیا نہ سابقہ چودہ سو سال میں پڑھا گیا۔ اور بڑی محنت سے متقدمین ومتاخرین شیعہ علماء ومجتہدین کے اقوال پیش کر کے اپنے موضوع کو کما حقہ ثابت کیا ہے۔

اگر چہ انہوں نے شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی کا نام واضح الفاظ میں نہیں لکھا۔ لیکن انہوں نے یہ لکھا ہے کہ: نقل کفر کفر نا باشد کے طور پر ہم ان شہادت ثالثہ در تشہد کے محرک انتہا پسند افراد سے پوچھتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو سابقہ صفحات میں درج صفحہ نمبر 59 کا اقتباس)

دوسری بات جسکی نشاندہی ضروری ہے یہ ہے کہ فاضل مولف نے مرزا حسن الحائری الاحقاقی کو عصر حاضر کا شیعہ عالم لکھا ہے جس سے بے خبر شیعہ عوام کے دھوکہ کھانے کا اندیشہ ہے حالانکہ وہ عصر حاضر کے رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ ہیں۔

نامناسب نہ ہوگا کہ یہاں پر مختصر طور سے اتنا عرض کردوں کہ شیخ احمد احسائی کے شاگردوں میں کاظم رشتی تک تو سب شیخی متحد رہے۔ لیکن کاظم رشتی کے بعد مذہب شیخیہ کئی فرقوں میں بٹ گیا۔ کیونکہ شیخ احمد احسائی نے خود اپنی سوانح حیات اور شرح زیارت میں وحی والہام کا دعویٰ کیا تھا۔ لہذا شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کے شاگردوں میں سے علی محمد باب اور حسین علی بہا نے خود وحی والہام کا دعویٰ کر کے اپنی علیحدہ جماعت بنالی اور بابی اور

بہائی کہلائے۔ اور چونکہ شیخ احمد احسائی نے شرح زیارت میں چار ارکان کی معرفت کو لازم قرار دیا تھا۔ یعنی رکن اول توحید، رکن دوم نبوت، رکن سوم امامت اور رکن چہارم وہ خود۔ اس لئے اس کے شاگردوں میں سے محمد کریم خان کرمانی نے ارکان اربعہ کا اصول بنایا اور خود رکن رابع بن گیا اور یہ جماعت شیخیہ رکنیہ کرمان کہلاتی ہے۔ جس کا پاکستان میں نمائندہ سید کاظم علی رسا تھا۔ اور چونکہ شیخ کے شاگردوں میں سے مرزا حسن گوہر قراچہ داغی اور محمد ممقانی وغیرہ نجف اشرف سے اجازہ اجتہاد لیکر شیخ احمد احسائی کے حلقہ درس میں شامل ہوئے لہذا انہوں نے فقہ میں تو نجف اشرف سے تعلق رکھا مگر عقائد میں مذہب شیخیہ کے پیرو بن گئے۔ شروع میں یہ فرقہ مرزا حسن گوہر قراچہ داغی کی وجہ سے گوہریہ کہلاتا تھا۔ مگر بعد میں ترکی کے ایک گاؤں اسکو سے تعلق رکھنے والا باقر اسکوئی نجف اشرف سے اجتہاد کر کے مذہب شیخیہ کے حلقہ درس میں شامل ہو گیا لہذا مرزا حسن گوہر قراچہ داغی کے بعد اس فرقے کی زمام باقر اسکوئی کے پاس آ گئی اور پھر اسی کی نسل میں چلتی رہی۔ باقر اسکوئی کے بعد اسکا بیٹا موسیٰ اسکوئی اسکا جانشین اور اس فرقہ کا سربراہ بنا جس نے شیخ احمد احسائی کے عقائد کی تائید وحمایت اور شیعہ علماء ومجتہدین کے ردود کے جواب میں احقاق الحق لکھی اس وقت سے اس فرقہ کے پیشوا احقاقی کہلاتے ہیں۔ موسیٰ اسکوئی کے بعد اسکا بیٹا مرزا علی اسکوئی الاحقاقی اس فرقہ کا سربراہ ہوا اور مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی کے بعد اسکا بھائی مرزا حسن الحائری الاحقاقی اس فرقہ کا سربراہ بنا۔ جسے فاضل مصنف نے عصر حاضر کا شیعہ عالم لکھا ہے۔

یہ حضرات فقہ میں تو نجف اشرف سے اجتہاد کرتے تھے اور عقائد میں شیخ احمد احسائی کے پیرو ہیں۔ شرق اوسط کے بہت سے ممالک میں انکے مقلدین کی کافی تعداد ہے۔ انکی عربی میں لکھی ہوئی مسجد صحاف کویت سے شائع شدہ کتاب احکام الشیعہ اور تبریز ایران سے شائع شدہ احکام شیعیان دونوں ہمارے پاس موجود ہیں۔

بہر حال جس طرح فاضل مولف نے شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ لکھنے میں تحقیق اور محنت کی ہے ایسی محنت شہادت ثالثہ در اذان واقامت کے متعلق تحقیق کرنے میں نہیں کی جس کا بیان آگے آتا ہے۔

اذان میں شہادت ثالثہ کا جواز

فاضل مولف مذکورہ عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ اس سلسلے میں بہت سی شرعی ادلہ سے قطع نظر ہم صرف ایک پہلو ''شعار تشیع'' کو ہی موضوع سخن بنا کر اذان میں شہادت ثالثہ کا جواز ثابت کرتے ہیں۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اذان واقامت سنت موکدہ ہے۔ ان میں شہادت ثالثہ کے بلا قصد جزئیت پڑھنے کے جواز پر تمام مراجع عظام اور علماء اعلام کا اتفاق ہے اور اسے اذان واقامت میں پڑھنے کو شعار تشیع اور شیعہ کا طرہ امتیاز قرار دیا ہے اور سب کا اسی پر تا ہنوز تعامل مستزاد ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اذان واقامت میں ''علی ولی اللہ'' پڑھنا شیعہ کا شعار اور نفاق وایمان کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ اس سلسلے میں تمام فقہائے کرام کی تصریحات کا استقصاء تو نہایت دشوار ہے۔ لیکن چند ایک کی فرمائشات یہ ہیں۔

فاضل مولف نے اذان کے بارے میں کوئی تحقیق پیش نہیں کی

دنیا میں دو قانون فرمانروا ہیں۔ ایک یہ کہ جو مان لیا ہے اسی کو ثابت کرینگے۔ اور دوسرا یہ کہ جو ثابت ہوگا اس کو مان لینگے۔ پہلے کا نام تعصب ہے اور دوسرے کا نام تحقیق ہے۔

نفس کو کتاب وسنت کے تحت میں لانا سراسر ثواب ہے۔اور قرآن وحدیث کو نفسانی خواہشات کا آلہ بنانا موجب عذاب، صحیح عقیدہ وہ نہیں ہے، جسکی سند صرف تسلیم جدو پدر ہو بلکہ صحیح عقیدہ وہ ہے جو مطابق کتاب وخبر ہو۔خدااور رسول کے خلاف مصلحت اندیشی کھلا ہوا ارتداد ہے اور نفس کے خلاف خدااور رسول کا ساتھ دینا جہاد۔

فاضل مولف نے شہادت ثالثہ درتشہد کے متعلق شرعی فیصلہ ثابت کرنے کے لئے تو رسول اللہ کا زمانہ، آئمہ اطہار کا زمانہ، چودھویں صدی تک کے بزرگ شیعہ علماء اور رواں صدی کے مجتہدین عظام کے اقوال وفتاوی تحقیق کے ساتھ لکھے ہیں۔

لیکن اذان کیلئے نہ زمانہ رسالت میں شہادت ثالثہ کہنے کا ثبوت پیش کیا کہ اس وقت اذان کس طرح دی جاتی تھی، نہ آئمہ اطہار کے زمانے میں اذان میں شہادت ثالثہ کہنے کا ثبوت پیش کیا۔ بلکہ صرف پندرہویں صدی ہجری کے صرف چار مراجع عظام کے اقوال وفتاوی نقل کئے ہیں۔اور پانچویں نمبر پر رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی ہیں جنہیں انہوں نے عصر حاضر کا شیعہ عالم لکھا ہے کی کتاب احکام الشیعہ سے انکا فتویٰ نقل کیا ہے۔شاید انہوں نے چودھویں صدی سے پہلے کے شیعہ علماء کے فتاوی اس لئے نقل نہیں کئے کیونکہ ان میں سے کوئی اسے شعار شیعہ اور رمز تشیع کہنے والا نہیں ملا۔اگر جو مان لیا ہے اور جس پر ہم عمل پیرا ہیں اسی کو ثابت کرنا تھا تو محمد عباس قمی کی کتاب ایضاح الموہوم سے سبق لیتے۔کہ انہوں نے اپنی کتاب ایضاح الموہوم میں 72 کے قریب آیت اللہوں کے فتوے نقل کئے ہیں۔

اوران میں بہت سے آیت اللہ ایسے ہیں جیسے ہم کہیں، آیت اللہ قنبر، آیت اللہ گھلو، آیت اللہ عنایت حسین بھٹی، آیت اللہ ریاض موچھ وغیرہ اور بعض اُن میں سے کھلے ہوئے شیخی ہیں۔اگرچہ ان میں بعض وقت کے مراجع عظام کے فتاوی بھی ہیں مگر افسوس انہوں

نے بھی وہی حدیث ثبوت میں پیش کی ہے کہ چونکہ ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ لکھا ہوا ہے لہذا جب بھی جہاں بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو تو علی ولی اللہ بھی ضرور کہو اور ان میں سے بعض مراجع تو ایسے ہیں کہ جب انہیں شیعوں کی کسی کتاب میں اذان میں شہادت ثالثہ کا ثبوت نہیں ملا تو کسی سنی صوفی کی کتاب ''السلافۃ فی امر الخلافۃ'' قلمی لکھی ہوئی کسی عجائب گھر میں دیکھ آئے ہیں، جو ابھی تک چھپی بھی نہیں ہے جیسا کہ خود ان مرجع نے لکھا ہے اور یہ بات بھی خود انہیں نے لکھی ہے کہ اس قلمی کتاب کو سنی نے لکھا ہے جس کا نام بھی انہوں نے لکھا ہے۔ لیکن یہ سارے فتوے دینے والے یعنی 72 کے 72 آیت اللہ جنکے فتوے ایضاح الموہوم میں درج ہیں سب کے سب چودہویں صدی کے بعد کے ہیں، اور اس طرح آیت اللہ قنبر، آیت اللہ گھلو، آیت اللہ عنایت حسین بھٹی، آیت اللہ ریاض موچھ وغیرہ جیسے 72 نہیں چاہے ایک ہزار ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

فاضل مولف نے رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کی احکام الشیعہ سے جو فتویٰ نقل کیا ہے وہ اس کتاب کے صفحہ 200 پر مسئلہ نمبر 275 میں اس طرح ہے:۔ ''الشهادة الثالثة وهي (اشهد ان عليا امير المومنين ولي الله) ولو انها ظاهراً ليست من فصول الاذان والاقامة واجزائها ولكنها ركن الايمان وكمال الدين ورمز التشيع فلا ينبغي تركها بنية الزينية والاستحباب''۔

یعنی شہادت ثالثہ (یعنی اشہد ان علیا امیر المومنین ولی اللہ) اگرچہ بظاہر اذان واقامت کی فصول اور ان کے اجزا میں سے نہیں ہے۔ لیکن یہ ایمان کا رکن، دین کا کمال اور شیعوں کا رمز ہے۔ لہذا زینت واستحباب کی نیت سے اسکو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

اور احکام شیعیان فارسی میں اس مطلب کو فصول اذان مسلسل 20 لکھنے کے بعد، حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''کلمہ مبارکہ اشهد ان علیا ولی اللہ اگرچہ ظاہراً جزاذان واقامت نیست اما

رکن ایمان و رمز تشیع و روح جمیع عبادات است و مهما امکن باید ترک نشود۔ و ہر گاہ علماء اعلام به عدم جزئیت ایں کلمات مبارکہ اتفاق نمی نمودند ممکن بود کہ بہ واجب بودنش قائل شد"۔ (احکام شیعیان فارسی حاشیہ صفحہ نمبر 438)

ترجمہ: کلمہ مبارکہ اشہد ان علیاً ولی اللہ اگرچہ ظاہراً اذان و اقامت کا جزو نہیں ہے لیکن یہ ایمان کا رکن شیعوں کا رمز اور تمام عبادات کی روح ہے لہذا جہاں تک ممکن ہو اسے ترک نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر علماء اعلام ان کلمات کے جزو اذان نہ ہونے پر اتفاق نہ کرتے تو ممکن تھا کہ اس کے واجب ہونے کا قائل ہو جائیں۔

اپنے اس فتوے میں احقاقی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ تمام شیعہ علماء اعلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شہادت ثالثہ جزو اذان و اقامت نہیں ہے لیکن انہوں نے فارسی کی احکام شیعیان میں صفحہ 438 پر مسلسل 20 فصول لکھ کر ایسے الفاظ تحریر کر دیئے جو واجب ہی کے ہم معنی ہیں اور اسے فصول اذان میں ایک ساتھ مسلسل لکھنے کا سبب بتلاتے ہوئے مسئلہ نمبر 1650 میں لکھتے ہیں: "در ہمہ اخبار و احادیث چہ در زمین و چہ در آسمانہا نام محمدؐ و علی (ع) توام است و محض تیمن و تبرک یکی از آں روایات را در ایں رسالہ نقل می کنم"۔

یعنی تمام احادیث میں، کیا زمین اور کیا آسمان میں محمد و علی (ع) دونوں کا نام اکٹھا ایک ساتھ لکھا ہوا ہے لہذا تبرکاً ان میں سے ایک روایت نقل کرتا ہوں۔

اس کے بعد قاسم ابن معاویہ سے اس طرح روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ عامہ آنحضرت کی معراج کے سلسلہ میں ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم کو معراج ہوئی تو انہوں نے عرش کے اوپر لکھا ہوا دیکھا کہ:

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق"

اس پر حضرت نے فرمایا کہ سبحان اللہ ہر چیز کو بدل دیا۔ یہانتک کہ اس کو بھی۔ میں نے کہا کہ ہاں حضرت نے فرمایا:

''زمانے کہ خدائے عزوجل عرش رابیافرید برقوائیم آں نوشت''

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

وھمیں کہ خدائے عزوجل آب رابیافرید برقوائیم اَن نوشت

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

وھمیں کے خدائے عزوجل لوح رابیافرید درآں نوشت

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

وھمیں کہ خدائے عزوجل جبرئیل راخلق فرمود برشھپرآن نوشت

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

وھمیں کہ خدائے عزوجل آسمانھارابیافرید براکناف واطراف آن نوشت

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

وھمیں کہ خدائے عزوجل زمین ھارابیافرید درطبقات آں نوشت

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

وھمیں کہ خدائے عزوجل کوھارابیافرید نوشت برسرانہا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

وھمیں کہ خدائے عزوجل خورشید رابیافرید برروئے آں نوشت

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

وھمیں کہ خدائے عزوجل ماہ رابیافرید نوشت برآں

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

پس پرگاہ یک نفراز شمالا الله الا الله محمد رسول الله

گفت پس حتمابگوید علی امیر المومنین ولی الله

پس بنا بمقتضای امثال ایں اخبار در گفتن ایں کلمہ مبارک بعد از نام مقدس رسول اکرم ص، در ہیچ جا نباید اشکال نمود، وہر مومن اثنا عشری وشیعہ جعفری ترک نام علی در ایں گونہ موارد سزادار نیست بلکہ مخالف با محبت وولایت است کہ اصل ایمان است پس ایں شہادت ثالثہ با آں دو شہادت ہمیشہ وہمہ جا توام است۔ احکام شیعان صفحہ نمبر 438 تا 440

فارسی کی احکام شیعان میں جو کچھ لکھا ہے وہی مضمون عربی کی احکام الشیعہ کے صفحہ 201 میں تحریر ہے دونوں کا ترجمہ اس طرح ہے۔

ترجمہ۔ جس وقت خدائے عز وجل نے عرش کو پیدا کیا تو اس کے پایوں پر لکھا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

جس وقت خدا نے پانی کو پیدا کیا تو اس کے منبع پر لکھا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

جس وقت خدا نے کرسی کو پیدا کیا تو اس کے پایوں پر لکھا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

جس وقت خدا نے لوح کو پیدا کیا تو اس کے اندر لکھا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

جس وقت خدا نے جبرئیل کو پیدا کیا تو اس کے شہپر پر لکھا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

جس وقت خدا نے آسمانوں کو پیدا کیا تو اس کے اطراف واکناف پر لکھا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

جس وقت خدا نے زمینوں کو پیدا کیا تو اس کے طبقات پر لکھا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

جس وقت خدا نے پہاڑوں کو پیدا کیا تو ان کی چوٹیوں پر لکھا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

جس وقت خدا نے سورج کو پیدا کیا تو اس کے اوپر لکھا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

جس وقت خدا نے چاند کو پیدا کیا تو اس کے اوپر لکھا

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین

پس جب بھی تم میں سے کوئی لا الـه الا الـلـه محمد رسول الله کہے اُسے ساتھ ہی حتماً علی امیر المومنین ولی اللہ کہنا چاہیئے۔

فارسی کے احکام شیعان میں چاند کے بارے میں صرف اتنا ہی لکھا ہے۔عربی کی احکام الشیعہ میں صفحہ نمبر 201 پر چاند کے اوپر لکھنے کے بارے میں اسطرح لکھا ہے۔

ولما خلق اللہ عز وجل القمر کتب علیہ لا الـه الا الـلـه محـمـد رسول الله علی امیر المـومـنـيـن وهـو سـواد الـذی ترون بالقمر فاذا قال احدکم لا اله الا الله محمد رسول الله فلیقل علی امیر المومنین ولی الله ،

ترجمہ .

یعنی جب اللہ عز وجل نے چاند کو پیدا کیا تو اس کے اوپر لکھا لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین . اور چاند کے اوپر جو سیاہ دھبے تمہیں دکھائی دیتے ہیں۔ یہ وہی لکھا ہوا ہے۔ بہر حال اس کے بعد فارسی کی احکام شیعان میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ۔

پس اس جیسی احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ نام مقدس حضرت رسول اکرم لینے کے بعد کسی جگہ بھی اس کلمہ مبارکہ کے کہنے میں اشکال نہیں کرنا چاہیئے۔ اور مومن اثنا عشری اور شیعہ جعفریہ کے لئے ایسے موقعوں پر علی کا مبارک نام ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ یہ بات ولایت و محبت علی کے خلاف ہے۔ جو اصل ایمان ہے۔ پس یہ شہادت ثالثہ ان دونوں شہادتوں کے ساتھ ہمیشہ اور ہر جگہ توام اور ملی ہوئی ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ پہلے اہل سنت نے یہ روایت گھڑی کہ شب معراج آنحضرت نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله ابو بکر صدیق

اس کے بعد مفوضہ نے کوئی جگہ ہی نہیں چھوڑی جہاں ان دونوں شہادتوں کے ساتھ شہادت ثالثہ لکھی ہوئی ہونے کو بیان نہ کیا ہو۔

عرش کے پایوں پر۔ پانی کے سر چشموں پر کرسی کے پایوں پر۔ لوح کے اندر جبرئیل کے شہپر پر آسمانوں کے اطراف میں۔ زمین کے طبقوں پر پہاڑوں کی چوٹیوں پر سورج کے اوپر اور چاند کے اوپر ہماری بڑی بڑھیاں کہا کرتی تھیں کہ چاند میں جو سیاہ دھبہ دکھائی دیتا ہے۔ یہ بڑھیا چرخہ کات رہی ہے۔

لیکن امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف منسوب اس روایت میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین لکھا ہے

آج انسان چاند پر پہنچ گیا ہے اور خوب اچھی طرح گھوم پھر کر دیکھ آیا ہے کہ چاند کے یہ سیاہ دھبے گڑھے اور غاریں ہیں۔ اب۔ ان چیزوں پر لکھا ہوا ہے یا نہیں۔ اس سوال سے قطع نظر یہ روایت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دینا جہاں کے دانشمندوں کی نظروں میں گرانے والی اور ان کی حیثیت کا مذاق اڑانے والی ہے۔ البتہ موضوع کے اعتبار سے میں ہر صاحب عقل

شیعہ سے، خواہ وہ عالم ہو یا عالم نہ ہو یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس روایت کی رو سے تشہد میں شہادت ثالثہ کا پڑھنا واجب نہیں بنتا؟ اور شاید فاضل مولف نے احکام الشیعہ سے انکی اس عبارت کو نقل کرنا اسی وجہ سے مناسب نہیں سمجھا۔

اور عین ممکن ہے کہ شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی کو اپنے سربراہ ورئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کے اس بیان سے ہی شہ ملی ہو کہ جب شہادت ثالثہ ہمیشہ اور ہر جگہ توام اور ملی ہوئی ہے۔ تو نماز کے تشہد میں بھی حتماً کہنی چاہیئے اور اس کے لکھنے کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے جو حال ہوا اس کا نقشہ فاضل مولف نے اپنی کتاب ''شہادت ثالثہ ورتشہد کے متعلق شرعی فیصلہ کے صفحات نمبر 15 تا 20 اور 59 پر کھینچا ہے۔ اور جنکے اقتباسات ہم نے سابقہ صفحات میں درج کردیئے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مفوضہ وشیخیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں تیس بتیس سال کے عرصہ میں پاکستان کے تقریباً آدھے شیعہ تشہد میں شہادت ثالثہ کہنے لگ گئے ہیں۔ یہاں تک کے وہ شہادت ثالثہ کہنے والوں کو حلالی کہنے لگ گئے ہیں اور نہ کہنے والوں کو حرامی۔ منکر ولایت علیؑ۔ منکر فضائل علیؑ اور مقصر وغیرہ کہہ کر پکارنے لگ گئے۔ تو آذان کے بارے میں بھی ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں شہادت ثالثہ کے کہنے کا حال یہی ہونا تھا۔ کہ سارے شیعہ جعفریہ واثنا عشریہ تقریبا ایک ہزار سال کے عرصہ میں اس پر عامل ہو گئے اور اسے انہوں نے شیعوں کا شعار بنا کر چھوڑا۔ اذان کے لئے تو دس صدیاں لگیں لیکن حالات بتلا رہے ہیں کہ تشہد میں شہادت ثالثہ ایک ہی صدی کے اندر اندر شعار شیعہ بن جائے گی۔ یہ بات شعار شیعہ کہنے کی وجہ کو دیکھتے ہوئے لکھی گئی ہے۔ بنا بریں آگے چل کر عصر حاضر کے شیعہ عالم اور اگلی صدی کے تمام مجتہدین شہادت ثالثہ کے تشہد میں پڑھنے کو بھی شعار شیعہ قرار دیدینگے۔

اذان کے بارے میں اصل تحقیقی حقائق

اگر چہ فروعی مسائل میں بحث کرنے اور فروعی مسائل میں اپنی تحقیق پیش کرنے کا حق صرف مجتہدین کو ہے۔ لیکن جب بات عوام میں آپڑی اور وہ فریب خوردگان مذہب شیخیہ ذاکرین جنکا مبلغ علم صرف دوہڑے پڑھنے تک ہے، وہ اجتہاد کرنے لگ گئے تو اس سلسلے میں علمی طور پر تحقیق کرنا اور ان قصیدہ خوان ذاکرین کے دلائل اور دعووں کا جواب دینا لازمی ہوگیا۔

جہاں تک میرا اپنا تعلق ہے میں نے بچپن میں مولانا فرمان علی کی دینیات پڑھی تھی۔ جس میں اذان و اقامت میں شہادت ثالثہ سمیت 20 فصول لکھے تھے۔ اس میں شہادت ثالثہ کے جزو اذان ہونے یا نہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ لہذا میں تو اسے اس وقت تک جب تک میں بالغ نہیں ہوا اصل اذان سمجھ کر کہتا تھا۔ میں باب العلم اورنٹیل کالج نوگانواں سادات ضلع مراد آباد (یو پی) میں جو سرکار علامہ سبط حسن صاحب مجتہد کا قائم کردہ تھا۔ بالغ ہوا تھا۔ تو میں نے اس وقت کے مرجع تقلید آقا سید ابوالحسن اصفہانی کی تقلید کی اور انکا عملیہ سبقاً سبقاً پڑھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہادت ثالثہ جزو اذان نہیں ہے۔ جہاں تک میرا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ یہ بات صرف علم کی حد تک ہے۔ اذان میں شہادت ثالثہ کہنے سے پہلے میرے سمیت یہ نیت کر کے کوئی بھی نہیں کہتا کہ یہ کلمہ جو میں اب کہہ رہا ہوں یہ جزو اذان نہیں ہے۔ بلکہ صرف قربتاً کہہ رہا ہے۔

بہر حال آقا ابوالحسن اصفحانی کے بعد میں نے آقا حسین بروجردی کی تقلید کی، آقا حسین بروجردی کے بعد میں نے آقا محسن حکیم کی تقلید کی آقا محسن حکیم کے بعد آقا ابوالقاسم خوئی کی تقلید کی آقا ابوالقاسم خوئی کے بعد میں آقا سیستانی کی تقلید میں ہوں۔

ان سب کی توضیحات میرے پاس موجود ہیں۔ انکے علاوہ آقائے سید محمد کاظم شریعتمدار

اور آقائے روح اللہ الخمینی کی توضیحات بھی میں نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے۔ تاکہ اگر کوئی انکا مقلد انکے مطابق مسئلہ پوچھے۔ توان کے فتوے کے مطابق ان کو بتادوں۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی توضیحات میں علیحدہ علیحدہ توجیہ بیان کی ہے۔ کسی نے کہا ایمان کا جزو سمجھ کر کہے۔ کسی نے کہا کہہ لے تو خوب ہے۔ کسی نے کہا کہہ قربتاً الی اللہ کہے۔ کسی نے کہا مستحب سمجھ کر کہے کسی نے کہا کہ جس طرح آنحضرتؐ کے نام کے ساتھ درود بھیجنا ضروری ہے اسی طرح ان کے نام کے ساتھ ہی شہادت ثالثہ پڑھنی چاہیئے مثلاً آقا شہاب الدین نے یہ کہا ہے کہہ:

اعلان شہادت ولایت امیر المومنین جزو اذان نہیں ہے لیکن بقصد قربت بعد از ذکر رسول خدا خوب ہے اور بہتر ہے کہ بصورت تابع ذکر کیا جائے مثلاً

اشھدان محمد ارسول اللہ وان علیا ولی اللہ وحجتہ

(تحفہ العوام محشی۔ حاشہ آقا سید شہاب الدین الحسینی المرعشی)

یعنی شہادت ثالثہ کو علیحدہ فصل کے طور پر نہ کہا جائے بلکہ جیسا کہ آنحضرتؐ کے نام کے ساتھ درود بھیجا جاتا ہے۔ اسطرح سے ہی ان کے نام کے ساتھ شہادت ثالثہ کہی جائے۔ ان تمام مراجع کی توضیحات مسائل میرے پاس موجود ہیں ان میں سے کسی میں بھی اذان میں شہادت ثالثہ کہنے کو شعار شیعہ اور رمز تشیع نہیں لکھا مگر علامہ جوادی صاحب نے جن پانچ مراجع کے فتاوی درج کئے ہیں وہ شاید علیحدہ سے بطور استفتا حاصل کردہ ہیں سوائے عصر حاضر کے شیعہ عالم مرزا حسن الحائری الاحقاقی رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کی احکام الشیعہ کے۔ اور علامہ جودای صاحب نے شعار شیعہ ہونے کے لئے بر سبیل تذکرہ کے عنوان کے تحت جو کچھ لکھا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ بزرگ علمائے اہل سنت عیدین کے خطبہ میں خلفاء راشدین کے ذکر کرنے کو ترک کرنے کے قائل تھے۔ لیکن جب ایک خطیب

نے اس پر عمل کیا تو مجدد الف ثانی نے انہیں ڈانٹ پلائی اور یہ کہا کہ افسوس صد افسوس خلفاء راشدین کا ذکر اگرچہ شرائط خطبہ میں داخل نہیں مگر اہل سنت والجماعت کا شعار ہے شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ ص 27 بحوالہ مکتوبات امام ربانی ج 1 صفحہ 43.42 خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر نہ صرف پیغمبر اسلام صلی الہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک ہی میں نہ تھا بلکہ خود عہد خلفا راشدین سے بھی ثابت نہیں ہے اور بعد والے زمانہ صحابہ میں جو ستر سال کے طویل عرصے تک محیط ہے خطبات میں ذکر خلفاء کا التزام نہیں ہوتا تھا۔ مگر کیونکہ ان کے نزدیک یہ سلسلہ قدیم دور سے چلا آرہا ہے۔ بایں وجہ یہ اہل سنت کا شعار بن گیا ہے (شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ ص 27)

مجدد الف ثانی کی اس تحریر کا مطلب یہ ہے کہ خواہ کوئی بات کتنی ہی غلط کیوں نہ ہو اگر کوئی قوم کسی غلط کام کو کافی عرصہ تک کرتی رہے حتیٰ کہ وہ اس کا معمول بن جائے تو وہ اس قوم کا شعار بن جاتا ہے فاضل مولف علامہ جوادی صاحب کا مجدد الف ثانی کی بات کو دلیل بنا کر یہ کہنا کہ جس طرح کافی عرصہ تک ایک غلط کام کرتے رہنے سے وہ اہل سنت کا شعار بن گیا ہے اس طرح اذان میں شہادت ثالثہ کہنا شعار شیعہ ہے یہ ایک غلط دلیل کے ساتھ اپنی بات کو مستدل کرنا ہے

وہ ایک بات جس پر سب متفق ہیں

اذان واقامت کے بارے میں وہ ایک بات جس پر سب کا اتفاق ہے۔ اور کسی کو اختلاف نہیں ہے وہ یہ ہے کہ اذان واقامت کے فصول بذریعہ وحی نازل ہوئے اور اذان کے 18 فصول اور اقامت کے 17 فصول ہیں لہذا سب کا اتفاق ہے اس بات پر کہ شہادت ثالثہ جزو اذان واقامت نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اذان واقامت کے فصول آج تک اسی

طرح اپنی اصل پر قائم ہیں اور ان میں کسی قسم کا تغیر اور کمی بیشی نہیں ہوئی۔

لیکن شہادت ثالثہ کا اذان و اقامت میں اضافہ چونکہ آلِ بویہ کی حکومت کے زمانہ میں تقریباً چوتھی صدی کے آدھی گزر جانے کے بعد مفوضہ نے کیا تھا۔ لہذا اس فصل کو ادا کرنے میں ہر شخص آزاد ہے چاہے جتنی مختصر کہے اور چاہے جتنا طول دے حتیٰ کہ قاتل المشرکین والکافرین والمنافقین سے اذان کو مزین کرے۔

اور اگر کوئی تحقیق کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ ہر شہر کی شہادت ثالثہ مختلف ہے بلکہ ہر گاؤں اور ہر شخص کی شہادت ثالثہ مختلف ہے۔ اور اسکی وجہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ جب اسے لوگوں نے خود سے داخل اذان کیا ہے تو پھر ہر شخص کی مرضی ہے کہ اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے شہادت ثالثہ میں جو الفاظ چاہے کہتا رہے۔ باوجود اس کے کہ سورۃ الحجرات کی پہلی آیت میں تفسیر عمداً البیان کے مطابق خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ:

''کوئی امر اور نہی عمل میں نہ لاؤ اور کوئی کام اپنے دین کے کاموں میں سے نہ کرو مگر بعد حکم کرنے خدا کے اور پیغمبر اس کے کے۔ پس چاہیئے کہ عمل تمھارا یا موافق وحی کے ہو اور یا پیغمبر کے فعل کے موافق ہو''

تفسیر عمدۃ البیان جلد 3 صفحہ 378

پس اس بات پر سب کا اتفاق ہے اور کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ اذان واقامت کے فصول بذریعہ وحی نازل ہوئے ہیں اور یہ اللہ کا کلام ہیں اور اذان میں 18 فصول ہیں اور اقامت کے 17 فصول ہیں جو وحی کے ذریعہ نازل ہوئے لہذا شہادت ثالثہ اذان واقامت کا جزو نہیں ہے کیونکہ اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کہنے کا خدا کی طرف سے حکم نہیں آیا ہے اور نہ ہی پیغمبر اکرمؐ نے اس پر کبھی عمل کیا ہے۔ کہ اسے مستحب یا سنت رسول سمجھا جائے۔

شہادت ثالثہ میں کیا کہا جائے اور کیوں کہا جائے اس پر کوئی متفق نہیں

شہادت ثالثہ میں کیا کہا جائے۔اور کیوں کہا جائے اس پر ہر ایک مرجع کی رائے الگ ہے۔ ہر ایک نے اپنی رائے سے جو مناسب سمجھا ہے کہ دیا ہے۔ پس کسی نے کہا ایمان کا جزو سمجھ کر کہا جائے کسی نے کہا قربتہ الی اللہ کہے۔ کسی نے کہا مستحب سمجھ کر کہے۔ کسی نے کہا جس طرح آنخضرت کے نام کے ساتھ درود بھیجا جاتا ہے اسی طرح آنخضرت کی رسالت کی شہادت کیساتھ حضرت علی کی ولایت کی شہادت دی جائے جیسا کہ ہم سابق میں لکھ آئے ہیں کہ آقائے شہاب الدین مرعشی کا کہنا یہ ہے کہ اعلان شہادت ولایت جزو اذان نہیں ہے لیکن بقصد قربت بعد از ذکر رسول خدا خوب ہے ۔اور بہتر ہے کہ بصورت تابع ذکر کیا جائے مثلاً اشہدان محمداًرسول اللہ وان علیاً ولی اللہ وحجتہ۔

(تحفہ العوام محشی حاشیہ آقائے شہاب الدین الحسینی المرعشی)

ان میں اکثر فتوے محض رائے ہی رائے ہیں ان میں سے تین اقوال جن میں بعض لوگوں کو خاص طور پر اسرار ہے اور اس میں انہیں بہت وزن دکھائی دیتا ہے خاص طور پر قابل غور ہیں۔

اذان میں شہادت ثالثہ کوہی جزو ایمان سمجھ کر کیوں کہا جائے

جب یہ بات مسلمہ ہے کہ اذان کے 18 کے 18 فصول بذریعہ وحی نازل ہوئے ہیں اور پیغمبر اکرم اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی زندگی میں خدا کی وحدانیت کے بعد سب سے زیادہ جس بات پر زور دیا ہے اور بڑی شدومد کے ساتھ تبلیغ کی ہے وہ آخرت پہ ایمان ہے۔اور آخرت پر ایمان اتنا اہم ہے کہ اگر آخرت کا یقین نہ ہو اور آخرت پر ایمان نہ ہو تو پھر کسی بات پر بھی ایمان لانے کی ضرورت نہیں ہے نہ اللہ پر ایمان لانے کی ضرورت ہے نہ انبیاء ورسل پر ایمان لانے کی ضروت ہے نہ ہادیان دین اور آئمہ طاہرین پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔اسی وجہ سے ہر نبی خدا کی وحدانیت کے بعد آخرت پر ایمان لانے پر زور دیتا رہا اور انکی امتیں بڑے اصرار کے ساتھ آخرت پر اور دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرتی رہیں۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے: "ایعدکم انکم اذامتم وکنتم ترابا وعظاما انکم تخرجون،هیهات هیهات لماتوعدون ان هی الاحیاتنا الدنیانموت ونحیا ومانحن بمبعوثین"۔(المومنین۔پ 18 ع 3)

ترجمہ۔کیا تم کو یہ نبی یہ وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے۔تو تم کو دوبارہ زندہ کر کے نکالا جائے گا،کہاں ہوسکتی ہے یہ بات،کہاں ہوسکتی ہے یہ بات،جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔بس یہ ہماری دنیاوی زندگی ہی ہے جس میں ہم زندہ ہیں۔ہم اس دنیا میں ہی مرتے ہیں اور زندہ رہتے ہیں۔اور ہم کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا نہیں جائیگا۔

ایک عاقل انسان یہ تسلیم کیۓ بغیر نہیں رہ سکتا کہ آخرت کی زندگی پر ایمان ہی ہر چیز پر ایمان کی بنیاد ہے اگر آخرت پر ایمان نہ ہوتو پھر بیشک نہ خدا پر ایمان لائے نہ انبیاء ورسل پر ایمان لائے نہ آئمہ طاہرین پر ایمان لائے۔ غرض کسی چیز پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا اگر اپنے ایمان کو ظاہر کرنے کے لئے اور آخرت کے مخالفین کو آگاہ کرنے کے لئے اذان ہی ایک ذریعہ ہوتو پھر لازم ہے کہ اذان میں آخرت پر ایمان کا اقرار کرے جبکہ ایک حدیث میں بھی یہ آیا ہے کہ جب تم اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دوتو ساتھ ہی اس بات کی گواہی بھی دو کہ: " ان الساعة آئیة لاریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور"۔

ترجمہ۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا سا بھی شک نہیں ہے اور خدا مُردوں کو قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ عقیدہ کی اتنی اہم بات ہونے کے باوجود اسے ایمان کا جزو سمجھتے ہوئے اذان واقامت میں کوئی بھی نہیں کہتا۔ کیونکہ یہ بات دل سے تسلیم کرنے اور زبان سے ایمان کے اظہار کے لئے اقرار کرنے کے لئے ہے اذان میں کہنے کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ ایمان کی اتنی اہم بات اگر اذان میں کہنے کے لئے ہوتی تو خدا اپنی کبریائی اور توحید ورسالت کی گواہی کے ساتھ اذان میں اسے بھی بذریعہ وحی نازل کر دیتا کیونکہ آخرت کے عقیدہ کا اعلان، اعلان ولایت کی طرح سب سے آخر میں نہیں ہوا، کہ یہ کہا جائے کہ جب تک آخرت کا اعلان نہیں ہوا تھا، کہ اسے اذان میں کہا جاتا۔

یہاں پر یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ جب عقیدہ آخرت اور روز قیامت پر ایمان اتنا اہم ہے تو خدا نے اپنی کبریائی اور توحید ورسالت کی گواہی کے ساتھ خود اسے اذان واقامت میں بذریعہ وحی کیوں نازل نہیں کیا؟

اسکا جواب یہ معلوم کرنے میں ملے گا، کہ خدانے جو اپنی توحید کے بعد محمد صلعم کی رسالت کی گواہی کا اعلان کرایا ہے اس کا مطلب کیا ہے اس کے لئے ہم آئندہ عنوان میں گفتگو کرینگے۔

محمد رسول اللہ کی گواہی کا مطلب کیا ہے؟

اس میں شک نہیں کہ شیعیت اسلام حقیقی کا دوسرا نام ہے اور اسلام حقیقی صرف محمد رسول اللہ کے الفاظ زبان سے ادا کرنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ محمد رسول اللہ کے الفاظ میں جو روح موجود ہے اسکا اقرار مراد ہے اس پر ایمان کا اعلان مراد ہے، اگر محمد رسول اللہ کے الفاظ میں جو روح موجود ہے، اسکا اقرار نہیں ہے، اور اس پر پورا پورا اور کامل ایمان نہیں ہے، تو پھر یہ اقرار ایسا ہی ہے جیسا کہ خدانے قرآن میں فرمایا ہے۔

"اذاجاء ک المنافقون قالوا تشهد انک لرسول الله و الله یعلم انک لرسوله والله یشهد ان المنافقین لکذبون"۔ (المنافقون۔ ۱)

ترجمہ۔ اے رسول جب تمہارے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ یقیناً خدا کے رسول ہیں، اور خدا بھی جانتا ہے کہ تم یقیناً اس کے رسول ہو۔ مگر خدا ظاہر کئے دیتا ہے کہ یہ منافقین اپنے اعتقاد کے لحاظ سے ضرور جھوٹے ہیں"۔

اس آیت میں واضح طور پر یہ بیان ہوا ہے کہ منافق یہ اقرار کرتے تھے کہ محمد صلعم یقیناً خدا کے رسول ہیں اور یقینی طور پر وہ اذان میں بھی اشھدان محمد رسول اللہ کہتے تھے یعنی آنحضرتؐ کے خدا کا رسول ہونے کی گواہی دیتے تھے۔ لیکن خدا ظاہر کررہا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ خدا نے انکے یقینی طور پر اقرار کے باوجود یہ کیوں کہا کہ وہ اسکی

رسالت کا اقرار کرنے میں ضرور جھوٹے ہیں ۔اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ منافق زبانی اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے تھے مگر محمد رسول اللہ کے الفاظ میں جو روح تھی اس کے منکر تھے کیونکہ محمد رسول اللہ کے الفاظ کی روح یہ ہے کہ محمدؐ خدا کے سچے رسول ہیں اور انہوں نے جو کچھ پہنچایا ہے وہ خدا کی طرف سے پہنچایا ہے۔ لہذا اشھد ان محمد رسول اللہ کے اقرار میں یہ اسی بات کی گواہی دی جارہی ہے بالفاظ دیگر یہ ''ماجاء بہ محمدؐ '' پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے لہذا اگر ''ماجاء بہ محمدؐ '' پر ایمان نہیں ہے تو یہ گواہی جھوٹی ہے۔

پس محمد رسول اللہؐ کے سچے اقرار میں حقیقتاً قیامت اور روز آخرت پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے۔ مردوں کے دوبارہ زندہ کئے جانے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے۔ فرشتوں پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے قرآن پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے قرآن کی ہر ہر آیت پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے ولیکم ہونے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے یعنی پیغمبرؐ کے بعد مسلمانوں کے ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا ہونے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے۔ حضرت علیؑ کے ھادی خلق ہونے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے حضرت علیؑ کے امام المتقین ہونے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے حضرت علیؑ کے وصی پیغمبرؐ ہونے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے۔ حضرت علیؑ کے خلیفہ بلافصل ہونے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے۔ حضرت علی کے صدیق اکبر ہونے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے۔ حضرت علیؑ کے فاروق اعظم ہونے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے۔ حضرت علیؑ کے بمنزلہ ھارون ہونے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے۔ حضرت علیؑ کے نفس رسول ہونے پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے۔ غرضیکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جو کچھ پہنچایا اشھد ان محمد رسول اللہ میں اس سب پر ایمان کا اقرار ہورہا ہے اسی وجہ سے خدا نے جبرئیل کے ذریعہ وحی کر کے جو اذان بھیجی اس میں علیحدہ سے نہ قیامت کے بارے میں کوئی شہادت شامل کی نہ حضرت علی کے بارے میں علیحدہ سے کوئی شہادت شامل کی کیونکہ

خدا کے نزدیک اشھد ان محمد رسول اللہ میں یہ سب گواہیاں موجود ہیں اور خدا سے بڑھ کر جاننے والا اور کون ہوسکتا ہے؟ اور کلام خدا کی بلاغت تک کون پہنچ سکتا ہے؟ اذان میں محمد رسول اللہ کی گواہی کے بعد کسی بھی ایسی بات کی گواہی دینا جو آنحضرتؐ نے پہنچائی تھی، ایسا ہے جیسا کہ ایسی گواہی دینے والا خدا کے بارے میں یہ سمجھتا ہے کہ خدا اُس بات کو بھول گیا ہے۔ جس کا اذان میں اعلان کرنا اظہار ایمان کے لئے ضروری تھا بالفاظ دیگر خداوند تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ نازل کردہ اذان میں محمد رسول اللہ کے کلام بلاغت نظام میں جس کا مقابلہ تمام جن وانس نہیں کر سکتے ان تمام عقائد کو سمو دیا ہے جن پر ایمان لانا لازم وواجب وضروری ہے اور محمد رسول اللہ کی گواہی میں ان تمام باتوں کی گواہی موجود ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اذان واقامت اور نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ نہ کہنے والوں کو حرامی، منکر ولایت علی اور اسے نفاق کی علامت کہنے والے غور کریں اس بات پر کہ پھر وہ رسول کی کونسی رسالت پر ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔

اور اگر محمد رسول اللہ کے اقرار میں ان کے نزدیک ان سب باتوں پر ایمان کا اقرار نہیں ہے تو پھر قرآن کریم کی رو سے انکی محمد رسول اللہ کی گواہی جھوٹی ہے اور دراصل ایسی جھوٹی گواہی دینے والوں کو خدا نے، قرآن نے، اور پیغمبر گرامی اسلام نے، منافقین کہا ہے، اسی لئے چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ھجری تک کے مراجع عظام نے یہ لکھا ہے کہ فصول اذان محدود ومعدود ہیں اس میں کسی قسم کا اضافہ بدعت ہے یہ وضع مفوضہ ہے یہ جہنم کے سزاوار مفوضہ نے اپنے عقیدے کے اظہار کے لئے اضافہ کیا ہے تا کہ اس عقیدہ کو رواج دیا جائے کہ خدا نے حضرت علیؑ کو اپنے تمام کام سپرد کر دیئے ہیں اور جب اذان میں شہادت ثالثہ کا کامل طور پر رواج ہوگیا اور سارے ہی شیعہ جعفریہ اثنا عشریہ نے حضرت علیؑ کی محبت میں اسے اپنا لیا تو چودھویں صدی ہجری میں شیعہ مراجع نے اپنے موقف میں لچک

پیدا کی یہانتک کہ اسکے عام ہو جانے کی وجہ سے پندرہویں صدی ہجری کے مراجع عظام نے اسے شعار شیعہ قرار دیدیا۔لیکن ان فتاویٰ میں بھی یہ تشریح نہیں ہے کہ یہ کونسے شیعوں کا شعار ہے کیونکہ شیعوں کے کئی فرقے ہیں جن کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''اسلام پر سیاست وفلسفہ وتصوف کے اثرات اور اسلامی فرقوں کی پیدائش کا حال'' میں بیان کی ہے۔اور مختصر طور پر اپنی کتاب ''سوچئے کل کے لئے کیا بھیجا ہے'' میں بھی بیان کیا ہے۔ان میں سے شیعہ جعفریہ اثناعشریہ کے علاوہ ایک معروف فرقہ زیدیہ شیعہ کا ہے جو ایک کثیر تعداد میں ہیں ،اور یمن میں آج بھی انکی حکومت ہے ۔پس جس کا دل چاہے وہ ڈش اینٹینا پر 2 بج کر 30 منٹ کے قریب یمن کے سرکاری ٹی وی سے اذان سن لے وہ اذان میں حی علیٰ خیر العمل کہتے ہیں جو بذریعہ وحی اذان میں نازل ہوا تھا لیکن شہادت ثالثہ نہیں کہتے ۔پس ثابت ہوا کہ شہادت ثالثہ تمام شیعوں کا شعار نہیں ہے۔اور جیسا کہ ہم نے پہلے بھی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک شیعہ سے فرمایا تھا کہ شیطان دوسروں کی طرف سے فارغ ہو چکا ہے،اب اسے صرف تمہاری فکر ہے،لہذا یہ مذہب حقہ صرف شیعہ اثناعشریہ ہے جو، شیطان کا اصل نشانہ ہے ،اور شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت شیعہ جعفریہ اثناعشریہ کے بھیس میں نمودار ہوئے ہیں ،جنہوں نے پہلے فلسفہ یونان کے ذریعہ عقیدہ تفویض کو علمی شکل دیکر شیعیان جعفریہ اثناعشریہ میں پھیلایا اور اب جھوٹی اور من گھڑت احادیث کے ذریعہ اعمال کو خراب کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔اور جو حدیث رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی نے جسے جوادی صاحب نے عصر حاضر کا شیعہ عالم لکھا ہے اپنی عربی کتاب احکام الشیعہ کے صفحہ نمبر 201 پر اور اپنی فارسی کتاب احکام شیعیان کے صفحہ نمبر 440,439 پر لکھی ہے۔اس کی رو سے نماز کے تشہد میں بھی شہادت ثالثہ کا کہنا واجب بنتا ہے اور اسی لئے آج سے تقریباً 30 سال پہلے شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی

نے جو مرزا حسن الحائری الاحقاقی کا پاکستان میں نمائندہ اور وکیل تھا اپنی کتاب میں نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کہنے کی تحریک کی اور اسی دن سے شیخی مبلغین نے مجالس میں بیان کرنا شروع کر دیا اور آج چونکہ منبر پر شیخی مبلغین کا قبضہ ہے۔ لہذا یہ بڑی تیزی سے پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ بہر حال محمد رسول اللہ کا مطلب بیان کرنے کے بعد ہم پھر سابقہ سلسلہ جاری کرتے ہیں۔

کیا اذان میں شہادت ثالثہ مستحب سمجھ کر کہنی چاہیے

ہمارے یہاں مستحب اور سنت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یعنی وہ قول و عمل جس پر رسول اللہ عمل پیرا رہے اسے مستحب یا سنت رسول کہا جاتا ہے۔ پیغمبرؐ مدینہ میں آ کر دس سال زندہ رہے اور اپنی حیات کے آخری دن تک وہی اذان اپنے موذن بلال سے دلواتے رہے جو بذریعہ وحی خدا نے نازل کی تھی۔

شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ کے فاضل مصنف نے یہ بات لکھ کر کتنی حقیقت بیانی کی ہے کہ:

''دین اسلام جو چند اصول و فروع کے مجموعہ کا نام ہے کو بنانے کا حق صرف خداوند متعال کو ہے اس نے کسی نبی و وصی و امام کو بھی دین سازی کا اختیار نہیں دیا ہے اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ دین بنانا خدا کا کام ہے اس کے بنائے ہوئے دین کو بندوں تک پہنچانا نبی و رسول کا کام ہے اور اسے پھیلانا اور مشکل وقت آنے پر اپنا سب کچھ قربان کر کے اسے زندہ و جاوید بنانا وصی و امام کا کام ہے'' (شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ صفحہ 15)

فاضل مصنف نے مذکورہ بیان کی دلیل میں سورہ الحاقہ کی آیت نمبر 44 تا 46 پیش کر کے اسکا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ ''اگر میرا رسول اپنی طرف سے بعض باتیں گھڑ کر میری طرف منسوب کرتا تو ہم اسکو دائیں بازو سے پکڑ کر اسکی شہ رگ کاٹ دیتے''۔

پھر اس آیت سے اس طرح استدلال کیا ہے

یہ ممکن نہیں تھا کہ آپ دین میں اپنی مرضی اور خواہشات سے کچھ احکام کی امیزش کرتے۔ انہوں نے تو اللہ تعالیٰ کا دین بلا کم وکاست ہم تک پہنچا دیا۔ البتہ یہاں ان لوگوں کو ڈرانا منظور ہے جو اپنی خواہشات کے مطابق دین میں کمی بیشی کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ارباب دانش وبینش کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ جس بات کا اختیار خدا نے اپنے رسول کو نہیں دیا کسی امام کو نہیں دیا کیونکہ نبی شریعت کا مبلغ اور امام محافظ ہوتا ہے شریعت ساز نہیں ہوتا۔ تو وہ اختیار کسی اور کو کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔

(شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ صفحہ 16)

ہم بھی تمام ارباب دانش وبینش کو دعوت غور وفکر دیتے ہیں کہ وہ فاضل مصنف کے مذکورہ بیان پر غور کریں اور اذان میں شہادت ثالثہ کے اضافہ کے بارے میں سوچیں کہ جب نبی شریعت کا مبلغ اور امام محافظ ہوتا ہے شریعت ساز نہیں ہوتا تو اذان میں شہادت ثالثہ کے اضافہ کا اختیار کسی اور کو کیونکر حاصل ہو سکتا ہے جس کے 18 کے 18 فصول بذریعہ وحی نازل ہوئے۔ اور پیغمبرؐ تاحیات یہی اذان دلاتے رہے اور آئمہ طاہرین تو محافظ شریعت تھے لہذا وہ خدا کی وحی اور پیغمبرؐ کے عمل کے خلاف کس طرح سے کوئی کام کر سکتے تھے اور جب نہ پیغمبرؐ نے تاحیات شہادت ثالثہ کو اذان میں کہلوایا نہ آئمہ طاہرین نے شہادت ثالثہ کو اذان میں کہلوایا تو پھر کسی بھی قسم کے اضافہ کو نہ مستحب کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی سنت پس یہ کہنا کہ اذان میں شہادت ثالثہ کو مستحب سمجھ کر کہے صحیح نہیں ہو سکتا۔

درود کی طرح پیغمبرؐ کی رسالت کی گواہی کیساتھ علیؑ کی ولایت کی گواہی دینا

اس میں شک نہیں کہ پیغمبر گرامی اسلام کا نام لینے پر درود بھیجنے کی تاکید آئی ہے لہذا اذان میں بھی اشھد ان محمد رسول اللہ کہنے کے بعد ساتھ ہی آہستہ سے صلی اللہ علیہ وآلہ کہا جاتا ہے لیکن یہ درود ایک علیحدہ فصل بنا کر پوری آواز کے ساتھ نہیں پڑھا جاتا یعنی اشھد ان محمد رسول اللہ ،اشھد ان محمد رسول اللہ کہنے کے بعد دو دفعہ بطور علیحدہ مستقل فصل اذان کے صلی اللہ علیہ وآلہ ،صلی اللہ علیہ وآلہ نہیں کہا جاتا ۔اگر اشھد ان علی ولی اللہ اس عنوان سے کہا جاتا کہ جب تم آنحضرتؐ کی رسالت کی شہادت دو تو حضرت علیؑ کی ولایت کی شہادت بھی دو تو پھر اس طرح سے کہنا چاہیے تھا جس طرح آقائے سید شہاب الدین مرعشی نے لکھا ہے کہ: اعلان شہادت ولایت امیر المومنین جزو اذان نہیں ہے لیکن بقصد قربت بعد از ذکر رسول خدا خوب ہے اور بہتر ہے کہ بصورت تابع ذکر کیا جائے ۔مثلاً

اشھد ان محمد رسول اللہ وان علیا ولی اللہ وجۃ

آقائے شہاب الدین مرعشی کا اس طرح فرمانا اس حدیث کے مطابق بنتا ہے کہ پیغمبر کی رسالت کے ساتھ علی کی ولایت کی گواہی بھی دی جائے اس طرح اشھد ان علیاً ولی اللہ اشھد ان علیاً ولی اللہ علیحدہ سے کہنے کی طرح اذان میں علیحدہ فصل کا اضافہ نہیں بنتا ۔لیکن آج تک نہ تو کسی نے اس طرح سے کہا ہے ،اور نہ ہی کوئی اس طرح سے کہنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بات جو شعار شیعہ بنی ہے وہ مفوضہ کا وہ اضافہ ہے ،جو انہوں نے علیحدہ فصل کے طور پر اپنے عقیدہ تفویض کو رواج دینے کے لئے کیا ہے ۔پس اسے رسول اللہ کے نام کے

ساتھ درود کی طرح پڑھنے والی بات نہیں کہا جا سکتا۔

اذان کے بارے میں چوتھی صدی سے تیرہویں صدی تک کے فقہا کے فتاویٰ

فاضل مولف نے اپنی کتاب شہادت ثالثہ درتشہد کے متعلق شرعی فیصلہ میں چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک کے فقہا کے فتاوی نقل کرنے میں بہت محنت کی ہے اور تیرہ سوسال کے عرصہ پر محیط زمانہ میں تشہد میں شہادت ثالثہ کے بارے میں تحقیق پیش کر کے صحیح فیصلہ تک پہنچنے کیلئے پورا پورا مواد پیش کر دیا ہے۔ مگر چونکہ اس وقت تک تشہد میں شہادت ثالثہ کا آغاز نہیں ہوا تھا بلکہ اسکا آغاز آج سے تقریباً 30 سال پہلے شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی کے رسالہ میں اسکی تحریک سے ہوا ہے لہذا تیرہویں صدی ہجری تک تشہد میں شہادت ثالثہ کا کوئی ذکر نہیں تھا اور یہی فاضل مولف نے ثابت کیا ہے کہ تیرہویں صدی ہجری تک صرف دو شہادتیں توحید کی شہادت اور رسالت کی شہادت ہی تھی اور چونکہ تشہد میں شہادت ثالثہ کا اس وقت تک آغاز ہی نہیں ہوا تھا لہذا کسی نے بھی یہ نہیں لکھا کہ تشہد میں شہادت ثالثہ کہنی چاہیے یا نہیں کہنی چاہیے، بہر حال یہ بھی ایک مستحکم اور مضبوط دلیل ہے کہ جب پہلے زمانہ میں تشہد کے اندر شہادت ثالثہ نہیں پڑھی جاتی تھی تو اب یہ تازہ وحی کس کے پاس آئی ہے۔

لیکن اذان کے بارے میں انہوں نے چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک کے فقہا کے فتاویٰ کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا ہے اور پندرہویں صدی ہجری کے صرف پانچ مجتہدین کے فتاویٰ نقل کر کے، جن میں ایک رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی ہے جنہیں انہوں نے عصر حاضر کے شیعہ عالم لکھا ہے، یہ ثابت کیا ہے کہ اب اذان

میں شہادت ثالثہ کہنا شعار شیعہ ہے۔ لہذا ہم مختصر طور پر اذان کے بارے میں بھی چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک کے فقہا کے فتاوے نقل کرتے ہیں جو فی الحقیقت زمانہ رسالت اور زمانہ آئمہ پر بھی محیط ہے۔ ان میں سب سے پہلے محمد بن یعقوب کلینی ہیں۔

نمبر ا ۔ محمد بن یعقوب کلینی اور اذان و اقامت کا بیان

محمد بن یعقوب کلینی 329 نے فروع کافی جلد اول باب 17 آذان و اقامت اور ثواب کے بیان میں 35 احادیث نقل کی ہیں ۔ لیکن کسی بھی حدیث میں شہادت ثالثہ کا کوئی نشان تک نہیں ہے۔ وہ اس باب کے حدیث نمبر 3 میں لکھتے ہیں:

"قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول الاذان والاقامة خمسة وثلاثون حرفا .فعد ذالک بیده واحداً واحداًالاذان ثمانیة عشر والاقامة سبعة عشر حرفا"

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے ابا جعفر محمد باقر علیہ السلام سے سنا آپ نے فرمایا۔ اذان و اقامت کے 35 حروف ہیں اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ ایک ایک کر کے گنے اذان کے 18 فصول اور اقامت کے 17 فصول۔

محمد بن یعقوب کلینی نے 329 ہجری میں وفات پائی اور اصول کافی شیعوں کی حدیث کی سب سے پہلی کتاب ہے۔ یہ ان چار کتابوں میں سے ایک ہے جن پر شیعہ فقہ کا دارومدار ہے۔ پیغمبر اکرم صلعم نے یہ فصول اذان خود اپنی طرف سے آپ ہی وضع نہیں کیئے تھے بلکہ یہ خداوند تعالی نے بذریعہ وحی پیغمبر کو تعلیم کیئے تھے ۔ کیونکہ پیغمبر خود سے شریعت سازی نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ شیعوں کے یہاں اذان کے بارے میں جو روایت ہے وہ فروع کافی کتاب الصلواۃ میں اس طرح وارد ہوئی ہے۔

عن ابی عبدالله علیه السلام قا ل لما حیط جبرئیل علیه السلام بالاذان علیٰ رسول الله کان راسه فی حجر علی علیه السلام فاذن جبرئیل علیه السلام و اقامته فلما انتبه رسول الله قال یا علی سمعت قال نعم قال حفظت قال نعم قال ادع بلا لاَ فعلمهُ فدعا علی علیه السلام بلالاَفعلمهُ"

فروع کافی کتاب الصلواۃ باب نمبر17

ترجمہ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ جب جبرئیل علیہ السلام اذان کے ساتھ نازل ہوئے تو اس وقت آپ کا سر مبارک حضرت علیؑ کی آغوش مبارک میں تھا۔ پس جبرئیل نے حاضر خدمت ہو کر اذان و اقامت کہی۔ جب رسول اکرم بیدار ہوئے تو فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم نے بھی جبرئیل سے اذان و اقامت سنی ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ ہاں میں نے بھی سنی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کیا تم کو یاد ہو گئی ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ہاں آنحضرت نے فرمایا کہ بلالؓ کو بلا کر یہ ان کو تعلیم کر دو، پس حضرت علیؑ نے بلال کو بلا کر اذان و اقامت کی تعلیم دے دی۔ فروع کافی کی اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فصول اذان تمام کی تمام منزل من اللہ ہے جو بذریعہ وحی نازل ہوئے اور جبرئیل امین لے کر آئے اور عملی طور پر اذان دے کر دکھائی۔

نمبر2۔ شیخ صدوق اور اذان و اقامت کا بیان

شیعوں کی حدیث کی دوسری کتاب من لایحضرہ الفقیہ ہے جس پر شیعہ فقہ کا دارومدار ہے۔ اس میں بھی فروع کافی کی کتاب الصلواۃ کے باب 17 والی روایت منصور بن عازم کے واسطے سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بالکل اسی طرح ان ہی الفاظ میں وارد ہوئی ہے لہذا اسے مکرر درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے ملاحظہ ہو ترجمہ من لایحضرہ الفقیہ حدیث

نمبر 865 صفحہ نمبر 155۔

شیخ صدوق نے بھی من لایحضرہ الفقیہ کے باب اذان واقامت میں حدیث نمبر 897 میں ابوبکر اور کلیب الاسدی سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ انہیں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اذان کے یہ 18 فصول تعلیم فرمائے تھے۔

مذکورہ 18 فصول لکھنے کے بعد شیخ صدوق علیہ رحمہ لکھتے ہیں

هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه، والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا اخباراً وزادوا فى الاذان محمد و آل محمد خير البرية مرتين ،وفى بعض روايتهم بعد اشهدان محمد رسول الله ، اشهد ان عليا ولى الله، مرتين منهم من رووا بدل ذالك اشهد ان على امير المومنين حقاً مرتين ،ولاشك فى ان عليا ولى الله وانه امير المومنين حقاً وان محمد و آل محمد صلوات الله عليم خير البرية لاكن ليس فى الاذان وانها ذكرت ذالك ليبعروف بهذه الزيادة المتهمون بالتفويض دون المنتسبون انفسهم فى جملتنا"۔

ترجمہ:۔ یعنی یہ وہی اذان ہے جو صحیح ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم ،اور خدا مفوضہ پر لعنت کرے ،انہوں نے خود سے احادیث گھڑی ہیں اور انہوں نے اذان میں محمد وآل محمد خیر البریہ کا دو دو دفعہ اضافہ کرلیا ہے۔ اور انکی بعض روایتوں میں اشھد ان محمد رسول اللہ کے بعد دو دو مرتبہ اشھد ان علیا ولی اللہ آیا ہے۔ اور ان میں سے بعض نے اس کے بجائے دو مرتبہ اشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً کہنا روایت کیا ہے۔

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علی ولی اللہ بھی ہیں امیر المومنین بھی ہیں اور محمد وآل محمد خیر البریہ بھی ہیں۔ لیکن یہ اصل اذان میں نہیں ہے اور اس بات کا ذکر اس لئے کیا

گیا ہے تا کہ اس زیادتی سے جن پر تفویض کی تہمت لگائی جاتی ہے خود ہم شیعوں کے ساتھ منسوب کئے بغیر پہچان لئے جائیں۔

شیخ صدوق 306ھ میں پیدا ہوئے 368 ہجری میں انہوں نے من لا یحضرہ الفقیہ لکھی اور 381 ہجری میں وفات پائی۔ جبکہ شیخ محمد بن یعقوب کلینی نے 329ھ میں وفات پائی جس سے ثابت ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی کی حیات اور امام زمانہ کی غیبت کبریٰ کے آغاز تک اذان میں شہادت ثالثہ کا اضافہ نہ ہوا تھا۔

337ھ میں آل بویہ کی حکومت قائم ہوئی جو ایک شیعہ حکومت تھی لہذا اذان میں اس اضافہ کی جرات مفوضہ کو 337 کے بعد ہوئی۔ جبکہ محمد بن یعقوب کلینی 329 ہجری میں وفات پا چکے تھے۔ اور امام زمانہ نے غیبت کبریٰ اختیار کر لی تھی لہذا 337 سے 368 ہجری تک شہادت ثالثہ اذان میں اسی طرح سے پھیل چکی تھی جس طرح تیس ہی سال کے عرصہ میں محمد حسنین سابقی کی تحریر کے بعد تشہد میں شہادت ثالثہ کا رواج اتنا ہوگیا ہے کہ پاکستان کے تقریباً آدھے شیعہ تشہد میں شہادت ثالثہ کہنے لگ گئے ہیں اسی طرح شیخ صدوق کے زمانہ میں 337 سے 368 تک اذان میں شہادت ثالثہ کا اتنا رواج ہو چکا تھا کہ شیخ صدوق نے اسکا ذکر مفوضہ پر لعنت بھیجتے ہوئے کیا اور شیخ صدوق کو یہ بات اسی طرح تحقیق کے ساتھ معلوم تھی جس طرح ہمیں تحقیق کے ساتھ معلوم ہے کہ آج سے تقریباً 30 سال پہلے شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی نے تشہد میں شہادت ثالثہ کے بارے میں ایک رسالہ لکھا تھا اس کے بعد یہ بات پھیلتی چلی گئی۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی جسکا ذکر شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ کے مصنف نے کیا ہے جسے ہم نے سابق میں نقل کر دیا ہے۔

نمبر 3۔ شیخ طوسی اور اذان و اقامت کا بیان وفات 460

شیعوں کی تیسری اور چوتھی حدیث کی بنیادی کتاب جس پر شیعہ فقہ کا انحصار ہے تہذیب

الاحکام اور استبصار ہیں۔ جو شیخ طوسی کی تالیف ہیں اس میں انہوں نے بھی صرف وہی 18 فصول اذان لکھے ہیں اور 17 فصول اقامت کے، جو اصول کافی اور من لایحضرہ الفقیہ میں وارد ہوئے ہیں اور انہوں نے ان میں شہادت ثالثہ کا قطعی کوئی ذکر نہیں کیا۔ لیکن انہوں نے اپنی کتاب النہایہ میں یہ لکھا ہے کہ:

"یہ جو شاذ اخبار میں وارد ہوا ہے۔ کہ اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ و محمد آل محمد خیر البریہ کہا جائے تو یہ ان امور میں سے ہے جن پر اذان و اقامت میں عمل نہیں کیا جا سکتا اور اگر کوئی ایسا کہے گا تو خطا کار ہوگا"۔

نمبر 4۔ شیخ عبدالجلیل قزوینی

شیخ عبدالجلیل قزوینی نے 566 میں کتاب النقض لکھی۔ اس میں وہ اذان میں شہادت ثالثہ کہنے کے بارے میں اسطرح لکھتے ہیں:

"بہ مذہب شیعہ اگر چہ علی علیہ السلام رانص و معصوم و بہتر از ہر یک امت میدانند مذہب ایشاں چنیں است کہ اگر کسے درمیان فصول بانگ نماز بعد از شہادتین بگوید اشہد ان علیا ولی اللہ، بانگ نماز باطل می شود از سر باید گرفتن و نام علی در بانگ نماز بدعت است و بہ اعتقاد کردن آن معصیت و گوئندہ آں در لعنت و غضب خدائی باشد"۔

(کتاب النقض صفحہ نمبر 69۔68)

یعنی اگر چہ مذہب شیعہ میں حضرت علی علیہ السلام منصوص اور معصوم امام ہیں اور تمام امت سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ مگر ان کا نظریہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اذان نماز میں شہادتین (توحید و رسالت کی شہادت) کے بعد اشہد ان علیا ولی اللہ کہے تو اسکی اذان باطل ہو جائے گی۔ اور اسے از سر نو کہنا پڑے گی۔ اور حضرت علیؑ کا نماز کی اذان میں نام لینا بدعت ہے۔

اور اسکا عقیدہ رکھنا معصیت ہے۔ اور اسکو کہنے والا خدا کی لعنت اور غضب میں ہوگا۔

نمبر ۵۔ علامہ حلی اور اذان واقامت کا بیان

علامہ حلی نے بھی اپنی کتاب ؟ میں شہادت ثالثہ کو بیان نہیں کیا البتہ وہ اپنی کتاب المنتھیٰ میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

واما ماروی فی الشاذ عن قوله ان علیاولی الله وان محمداً وآل محمد خیر البریة فمما لا یعول علیه قال الشیخ فی المبسوط فان فعله لم یکن آثما، وقال فی النھاینه کان مخطئاً. (المنتھیٰ جلد 1 ص 255)

یہ جو شاذ روایات میں کہا گیا ہے کہ ان علیا ولی اللہ وان محمد وآل محمد خیر البریہ (اذان میں کہا جاتا ہے) تو ان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ شیخ طوسی اپنی کتاب المبسوط میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ فقرہ اذان میں کہے گا تو وہ گنہگار نہ ہوگا۔ اور اپنی دوسری کتاب النھایہ میں یہ فرمایا ہے کہ انکا پڑھنے والا خطا کار ہوگا۔

نمبر 6۔ سید الفقہا حضرت شیخ محمد بن جمال الدین شہید اول وفات 786

شہید اول اپنی کتاب لمعہ کے اندر اٹھارہ فصول اذان لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

لا یجوذ اعتقاد شریعة غیر ھذا فی الاذان والا قامة کاتشھد بالولایة وان محمد واله خیر البریة وان کان الواقع کذالک (لمعہ بیان اذان)

ان فصول کے علاوہ کسی بھی چیز کا جیسے حضرت علیؑ کی ولایت کی گواہی یا حضرات محمد وال محمد کے خیر البریہ ہونے کا ذکر کرنے کے جواز کا اعتقاد رکھنا جائز نہیں ہے اگرچہ واقعا یہ بات یونہی ہے کہ حضرت علی ولی اللہ ہیں اور محمد آل محمد خیر البریہ ہیں۔

نمبر 7۔ شیخ زین الدین دمشقی شہید ثانی متوفی 966

شہید ثانی اپنی کتاب روض الجنان میں تحریر فرماتے ہیں۔

"واما اضافة ان عليا ولى الله و آل محمد خير البرية ونحو ذالك فبدعة واخبارها موضوعة وان كانوا عليهم السلام خير البرية اذ ليس الكلام فيه بل فى ادخاله فى فصول الاذن المتلقى من الوحى الالهى .وليس كل كلام حق يسوغ ادخالها فى العبادات الموظغة شرعاً"۔ روض الجنان صفحہ 242

جہاں تک ان علیا ولی اللہ وآل محمد خیر البریۃ اور اس قسم کے کلمات کا اذان میں اضافہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ بدعت ہے اور اس سلسلے کے اخبار وضعی اور من گھڑت ہیں۔ اگر چہ یہ حضرات خیر البریہ ہیں، اس میں کوئی کلام نہیں ہے۔ جو کچھ کلام ہے وہ اس بات میں ہے کہ وہ اذان جو وحی الہٰی کے ذریعے نازل کی گئی ہے، آیا اسے اس کے فصول میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ تو ہر جائز اور برحق بات کا ان عبادات میں داخل کرنا جائز نہیں ہے۔ جو شریعت مقدسہ کی طرف سے مقرر ومحدود ہیں"۔

اور شہید ثانی اپنی دوسری معروف کتاب شرح لمعہ میں جو مدارس دینیہ میں پڑھائی جاتی ہے اور جس کے پڑھے بغیر کوئی شیعہ عالم فقیہ نہیں بنتا اذان کے وہی فصول جو پیغمبر پر بذریعہ وحی نازل ہوئے تھے اور خود جبرئیل نے وہ اذان دے کر دکھائی تھی لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"فهذا جملة الفصول المنقولة شرعاً ولا يجوز اعتقاد شريعة غير هذا الفصول فى اذان والاقامة كاتشهد بالولاية لعلى عليه السلام وان محمد و آل محمد خير البرية او خير البشر .وان كان الواقع كذالك فما كل واقع حقا يجوز ادخاله فى العبادات المفروضه

شرعاًالمعددة من الله تعالیٰ فیکون ادخال ذالک فیها بدعتاً وتشریعاً کمالوزاد فی الصلواۃ رکعتاًونحوذالک من عبادات و بالجملة فذالک من احکام الایمان لامن فصول الاذان“(شرح لمعہ ج ا ص 156)

ترجمہ:۔ یعنی بس یہ 18 فصول اذان جو بیان کی گئی ہیں وہ شرعاً کل کی کل یہی ہیں اور اذان واقامت میں کسی اور فصل کا اعتقاد رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ مثلاً اشھد ان علیاً ولی اللہ اوران محمد وآل محمد خیر البریۃ یا خیر البشر وغیرہ کہنا، اگرچہ واقعاً یہ بات اسی طرح ہے (کہ علی ولی اللہ اور محمد وآل محمد خیر البریہ اور خیر البشر بھی ہیں) لیکن ہر اس بات کو جو حق ہے اور واقعیت رکھتی ہے ان کو خداوند تعالی کی مقرر کردہ فرض عبادات میں داخل کرنا جائز نہیں ہے پس ان کا اذان میں داخل کرنا بدعت ہے۔ اور خود سے گھڑی ہوئی شریعت ہے۔ جیسا کہ کوئی عبادات میں ایک رکعت کا اضافہ کردے۔ یا تشہد میں کچھ بڑھادے اور بالجملہ یہ بات ایمان کے ذیل میں آتی ہے۔ یہ فصول اذان میں سے نہیں ہے“

یہ کتاب آج سے تقریباً 500 سال پہلے لکھی گئی کیونکہ شہید ثانی کا سن وفات 966ھ ہے اور یہ کتاب مدارس دینیہ میں پڑھائی جارہی ہے جو تمام علماء کے نزدیک قابل وثوق اور لائق اعتبار ہے۔ اور سب کی دسترس میں ہے۔ اس میں جو کچھ لکھا ہے سمجھنے اور یقین کرنے کے لئے صرف یہی ایک کتاب بھی کافی تھی مگر ہم نے چوتھی صدی سے لیکر تیرہویں صدی تک کے بزرگ علماء شیعہ کے فتاویٰ درج کردیئے ہیں۔

نمبر 8۔ مولانا محمد باقر محقق سبزواری وفات 1090

جناب مولانا محمد باقر محقق سبزواری المتوفی 1090 اپنی کتاب ذخیرۃ المعاد میں تحریر فرماتے ہیں:۔”اما اضافة ان علیا ولی الله و آل محمد خیر البریة و امثال ذالک فقد صرح الاصحاب لکونها بدعةوان کان حقاصحیحااذالکلام فی

دخولها فی الاذان .وهو الموقوف علی التوقیف الشرعی ،ولم یثبت ،

(ذخیرہ المعاد باب الاذان)

ترجمہ:۔ جہاں تک (اذان میں اور اقامت میں) ان علیا ولی اللہ اور آل محمد خیر البریۃ اور اسی جیسے دوسرے کلمات کے اضافہ کرنے کا تعلق ہے تو اصحاب (یعنی بزرگ علماء شیعہ) نے تصریح کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہ بدعت ہے اگرچہ فی نفسہ یہ بات برحق اور صحیح ہے مگر کلام اس میں ہے کہ آیا یہ اذان میں داخل کی جا سکتی ہے تو اس بات کا دارومدار شریعت کی اجازت پر ہے جو ثابت نہیں ہے"

نمبر ۹۔ شیخ جعفر کبیر کاشف الغطا المتوفی 1228 کا اذان کے متعلق بیان

شیخ جعفر کبیر کاشف الغطا المتوفی 1228ھ اپنی کتاب کشف الغطا میں اذان کے بارے میں اسطرح تحریر فرماتے ہیں۔

لانہ لو کان من فصول الاذان نقل بالتواتر فی ھذا الزمان ولم یخف علیٰ احد من احاد من الناس وانما ھو من وضع المفوضۃ الکفار المستوجبین الخلود فی النار ،ولعل المفوضۃ ارادوا ،ان اللہ فوض الخلق الی علی علیہ السلام فساعد علی الخلق فکان ولیا ومعینا فمن اتیٰ بذالک قاصد ابہ التا زئین فقد شرع فی الدین ،ومن قصدجزاً من الاذان فی الابتداء بطل اذانہ بتمامہ "(کشف الغطا۔ص 228)

ترجمہ:۔ کیونکہ اگر یہ شہادت کا فقرہ فصول اذان میں ہوتا تو ضرور اس دور میں تواتر کے ساتھ منقول ہوتا اور کسی فرد بشر پر مخفی نہ رہتا۔ اور سوائے اس کے نہیں ہے کہ یہ فقرہ جہنم کے سزاوار کافر مفوضہ کا گھڑا ہوا ہے۔ اور مفوضہ اس من گھڑت اضافہ سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ

خدا نے خلق کا نظام علیؑ کو سپرد کر دیا ہے اور ساری خلق کا نظام وہی چلاتے ہیں پس وہ اللہ کے ولی یعنی مختار کار اور معین و مددگار ہیں۔ پس جو شخص اذان کے قصد سے اس فقرے کو پڑھے گا۔ تو یقیناً اس نے دین میں خود سے شریعت سازی کی ہے۔ اور اذان کے شروع میں اس فقرے کو جزو اذان ہونے کا ارادہ کرے گا تو اس کی پوری اذان ہی باطل ہو جائے گی۔

10۔ سرکار علامہ محمد تقی مجلسی اول کا بیان اذان کے بارے میں

علامہ محمد تقی مجلسی اول اپنی فارسی شرع فقیہ میں لکھتے ہیں:

''اگر کسے ایں کلمات را بایں عنوان بگوید کہ اگر مطلوب شارع باشد حتی العنوان تیمن و تبرک فبھا، والا لغوے باشد بد نیست، و اگر نگوید بہتر است، مگر از روئے تقیہ چون در اکثر بلاد شائع است و بسیار شنیدہ ایم کہ جمع ترک کردہ اند و متہم بہ تسنن شدہ اند''

(شرع فقیہ جلد اول ص 182)

ترجمہ: اگر کوئی شخص شہادت ثالثہ کے ان کلمات کو اس عنوان سے کہے کہ اگر یہ شارع کو مطلوب ہو اگرچہ تبرک و تیمن کے عنوان سے ہی سہی تو فبھا ورنہ تو یہ جملہ لغو بے ہودہ بے فائدہ شمار ہو تو اسکا کہنا برا نہیں ہے اور اگر اس کو نہ کہے تو بہتر ہے۔ مگر یہ کہ تقیہ کرنا مقصود ہو۔ چونکہ اکثر شہروں میں یہ فقرہ رائج ہو چکا ہے اور ہم نے اکثر سنا ہے کہ جن لوگوں نے اس فقرہ شہادت ثالثہ کو کہنا چھوڑ دیا تو اس پر سنی ہونے کی تہمت لگا دی گئی۔

تلک عشرہ کاملہ، بس زمانہ رسالت سے چوتھی صدی ہجری تک اور چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک مذکورہ دس بزرگ شیعہ علماء متقدمین کے ارشادات ہی کافی ہیں ہمیں تبصرہ کیلئے ان کے بیانات دہرانے کی ضرورت نہیں ہے خود ہی غور سے پڑھیے اور سبق لیجئے کہ ان میں کس کس نے اور کیا کچھ کہا ہے۔ اور اس بات میں غور کیجئے کہ

کیا ایک ہزار سال تک اسے وضع مفوضہ اور خود سے گھڑی ہوئی شریعت کہنے والے اتنے بزرگ شیعہ علماء خود اسے اذان میں اور اقامت میں کہتے ہوں گے اور جب وہ خود نہ کہتے ہوں گے تو کیا انکی بات ماننے والا کوئی بھی شیعہ نہ ہوگا۔

چودھویں صدی ہجری لچک کا زمانہ

زمانہ رسالت میں تو وہی اذان دی جاتی تھی جو خدا کی طرف سے بذریعہ وحی نازل ہوئی تھی آئمہ اطہار چونکہ محافظ شریعت تھے لہذا انکے زمانے میں بھی کوئی اضافہ نہ ہوا اور 329 ھجری تک یہ سلسلہ اسی طرح سے جاری رہا۔ 329 ھجری میں امام زمانہ کے چوتھے نائب بھی انتقال کر گئے امام زمانہ نے غیبت کبریٰ اختیار کرلی۔ اس سال 329 ھجری اصول کافی اور فروع کافی کے جامع محمد بن یعقوب کلینی نے بھی وفات پائی۔ اس وقت تک اذان اس طرح تھی جس طرح وحی کے ذریعہ خدا کی طرف سے پیغمبر پر نازل ہوئی تھی، 337 میں آل بویہ کی حکومت قائم ہوئی جو ایک شیعہ حکومت تھی تو محبت علیؑ کو ذریعہ اور وسیلہ بنا کر دین میں اعتقادی تبدیلیاں کرنے والوں اور تفویض کا عقیدہ رائج کرنے والوں نے عمل اور عبادات میں بھی محبت علیؑ کو ہی وسیلہ اور ذریعہ بنا کر تبدیلیاں کرنے کی ٹھان لی، اور شیعیان علی کو محبت علی کے ترکش سے شکار کرنے کے لئے اذان میں اشھدان محمد رسول اللہ کے بعد اشھدان علیاً ولی اللہ کہنا شروع کردیا۔ آل بویہ چونکہ عام شیعہ تھے، عالم وفقیہ نہ تھے، لہذا وہ محبت علی کے ترکش سے چلائے ہوئے تیر کا شکار ہو گئے، اور حکومتوں کے زیر سایہ کوئی بات کس طرح رواج پاتی ہے اسکو ہر کوئی جانتا ہے لہذا اس بات نے رفتہ رفتہ رواج پانا شروع کردیا۔ چونکہ اصول کافی اور فروع کافی کے بعد من لایحضر الفقیہ دوسری کتاب ہے جس پر شیعہ فقہ کا انحصار ہے اور یہ آل بویہ کی حکومت کے قیام یعنی 337 ھجری سے تقریباً 30 سال

بعد یعنی 368 ھجری میں لکھی گئی ،اس میں شیخ صدوق کے بیان سے ثابت ہے کہ اس وقت تک سارے شیعہ شہادت ثالثہ کے اذان میں کہنے پر عامل نہ ہوئے تھے۔البتہ اس وقت تک کچھ نہ کچھ شیعوں میں اس کا رواج ہو چکا تھا۔اسی وجہ سے شیخ صدوق نے جب من لایحضرہ الفقیہ لکھی تو اذان کے وہ 18 فصول جو بذریعہ وحی نازل ہوئے تھے لکھنے کے بعد مفوضہ پر لعنت بھیجتے ہوئے لکھا، کہ انہوں نے اذان میں اشہدان علیاً ولی اللہ کا اضافہ کرلیا ہے،اور یہ بات شیخ صدوق کو یقین کامل کی صورت میں معلوم تھی ، کہ یہ اضافہ مفوضہ نے کیا ہے۔جیسا کہ ہمیں یقین کامل کی صورت میں معلوم ہے کہ آج سے تقریباً 30 سال پہلے عبقریۃ الشیخ الاوحد کے مصنف شیخی مبلغ اور رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کے پاکستان میں وکیل محمد حسنین سابقی نے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے کی تائید میں ایک رسالہ لکھا تھا جسے شیخی مبلغین نے مجالس میں منبروں پر بیان کیا اور اسی وقت سے پاکستان میں نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کے پڑھنے کا رواج بڑھتا جارہا ہے۔

اور یہ بات ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ شیخ صدوق مفوضہ کو اس طرح یقین کامل کی صورت میں پہچانتے تھے جیسا کہ ہم شیخیوں کو جو فی الحقیقت مفوضہ ہی ہیں اچھی طرح سے پہچانتے ہیں اور خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ پاکستان میں نام آور،اور سرکردہ شیخی کون کون ہیں ہماری انکے ساتھ اس تعلق سے مقدمہ بازی رہی ہے،ہم نے انہیں شیعوں کی معروف دینی درسگاہ جامع المنتظر میں مناظرہ کا چیلنج کیا۔ہم نے شیخی مبلغ حسنین سابقی کی کھلی چٹھی اور اشتہار کا جواب لکھا جسے اس نے اپنے اثرورسوخ سے ضبط کرادیا۔اس نے مناظرے کے لئے ہماری شرائط رد کردیں اور مناظرے کے لئے اپنی شرائط پیش کیں ،ہم نے اس کے جواب میں ایک ہزار کی تعداد میں اشتہار شائع کیا اور اسکو بھی بذریعہ ڈاک بھیجا۔جسکا عنوان تھا۔مناظرے کے لئے شیخی مبلغ کی شرائط کا مختصر جواب اس جواب کے

چند ابتدائی فقرے اس طرح ہیں:

مناظرے کا مقام شیعوں کی عظیم دینی درسگاہ جامع المنتظر انہیں منظور نہیں تو ان کا تجویز کردہ مقام ہمیں بھی منظور نہیں۔ مناظرے کا مصنف و ثالث اگر وہ امام خمینی کے نمائندے کو قبول نہیں کرتے تو سید العلما السید علی نقی صاحب مجتہد (نقن صاحب لکھنوی) غیر متنازعہ ہستی بھی ہیں اور مذہبی سوجھ بوجھ کے علاوہ فریقین کی زبان کو بھی سمجھتے ہیں۔ لہذا انہیں قبول کرلیں: مناظرہ صرف صاحبان علم کے سامنے ہوگا، محفوظ مقام پر ہوگا۔ اور حفاظتی انتظام کے ساتھ ہوگا۔ مناظرہ میں جن بزرگ علمائے شیخیہ کا اعلان کیا گیا ہے ہم ان سے مناظرے کے لئے تنہا کافی ہیں مگر شرط یہ ہے کہ مناظرے سے پہلے ان سب حضرات کو تحریری اعلان کرنا ہوگا کہ وہ عقائد میں شیخ احمد احسائی کے پیرو ہیں، مناظرے کے موضوعات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب غیر متعلق ہیں مسئلہ زیر بحث صرف اتنا ہے کہ شیخ احمد احسائی نے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اور وہ ایک مذہب کا بانی ہے جس نے تمام عقائد اسلام سے انحراف کیا ہے، لہذا علماء شیعہ نے پیروان شیخ کو اسی طرح شیخی کا نام دیا ہے جس طرح ہندو پاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی کرنے والوں کو مرزائی کا نام دیا۔

مناظرہ کے ان چیلنجوں کے علاوہ ہم نے انکی کتابوں کے جواب لکھے۔ چنانچہ ہماری کتاب ایک پراسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی کی کتاب عبقریۃ الشیخ الاوحد اور آغا مبین سرحدی قائم مقام پرنسپل درس آل محمد فیصل آباد کی کتاب تذکرہ شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی کا جواب ہے۔

پس جس طرح ہم شیخی روسا اور شیخی مبلغین کو پہچانتے ہیں اور ان میں سے اکثر کو جانتے بھی ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی نے ہی نماز کے تشہد میں

شہادت ثالثہ پڑھنے کے لئے رسالہ لکھا تھا۔اسی طرح شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے مفوضہ کو اچھی طرح پہچانتے تھے لہذا انہوں نے پورے وثوق کے ساتھ لکھا کہ خدا مفوضہ پر لعنت کرے انہوں نے اذان میں شہادت ثالثہ کا اضافہ کرلیا ہے اوراس کے لئے جھوٹی روایات بھی گھڑلی ہیں۔اس سے واضح طور پر ثابت ہے کہ اس وقت تک صرف مفوضہ اس پر عمل پیرا تھے اور بہت سے شیعہ ابھی تک اس پر عمل پیرانہیں ہوئے تھے،اسی لئے چوتھی صدی ہجری سے تیرہویں صدی ہجری تک کے معروف بزرگ شیعہ علماء متقدمین کے فتاوی میں اسکو کسی نے بدعت لکھا کسی نے شریعت سازی لکھا۔کسی نے کہنے والے کو خطاگار کہا اور جہنم کا سزاوار کہا۔لیکن چودہویں صدی ہجری میں چونکہ اذان میں شہادت ثالثہ پورے طور پر رواج پاچکی تھی لہذا مجتہدین کرام اور مراجع عظام نے اس بارے میں لچک کا مظاہرہ کیا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ ان کے روکنے سے کوئی نہیں رکے گا۔لہذا اذان میں شہادت ثالثہ کہنے کے لئے مختلف طریقے دریافت کئے اوراسے کہنے کے جواز میں مختلف دلائل قائم کیں،کسی نے کہا کہ قربتاً کہہ لے تو خوب ہے۔کسی نے کہا جزوایمان سمجھ کر کہہ لے تو بہتر ہے۔کسی نے کہا تیمن وتبرک کے طور پر کہہ لے تو خوب ہے۔کسی نے کہا کہ پیغمبر کے نام کے ساتھ درود کی طرح ساتھ ہی شہادت ثالثہ کہہ لے تو خوب ہے۔جیسا کہ آیت اللہ سید شہاب الدین مرعشی کا بیان سابق میں گزرچکا ہے۔

غرض ہرایک نے اپنی طرف سے ایک علیحدہ وجہ جواز تجویز کی۔جس سے ثابت ہے کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ لوگوں کی طرف سے اسے اپنانے کے بعد اسے نبھانے والی بات ہے اس کے خدا کی طرف سے نہ ہونے کے بارے میں ماضی قریب کا ایک واقعہ مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔جواس طرح ہے

تیونس کے پروفیسر محمد تیجانی سماوی کا سوال اور آیت اللہ باقر صدر کا جواب

تیونس کے پروفیسر محمد تیجانی سماوی جب عراق گئے تو انہوں نے وہاں نجف و کربلا وبغداد میں مجتہدین کرام اور مراجع عظام سے ملاقاتیں کیں۔ ان سے مختلف سوالات کیئے اور بالاخر شیعہ ہو گئے اور شیعہ ہونے کے بعد انہوں نے شیعہ مذہب کی حقانیت پر بہت سی کتابیں لکھیں، وہ مجتہدین عظام جن سے انہوں نے عراق میں ملاقاتیں کیں ان میں سے ایک آیت اللہ باقر الصدر ہیں۔ آیت اللہ باقر صدر سے انہوں نے جو سوالات کیئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ آپ اذان واقامت میں اشھدان علیا ولی اللہ کیوں کہتے ہیں۔ اسکا آیت اللہ باقر الصدر نے جو جواب دیا اسے انہوں نے اپنی کتاب ''ثم اھتدیت'' میں نقل کیا ہے اس کتاب کا اُردو میں تجلی کے نام سے ترجمہ ہو چکا ہے میں نے اس کتاب کا اردو ترجمہ پڑھا ہے۔ اس ترجمہ میں آیت اللہ باقر الصدر کا جو جواب لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ چونکہ بنی امیہ جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں اپنے منبروں پر حضرت علی پر تبرا کیا کرتے تھے لہذا ہم اذان میں اشھدان علیا ولی اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بتلائیں کہ جو اللہ کا ولی یعنی دوست ہو اس پر تبرا نہیں کرنا چاہیئے اور اس سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے۔ آیت اللہ باقر الصدر کے اس جواب سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہم خود اپنے آپ اپنی طرف سے کہتے ہیں اس میں خدا کی وحی یا پیغمبر کے عمل کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ محمد تیجانی سماوی کی کتاب کے اس ترجمہ میں ان

کا اس بارے میں اتنا ہی جواب لکھا ہے اور محمد تیجانی سماوی کی طرف سے اس بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا۔ کہ آیا وہ انکے اس جواب سے مطمئین ہو گئے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ کسی بھی صاحب عقل اور سمجھدار آدمی کے نزدیک یہ جواب اتنا بودا اور اتنا پھسپھسا ہے کہ دل نہیں مانتا تھا کہ آیت اللہ باقر صدر نے ایسا جواب دیا ہوگا۔ اور اگر انکا یہی جواب تھا تو محمد تیجانی سماوی جیسے نقاد بصیر نے اس کو کیسے تسلیم کر لیا جس نے انتہائی تحقیق اور نقد و بصر کے بعد مذہب شیعہ حقہ اختیار کیا۔ کیونکہ بنی امیہ نہ صرف حضرت علیؓ پر تبرا کرتے تھے بلکہ وہ حضرت علیؓ کو چوتھا خلیفہ بھی نہیں مانتے تھے 99ھ میں عمر ابن عبدالعزیز نے اپنے ایک حکم خاص کے ذریعہ نہ صرف حضرت علیؓ پر تبرا بند کرا دیا تھا۔ بلکہ سب کو اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ حضرت علیؓ کو چوتھا خلیفہ راشد مانیں۔

اذان میں جس وقت اشھد ان علیا ولی اللہ کا اضافہ ہوا اس وقت نہ بنی امیہ کی حکومت تھی نہ اس علاقے میں بنی عباس کا اقتدار باقی رہا تھا بلکہ 337ھ میں آل بویہ کی شیعہ حکومت قائم ہو چکی تھی۔ لہذا آیت اللہ باقر الصدر کا یہ جواب صرف اسی اصول کی پیروی تھا جو ہر مذہب کا آدمی کرتا ہے کہ جو کچھ مان لیا ہے اسی کو ثابت کریں گے چاہے وہ بات کتنی ہی غلط کیوں نہ ہو۔

بہر حال میں مذکورہ حقائق کی روشنی میں آیت اللہ باقر الصدر کے جواب میں کوئی وزن نہیں دیکھتا تھا۔ لیکن میں حیران تھا کہ محمد تیجانی سماوی جیسے نقاد بصیر نے جس نے انتہائی نقد و بصر کے بعد مذہب شیعہ اختیار کیا، اور ابھی تک اس نے مذہب شیعہ اختیار نہیں کیا تھا۔ وہ اس جواب سے کیسے مطمئین ہو گیا۔

اتفاق سے امسال میرا عمرہ کے سلسلہ میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جانا ہوا۔ میں کاروان ولی عصر سے وابستہ ہو کر گیا تھا۔ اور ہمارے امیر کارواں حجتہ الاسلام سرکار علامہ السید محمد عباس

نقوی صاحب تھے۔ ہم 21 ستمبر سے 26 ستمبر تک مکہ معظمہ میں رہے 26 ستمبر سے لیکر 30 ستمبر تک مدینہ منورہ اور 30 ستمبر کو پھر مکہ معظّمہ آ گئے اور 5۔ اکتوبر کو ہماری واپسی ہوئی۔

مدینہ منورہ کے قیام کے دوران مولانا محمد حسن جعفری صاحب آف ڈیرہ غازی خاں علامہ سید محمد عباس صاحب نقوی سے ملنے کے لئے آئے۔ خیر وعافیت دریافت کرنے کے بعد قومی موضوع پر باتیں ہوئیں۔ کچھ مذہبی گفتگو ہوئی۔ نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کے بارے میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر گفتگو ہوئی۔ منبروں پر جو کچھ بیان ہو رہا ہے اس پر گفتگو ہوئی۔ کچھ علماء کی ذمہ داریوں پر گفتگو ہوئی۔ اس مرحلہ پر علامہ سید محمد عباس نقوی صاحب نے مولانا محمد حسن جعفری آف ڈیرہ غازی خاں کا کارواں کے افراد سے تعارف کرایا اثناء گفتگو میں میں نے کہا کہ اب جو تشہد میں شہادت ثالثہ کے روکنے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں کیا اذان کا معاملہ بھی انہیں مرحلوں میں سے نہیں گزرا۔ اور اپنی گفتگو کو سمیٹتے ہوئے میں نے آیت اللہ باقر الصدر کا وہ جواب جو انہوں نے محمد تیجانی سماوی کو دیا تھا بیان کیا۔ اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس میں کیا وزن ہے۔ اس پر مولانا محمد حسن جعفری صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ نے محمد تیجانی سماوی کی اصل عربی کتاب جس کا کتاب تجلی ترجمہ ہے پڑھی ہے میں نے کہا نہیں، میں نے صرف ترجمہ پڑھا ہے۔ کہنے لگے کہ میرے پاس ان کی اصل عربی کتاب ہے۔ جس میں محمد تیجانی سماوی نے آیت اللہ باقر صدر کے مذکورہ جواب پر سخت تنقید کی ہے۔ لیکن اردو کے ترجمہ میں اسکا ترجمہ نہیں کیا گیا اور چھوڑ دیا گیا۔ اس سے محمد تیجانی سماوی کے بارے میں میری یہ ذہنی خلش دور ہو گئی کہ ایسے نقاد بصیر نے جو پوری تحقیق کے بعد سنی سے شیعہ ہوا ایسے بودے اور پھسپھسے جواب کو خاموشی کے ساتھ کیسے تسلیم کر لیا۔ جو واضع تاریخی حقائق کے خلاف تھا۔

بہر حال مولانا محمد حسن جعفری صاحب کے جواب سے میں اس لئے مطمئین ہو گیا

کیونکہ اب شیعہ مذہب پر شیخیت غالب آچکی ہے اور وہ یہی کام کر رہی ہے۔ کراچی سے من
لا یحضرہ الفقیہ کا ترجمہ شائع ہوا اور اس ترجمہ سے شیخ صدوق کا فصول اذان نقل کرنے کے
بعد جو بیان ہے اسے ترجمہ سے ساقط کر دیا ہے اُسکا ترجمہ ہی نہیں کیا اور اسے ترجمہ سے
مطلقاً نکال دیا ہے۔

مولانا فرمان علی صاحب کا ترجمہ قران جو اب شائع ہوا ہے اسکا ٹائٹل تو وہی
ہے۔ مترجم مولانا فرمان علی اور اسکی تقاریظ جو سات مجتہدین نے تحریر فرمائی ہیں وہ بھی وہی
ہیں جس سے انہوں نے سابقہ ترجمہ کی صحت کی تصدیق کی تھی لیکن جدید شائع شدہ ترجمہ
کے اندر سے ترجمہ بدل دیا گیا ہے۔ اور شیعہ مذہب کی کتابوں میں اسطرح سے تحریف
کا کام جاری ہے۔

بہر حال اذان میں شہادت ثالثہ کے اضافہ کے بارے میں ہمارے علماء کا طرز
عمل وہی ہے جو ہر قوم اور ہر مذہب کا ہے۔ یعنی جو کچھ مان لیا ہے، اور جس بات پر عمل پیرا
ہیں اسی کو ثابت کرینگے چاہے وہ کتنی ہی غلط کیوں نہ ہو۔

کچھ الفاظ کی مزید تشریح

آیت اللہ باقر صدر کے بیان سے ثابت ہے کہ ان کے نزدیک اذان میں علی ولی اللہ ہم خود
کہتے ہیں اور یہ اس لیے کہتے ہیں تا کہ یہ بتلائیں کہ جو اللہ کا دوست ہو اس پر تبرا نہیں کرنا
چاہیے یعنی اذان میں جو علی ولی اللہ کہا جاتا ہے وہ دوست کے معنی میں ہے اور ہم نے یہ
موقف اختیار کیا ہے کہ اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت علیؑ ولی اللہ ہیں لیکن یہ ان کے ساتھ
مخصوص نہیں ہے کیونکہ قران یہ کہتا ہے کہ ہر وہ شخص جو صحیح عقیدہ پر ایمان رکھتا ہے اور تقویٰ
اختیار کرتا ہے وہ خدا کا ولی ہے (یونس، 62-63) اور اسی لیے ہم سائر شہداء کی زیارت

میں پڑھتے ہیں السلام علیکم یا اولیاء اللہ و احباہ ۔اے اللہ کے دوستوں اور محبت کرنے والوں تم پر میرا اسلام پس ولی اللہ ہونا صرف حضرت علیؑ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر مومن و متقی ولی اللہ ہے تو کل ایمان اور امام المتقین کے ولی اللہ ہونے میں کسے کلام ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک حضرت علیؑ کا ولی اللہ ہونا دوست کے معنی میں بھی معمولی حیثیت کا نہیں ہے بلکہ ایک امتیازی شان رکھتا ہے چنانچہ جنگ خیبر میں جب آنحضرتؐ نے علم دینے کا اعلان فرمایا تو ارشاد ہوا"لاعطین هذا الرایة غداَ رجلاَ کراراَ غیر فرارِ یحب اللہ و رسوله و یحبه اللہ و رسوله" کل میں یہ علم اس شخص کو دونگا جو کرار وغیر فرار ہوگا اور وہ اللہ اور اسکے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اسکا رسولؐ اسے دوست رکھتے ہیں۔اور جب ایک عورت بھنا ہوا پرندہ آنحضرتؐ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر دے کر گئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا: بارالہا بھیج دے اس کو جو تیرے نزدیک محبوب ترین خلق ہے تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے اس موقع پر جو شان حضرت علیؑ کی نمایاں ہوئی وہ دوست ہونے میں بھی اور کسی کی نہیں ہے چنانچہ حضرت علیؑ اللہ کے دوست بھی ایسے دوست ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک ساری مخلوق میں کوئی ایسا دوست نہیں ہے۔

اور کلمہ میں جو علی ولی اللہ ہے یہ بھی حضرت علیؑ کی صفت کے طور پر بیان ہوتا ہے دراصل ہمارا کلمہ جسے ہم کلمہ کہتے ہیں یہ کلمات ہیں جو تین کلموں کا مجموعہ ہے اس میں "لا الہ الا اللہ" ایک مکمل کلمہ ہے جس سے توحید کا اقرار ہوتا ہے پھر محمد رسول اللہ بھی ایک مکمل کلمہ ہے جس سے آنحضرتؐ کی رسالت کا اقرار ہوتا ہے اس کے بعد ہم کہتے ہیں "علی ولی اللہ وصی رسول لله و خلیفته بلافصل" یہ بھی ایک مکمل کلمہ ہے اس میں علی موصوف ہے اور ولی اللہ مضاف و مضاف الیہ ملکر صفت ہے حضرت علیؑ کی اور یہ صفت و موصوف مل کر مبتدا ہے

جس کی خبر وصی رسول اللہ ہے یعنی اللہ کے ولی علی رسول کے وصی ہیں اور پھر واو تفسیری کے ذریعہ وصی کی وضاحت کیجاتی ہے کہ حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے بلافصل خلیفہ یعنی جانشین حقیقی ہیں ۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ جو وصی ہوتا ہے وہ بلافصل ہی ہوتا ہے اور چونکہ صحیح احادیث کی رو سے پیغمبرؐ کے بعد آنے والے بارہ آئمہ معصومین اوصیاء پیغمبرؐ ہیں یعنی پیغمبرؐ کے بعد ان کی ہی نیابت میں کار ہدایت انجام دینے والے ہیں لہذا حضرت علیؑ کے لیے خلیفہ بلافصل کے ذریعہ وضاحت کی جاتی ہے کہ پیغمبرؐ کے عین بعد کار ہدایت انجام دینے والے اوصیاء پیغمبرؐ اور آنحضرتؐ کے حقیقی جانشینوں میں حضرت علیؑ بلافصل ہیں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ پیغمبرؐ کے بعد ظاہری طور پر برسر اقتدار آنے والے پہلے خلیفہ ہیں کیونکہ ظاہری طور پر تو حضرت علیؑ کو اقتدار چوتھے نمبر پر ہی ملا تھا۔

ولی کے معنی کے بارے میں مختصر تحقیق

اس مقام پر قابل غور بات یہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک یقینی طور پر حضرت علیؑ ولی اللہ دوست کے معنی میں بھی اللہ کے ولی ہیں اور اگر حضرت علیؑ ولی اللہ نہ ہوں تو پھر اور کوئی بھی ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ تو پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ شیخ صدوق علیہ رحمہ نے اشھد ان علیا ولی اللہ کے اذان میں اضافہ کو مفوضہ کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ کہا کہ یہ مفوضہ نے اضافہ کیا ہے آخر شیعہ بھی تو یعنی اصلی شیعہ، سچے شیعہ بھی تو حضرت علیؑ کو ولی اللہ مانتے ہیں تو پھر شیخ صدوق نے اسے خود اصلی اور سچے شیعوں کی طرف سے اضافہ کیوں نہ سمجھا ؟ ۔

اسکی دو وجوہات ہیں پہلی تو وہی جو ہم نے سابق میں لکھی ہے کہ شیخ صدوق اپنے زمانے کے مفوضہ کو اچھی طرح سے پہچانتے تھے، اور انہیں اسی طرح اچھی طرح جانتے تھے جیسا کہ ہم آج پاکستان کے سرکردہ شیخی حضرات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں، اور اس وقت تک اذان میں اس اضافہ کا رواج انہیں مفوضہ تک ہوا تھا، اور دوسرے شیعوں میں اسکا رواج نہ

ہوا تھا، جیسا کہ آج تشہد میں شہادت ثالثہ کا رواج شیخیوں نے کیا جو فی الحقیقت مفوضہ ہیں اور تا حال انہیں لوگوں میں اس پر عمل ہے، جو حتماً شیخی ہیں یا شیخیوں کے فریب خوردہ ہیں، اور دوسرے شیعوں میں نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کا رواج نہیں پڑا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ شیخی حضرات منبروں پر کیا کیا کہ رہے ہیں۔ کیا کیا بیان کرر ہے ہیں۔ اسی طرح شیخ صدوق اچھی طرح سے جانتے تھے کہ مفوضہ حضرت علیؑ کے لئے تفویض کا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے کیا کیا دلائل پیش کرر ہے ہیں۔ ان میں سے ایک ان کا ولی اللہ ہونا ہے۔ اور وہ ولی اللہ کا معنی اللہ کا کار مختار کرتے تھے اللہ کی طرف سے تمام کام انجام دینے والا کرتے تھے جیسا کہ شیخ جعفر کبیر کاشف الغطاء نے اپنی کتاب کشف الغطاء میں لکھا ہے کہ یہ فقرہ جہنم کے سزاوار کافر مفوضہ کا گھڑا ہوا ہے، اور مفوضہ اس من گھڑت اضافہ سے یہ بتانا چاہتے تھے کہ خدا نے خلق کا نظام حضرت علیؑ کو سپرد کر دیا ہے۔ (کشف الغطاء۔ صفحہ 228)

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر ولی کے معنی کی تحقیق پیش کیجائے۔

لغت کی کتابوں میں ولی کے بتیس کے قریب معنی لکھے ہیں بعض نے اس سے کچھ کم لکھے ہیں، مرزا عبدالرسول احقاقی نے ولایت از دیدگاہ قران میں 16 معنی لکھے ہیں لیکن ہمارا واسطہ جن معنوں سے ہے وہ صرف تین ہیں۔

نمبر 1	ولی	بمعنی	دوست
نمبر 2	ولی	بمعنی	سر پرست و حاکم و فرمانروا
نمبر 3	ولی	بمعنی	مختار کار

اور عربی زبان میں مرکبات کی دو قسمیں ہیں۔

نمبر 1۔ مرکب تام: وہ مرکب جس سے مطلب پورا سمجھ میں آجائے۔

نمبر 2۔ مرکب ناقص: وہ مرکب جس سے مطلب پورا سمجھ میں نہ آئے پھر مرکب ناقص کی دو قسمیں ہیں۔

نمبر 1۔ مرکب اضافی: وہ مرکب ہے جس میں کوئی اسم دوسرے اسم کی طرف مضاف ہو۔

نمبر 2: مرکب توصیفی: وہ مرکب جس میں کسی اسم کی صفت بیان ہو۔

مرکب اضافی کی تعریف:۔ مرکب اضافی وہ مرکب ہے جس میں پہلے اسم کی جسے مضاف کہا جاتا ہے دوسرے اسم کے ساتھ جسے مضاف الیہ کہا جاتا ہے تعلق اور نسبت بیان کیجائے۔ اور جب اردو میں اس کا ترجمہ کیا جائے تو اس میں (کا۔ کے۔ کی) میں سے کوئی لفظ آئے۔ جیسے رسول اللہ۔ اللہ کا رسول، کتاب للہ۔ اللہ کی کتاب، صلواۃ الفجر۔ صبح کی نماز، اوراق الاشجار۔ درختوں کے پتے، قصر الملک۔ بادشاہ کا محل، مفتاح الباب۔ دروازے کی کنجی، ماء البحر۔ سمندر کا پانی۔ پس مرکب اضافی ایسے اسم کو کہتے ہیں جس میں پہلے اسم کی نسبت دوسرے اسم کی طرف ہوتی ہے اسی طرح ولی اللہ ہے جس کا معنی ہے اللہ کا ولی۔

اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ولی کے جن معنی سے ہمارا واسطہ ہے وہ تین ہیں نمبر 1۔ دوست نمبر 2۔ حاکم نمبر 3 مختار کار۔ لہذا اس مرکب اضافی کا مطلب ان تینوں معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یوں بنتے ہیں۔

نمبر 1	ولی اللہ	یعنی	اللہ کا دوست
نمبر 2	ولی اللہ	یعنی	اللہ کا سرپرست وحاکم
نمبر 3	ولی اللہ	یعنی	اللہ کا مختار کار

چونکہ مفوضہ حضرت علیؑ کو اللہ کا مختار کار کہتے تھے جنہیں اللہ نے اپنے تمام کام سپرد کردیئے ہیں اور وہی سارا نظام کائنات چلاتے ہیں لہذا جب اذان میں اس اضافہ کا رواج پڑا تو شیخ صدوق پہچان گئے کہ یہ مفوضہ کی کارستانی ہے جو ہر بحث میں ولی اللہ سے یہ دلیل

لاتے ہیں کہ وہ اللہ کے مختار کار ہیں اور انما ولیکم سے بھی وہ یہی معنی مراد لیتے ہیں۔

علاوہ ازیں اذان میں علی ولی اللہ اس معنی کو مراد لیکر اعلان کرنا کہ علی اللہ کے دوست ہیں کوئی وزن نہیں رکھتا کیونکہ ہر مومن ومتقی اللہ کا ولی ہے جیسا کہ خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"الا ان اولیآء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون الذین آمنوا وھم یتقون" (یونس 62-63)

ترجمہ۔ آگاہ رہو اس میں شک نہیں کہ دوستان خدا پر (قیامت میں) نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ آزردہ خاطر ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے تھے۔ (فرمان ترجمہ)

پس یہ بات قران سے ثابت ہے کہ ہر مومن ومتقی ولی اللہ ہے۔ یعنی سلمان فارسی ولی اللہ ہیں ابوذر غفاری ولی اللہ ہیں مقداد ولی اللہ ہیں عمار یاسر ولی اللہ ہیں اور شائد ہی کوئی شیعہ ایسا ہو جس نے کبھی سائر شہدا کی زیارت نہ پڑھی ہو۔ جس کا پہلا جملہ ہی یہ ہے:

السلام علیکم یا اولیاء اللہ واحبائہ

یعنی سلام ہو میرا تم پر اے اللہ کے ولیوں اور اللہ سے محبت کرنے والوں۔

پس حضرت عباس ولی اللہ ہیں حضرت علی اکبر ولی اللہ ہیں حضرت قاسم ولی اللہ ہیں حضرت حبیب ابن مظاہر ولی اللہ ہیں حضرت زہیر ابن قین ولی اللہ ہیں حضرت بریر ہمدانی ولی اللہ ہیں حتی کہ حر اور حر کا غلام، بھائی اور بیٹا اور کربلا میں شہید ہونے والے سارے شہدا سب کے سب ولی اللہ ہیں اور ان ہستیوں کے ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہونے میں کسے کلام ہو سکتا ہے جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہونا حضرت علیؑ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور جب تمام شہدا ولی اللہ ہیں اور ہر مومن ومتقی بھی ولی اللہ ہے تو حضرت علی علیہ السلام کے ولی اللہ یعنی اللہ کا

دوست ہونے کا اقرار کرنا عقیدے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اور نہ صرف اذان میں اقرار کرنا یا تشہد میں اقرار کرنا، بلکہ ویسے ہی اقرار کرنا بھی کسی عقیدے کے اقرار کی بات نہیں ہے۔ اور نہ ہی اللہ کا دوست ہونا صرف اور صرف حضرت علیؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ بات تو صرف دوسرے حقائق وواقعات کو بیان کرنے کی طرح ہے۔

پس چونکہ مفوضہ علی ولی اللہ سے یہ معنی مراد لیتے تھے کہ علیؑ خدا کے مختار کار ہیں جنہیں اللہ نے اپنے کام سپرد کردیئے ہیں۔ اور خلیفۃ اللہ کے معنی بھی وہ یہی کرتے تھے کہ حضرت علیؑ خدا کے جانشین ہیں۔ یعنی اللہ کی طرف سے اس کے کام انجام دیتے ہیں لہذا آل بویہ کی حکومت کے قیام کے بعد انہوں نے اپنے اس عقیدے کی اشاعت کے لئے اسے اذان میں کہنا شروع کردیا۔

مفوضہ کے اس اضافہ کو بعد میں صوفی شیعوں اور شیخیوں نے بڑی شدومد کے ساتھ رواج دیا یہانتک کہ حضرت علیؑ کی محبت میں دوسرے شیعوں نے بھی اسے اپنالیا۔ اور آخر سب کا معمول بن گیا۔

چونکہ دوسرے شیعہ ولی اللہ بمعنی اللہ کا مختار کار نہیں مان سکتے تھے اور ولی اللہ بمعنی اللہ کا دوست ہونا حضرت علیؑ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس میں عقیدے کی کوئی بات ہے۔ لہذا انہوں نے اپنے دل کو تسلی دینے کے لئے اس کے معنی حاکم سمجھ لئے۔ حالانکہ ولی اللہ مرکب اضافی ہے اور اس مرکب اضافی میں اگر ولی کے معنی حاکم لئے جائیں تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ اللہ محکوم ہے اور حضرت علی اس کے حاکم ہیں ولی اللہ یعنی اللہ کا حاکم۔

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ روسائے مذہب شیخیہ نے بعض الفاظ کے غلط معنی کر کے اپنے عقیدے کے لئے دلیل بنایا تھا، اسے شیعوں نے بغیر سوچے سمجھے فضیلت سمجھ کر اپنالیا مثلاً انہوں نے عالمین کے معنی اپنی مرضی سے کئے اور نذیراً للعالمین کے معنی یہ کئے کہ

وہ جمادات ونباتات کے حیوانات کے اورانسانوں کے لئے نذیر ہیں اور سب کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں چنانچہ شیخ احمد احسائی نے شرح زیارت کے صفحہ 60 پر سطر 13 سے آگے یہ لکھا ہے کہ قران یہ کہتا ہے کہ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه۔ یعنی ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر خود اسکی اپنی قوم کی زبان میں ،جس کی طرف وہ رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔اور تمام جمادات کوتمام نباتات کوتمام حیوانات کواور انسانوں کوعلیحدہ قوم شمار کیا اور پیغمبر اکرمؐ کی علیحدہ نوع ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل قائم کی کہ وہ تمام عالمین کے رسول ہیں پس جب وہ انسانوں کی ہدایت کیلئے مامور ہوتے ہیں تو انسانوں کے لباس میں نزول فرماتے ہیں اور انکی زبان مین گفتگو کرتے ہیں جب وہ حیوانوں کی ہدایت کے لئے مامور ہوتے ہیں تو حیوانوں کے لباس میں نزول فرماتے ہیں اور انکی زبان میں گفتگو کرتے ہیں۔(میں نے حیوانوں کی اقسام لکھنے سے اپنے قلم کوروک لیا ہے)اور اسی طرح نباتات وجمادات میں نزول فرماتے ہیں اور اسے اسکی زبان میں ہدایت کرتے ہیں اور اسی چیز کو ہمارے ذاکرین ہمارے منبروں پر اس طرح بیان کررہے ہیں کہ محمد وآل محمد پیدا نہیں ہوتے بلکہ نازل ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہماری ردشیخیت میں لکھی ہوئی کتابیں۔

اسی طرح عالین کے معنی غلط کئے اور اس کے بلند مرتبہ ہستیاں ذہن نشین کرائیں اور اس طرح انکی جداگانہ نوع ثابت کرنے کے لئے انہیں عالین کہا۔اور اسے محمد وآل محمد کے فضائل کے طور پر بیان کیا۔اور ہم نے اپنی کتاب ''امامت قران کی نظر میں'' میں تفصیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ عالین کے معنی ہرگز ہرگز بلند مرتبہ ہستیاں نہیں ہے۔ بلکہ عالین کے معنی باغی ہیں ،سرکش ہیں ،نافرمان ہیں۔لیکن مبلغین مذہب شیخیہ محمد وآل محمدؐ کو فضائل کے عنوان سے منبروں پر عالین کہتے رہے اور سامعین سے داد لیتے رہے یعنی محمد وآل محمدؐ

کو باغی وسرکش ونافرمان کہہ کر گالیاں دلواتے رہے۔ خود فضیلت بیان کرنے والے بنے رہے اور دوسروں کو مقصر اور منکر فضائل علیؑ قرار دیتے رہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب (امامت قران کی نظر میں)۔

اسی طرح شیعہ علیاً ولی اللہ سے یہ معنی تو مراد نہیں لے سکتے تھے کہ علی اللہ کے مختار کار ہیں اور کائنات کا سارا نظام چلانے والے وہی ہیں، علیاً ولی اللہ کے معنی اللہ کے دوست کرنے میں بھی کوئی وزن دکھائی نہیں دیا، لہذا اپنے دل کو راضی کرنے کے لئے اس میں ولی کے معنی حاکم سمجھ لئے اس میں شک نہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب پیغمبرؐ کے بعد مومنین پر خدا کے مقرر کردہ حاکم وفرمانروا ہیں اور مومنین پر خدا کی طرف سے صرف ان ہی کی اطاعت فرض ہے جس کا پیغمبرؐ نے غدیر خم کے دن واضح الفاظ میں اعلان فرمایا تھا کہ:

"معاشر الناس ان علیا والطیبین من ولدی هم الثقل الاصغر والقران هو الثقل الاکبر فکل واحد منبی عن صاحبه وموافق له لن یفترقا حتی یرد علی الحوض امناء الله فی خلقه وحکامه فی ارضه............ولا تحل امرة المومنین بعدی لاحد غیره"

اے لوگو یہ علی اور جتنے میری اولاد میں سے معصوم ہیں وہ سب ثقل اصغر ہیں اور قران ثقل اکبر ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھ والے کے حالات سے آگاہی دینے والا ہے اور اس سے موافقت کرنے والا ہے یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں یہ خدائے تعالیٰ کی مخلوق میں اس کے امین ہیں اور اس کی زمین میں اس کے مقرر کیے ہوئے حاکم ہیں ------۔اور میرے بعد مومنین کی امارت وفرمانروائی اسکے سوا کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ ولی کے معنی سرپرست وحاکم و فرمانبردار کے بھی ہیں

اور یقیناً حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب مومنین کے ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا ہیں۔ لیکن قران کریم میں اس لفظ ولی کی اضافت خود مومنین کی طرف ہے اور قران وحدیث میں اس کے لئے "کم" کی ضمیر مخاطب کو مضاف الیہ بنایا گیا ہے۔ قران

میں ارشاد ہوا ہے:

"انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلواۃ ویوتون الزکواۃ وھم راکعون"۔(القرآن)

"سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا صرف اور صرف اللہ ہے اور اسکا رسول ہے اور رسول کے بعد وہ ہے جس نے حالت رکوع میں زکواۃ دی"۔

اس آیت میں دو حصر ہیں۔

نمبر 1۔ انما کا حصر

نمبر 2۔ ولیکم میں واقع "کم" ضمیر متصل جمع مخاطب کا حصر ان دونوں حصروں کی موجودگی میں مطلب اس آیت کا یہ ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول کے بعد حالت رکوع میں زکواۃ دینے والے کے سوا تمہارا اور کوئی ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا نہیں ہے۔ کیونکہ انما کے حصر کی موجودگی میں ولی کے معنی دوست نہیں ہو سکتے۔

اور "کم" کے ضمیر متصل جمع مخاطب کی موجودگی میں ولی کے معنی اللہ کا مختار کار یا کارندہ نہیں بنتے کیونکہ یہ وہ ولایت ہے جو صرف مومنین پر ہے کافروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے ایمان لائیں اور پھر انکی ولایت کو تسلیم کریں۔ اس کے باوجود تمام اہل سنت اور تمام صوفی اس آیت میں واقع لفظ ولی کا معنی دوست کرتے ہیں تا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں قائم ہونے والی حکومت کو تحفظ مل سکے۔

اور تمام مفوضہ اور تمام روسائے مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت اور تمام پیروان مذہب شیخیہ اس "ولیکم" میں واقع لفظ ولی کا معنی ولایت تکوینی اور ولایت کلیہ مطلقہ الہیہ کرتے ہیں یعنی اللہ کے تمام کام سرانجام دینے والے مختار کار تا کہ اس سے انکے عقیدہ تفویض کو تحفظ حاصل ہو سکے ملاحظہ ہو "ولایت از دیدگاہ قران" از مرزا عبدالرسول احقاقی اور ہمارا جواب

"ولایت قران کی نظر میں"۔

حضرت علیؑ کی ولایت کے بارے میں احادیث

شیعہ جعفریہ اثنا عشریہ کی مستند کتابوں کے علاوہ پیغمبر صلعم کی وہ احادیث جن میں علیؑ کے ولی ہونے کا بیان ہے اہل سنت کے بزرگ علماء و مفسرین و محدثین نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے دو احادیث بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

"قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم. ان علیاً منی و انا من علی وهو ولی کل مومن من بعدی"۔ (مسند ابی داؤد ص 111 حدیث 829۔ مسند امام احمد حنبل الجزء الاول ص 331۔ مستدرک الحاکم الجزء الثالث)

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے اس حدیث میں دو باتیں واضح طور پر بیان کی گئی ہیں نمبر 1۔ "ولی کل مومن" یعنی وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔ کافروں کے لئے نہیں۔

نمبر 2۔ "من بعدی" یعنی وہ مومنین کے بھی میرے بعد ولی ہونگے۔

اسکا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ اب مومنین کے بھی ولی نہیں ہیں حالانکہ علی پیغمبرؐ کے زمانے میں بھی دوست کے معنی میں مومنین کے ولی تھے۔ لیکن تمام اہل سنت "من بعدی" یعنی میرے بعد کے واضح الفاظ کے باوجود لفظ ولی کے معنی دوست ہی کرتے ہیں۔

صحیح ترمذی میں یہ روایت اس تفصیل کے ساتھ آئی ہے کہ یمن سے واپسی پر کچھ اصحاب نے حضرت علیؑ کی پیغمبر اکرم صلعم سے ایک بات کی شکایت کی تو آنحضرت کو اس پر غصہ آ گیا

"فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم والغضب يعرف في وجهه فقال ماتريدون من علي ،ماتريدون من علي ،ماتريدون من علي ،علي مني وانا منه وهوولي كل مومن من بعدي"۔ (ترمذی شریف باب فضائل علی)

ترجمہ۔ پس رسول اللہ ان شکایت کرنے والوں کی طرف پلٹ پڑے اور غضب آپ کے چہرہ مبارک سے نمایاں تھا فرمایا کہ تم علی کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو،تم علی کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو،تم علی کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو (یہ تین مرتبہ کہا) علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد تم سب مسلمانوں کا ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا ہے۔

اس تاکید کے ساتھ ''ھوولی کل مومن من بعدی'' کہنے کے باوجود تمام اہل سنت ''ولی کل مومن من بعدی'' کا ترجمہ ''وہ میرے بعد تم سب مسلمانوں کا دوست ہے'' ہی کرتے ہیں اور چونکہ ''من بعدی'' کے ہوتے ہوئے ولی کل مومن کا ترجمہ دوست نہیں ہوسکتا لہذا صاحب مشکواۃ نے اس حدیث سے ''من بعدی'' ہی اڑادیا اور یوں لکھا: ''علی منی وانا منہ وھوولی کل مومن''، یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کا دوست ہے ۔چونکہ صاحب مشکواۃ جانتے تھے، کہ من بعدی کے ہوتے ہوئے ولی کا ترجمہ دوست نہیں ہوسکتا۔لہذا انہوں نے پیغمبر اکرم صلعم کی اس حدیث میں تحریف کرتے ہوئے ''من بعدی'' اڑایا ،لیکن چونکہ مشکواۃ شریف صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث کا مجموعہ ہے،لہذا وہ ہر حدیث کے آگے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اُس کتاب سے نقل کی گئی ہے۔ چنانچہ اس حدیث کے بارے میں انہوں نے اس سے آگے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ''رواہ الترمذی''،یعنی اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی میں ''ھوولی کل مومن من بعدی'' ہے اس طرح صاحب مشکواۃ کی تحریف پکڑی گئی۔افسوس کی بات یہ ہے کہ جب کوئی مذہب کسی غلط بات کو اپنا لیتا ہے تو اپنی ہی کتابوں میں تحریف کرنے پر اتر آتا ہے جیسا کہ ہمارے یہاں بھی

کراچی سے من لا یحضرہ الفقیہ کا جو ترجمہ شائع ہوا ہے اس سے شیخ صدوق کا وہ بیان نکال دیا ہے جس میں انہوں نے اذان میں شہادت ثالثہ کے اضافہ پر مفوضہ پر لعنت بھیجی ہے۔

بہر حال حضرت علی علیہ السلام کی وہ ولایت جو خدا کی طرف سے مومنین پر فرض اور واجب کی گئی ہے وہ ''ولیکم'' والی ولایت ہے، جسکا ترجمہ تمام اہل سنت دوست کرتے ہیں لیکن سقیفہ بنی ساعدہ میں قائم ہونے والی حکومت کو تحفظ دینے کے لئے اور مسلمانوں کے ذہنوں سے ''ولیکم'' کا اصل مطلب اور مفہوم نکالنے کے لئے اہل سنت نے بھی اور اہل سنت کے صوفیوں نے بھی حضرت علی کے ولی اللہ ہونے کا ایسا پروپیگنڈہ کیا اور ان سے ولایت کا خرقہ اپنے تک کھینچ کر لانے کے لئے اور خود ولی اللہ کہلانے کے لئے، ایسی ایسی روایات گھڑیں جن میں علیاً ولی اللہ ہی نظر آتا ہے۔ ''ولیکم من بعدی'' یا ولی کل مومن من بعدی'' کا مفہوم کہیں نظر نہیں آتا اور انہیں صوفیوں کی گھڑی ہوئی روایات سے شیعہ مصنفین نے دھوکا کھایا اور فضائل علی سمجھ کر انہیں اپنی کتابوں میں نقل کر لیا۔

اور چونکہ شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت اپنی تفویض کو درست کرنے کے لئے ''ولیکم'' میں ''کم'' کی ضمیر متصل جمع مخاطب کے باوجود اور حدیث میں واقع ''من بعدی'' کے باوجود ولی کا معنی ولایت تکوینی اور ولایت مطلقہ کلیہ الیہ کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو'' ولایت از دیدگاہ قران جلد اول'' عبد الرسول احقاقی۔ اور ہمارا جواب'' ولایت قران کی نظر میں'')

لہذا ان کے نزدیک ولی اللہ کا مفہوم یہ ہے کہ علی اللہ کے مختار کار ہیں اور خدا نے اپنے تمام کام انہیں سپرد کر دیئے ہیں، لہذ رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا عبد الرسول احقاقی نے اپنی کتاب ولایت از دیدگاہ قران، جلد اول میں اس مطلب کو ثابت کرنے کے لئے یہ روایت نقل کی ہے کہ:۔ جب خدا نے قلم کو پیدا کیا تو اس سے فرمایا کہ لکھ اس نے کہا کہ کیا لکھوں فرمایا لکھو:

لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله

اس کے بعد قلم کو حکم دیا کہ بہشت کے درختوں کے تمام پتوں پر تمام آسمانوں پر تمام پہاڑوں پر زمین پر اور درختوں کے پتوں پر لکھ

لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله

اس کے بعد آگے چل کر لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے شب معراج دیکھا کہ بہشت کے آٹھوں دروازوں پر نور سے لکھا ہوا ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله

اور پانچویں پر اس کے علاوہ یہ لکھا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ خدا کی مضبوط رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھامے وہ یہ کہے

لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله

اس مقام پر باپ اور بیٹے کی تضاد بیانی ملاحظہ ہو کہ مرزا حسن الحائری الاحقاقی نے تو احکام الشیعہ میں یہ لکھا تھا کہ ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" لکھا تھا لیکن فرزند یعنی عبدالرسول احقاقی نے یہ لکھا ہے کہ ہر جگہ

لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله لکھا تھا

دیکھا آپ نے خدا نے قران میں تو علیؑ کو ولیکم کہا تھا جس کے معنی حتماً تمہارا ولی تمہارا سرپرست، تمہارا حاکم تمہار فرمانروا ہے اور پیغمبر نے ولیکم من بعدی کہا تھا جس کے معنی حتماً میرے بعد تمہارا ولی تمہارا سرپرست تمہارا حاکم اور تمہارا فرمانروا ہے یا ولی کل مومن من بعدی کہا تھا۔ جس کا معنی حتمی طور پر یہ ہیں کہ علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہر مومن کا سرپرست اور ہر مومن کا حاکم و فرمانروا ہے، لیکن اس ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی کو ذہنوں سے اتارنے کے لئے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں قائم ہونے والی حکومت کو تحفظ

دینے کے لئے اور دوست کے معنی ذہنوں میں پختہ کرنے کے لئے اہل سنت کے صوفیوں نے تو فضائل کے عنوان سے عرش کے پایوں پر لکھوایا علی ولی اللہ درختوں کے پتوں پر لکھوایا علی ولی اللہ آسمانوں پر لکھوایا علی ولی اللہ زمین پر لکھوایا علی ولی اللہ پہاڑوں پر لکھوایا علی ولی اللہ اب یہ ساق عرش پر لکھا ہوا ہے یا نہیں۔ بہشت کے درختوں کے پتوں پر لکھا ہوا ہے یا نہیں۔ زمین پر لکھا ہوا ہے یا نہیں پانی کے سرچشموں پر لکھا ہوا ہے یا نہیں۔ تمام درختوں کے پتوں پر لکھا ہوا ہے یا نہیں لیکن اہل سنت صوفیوں نے ولی کے معنی دوست ذہنوں میں بٹھانے کے لئے اور ولیکم من بعدی اور ولی کل مومن من بعدی کا صحیح مفہوم ومطلب حاکم وفرمانروا ذہنوں سے محو کرنے کے لئے علی ولی اللہ کا فضائل کے عنوان سے اتنا پروپیگنڈہ کیا کہ یہ شیعوں کے دلوں میں اتر گیا۔ انہوں نے علی ولی اللہ کو اتنا پختہ کیا کہ شیعہ بھی ولی اللہ ہی کہنے لگ گئے اور وہ بھی ولیکم من بعدی بھول گئے اور انہیں بھی صرف ولی اللہ یاد رہ گیا۔

اذان میں علی ولی اللہ اقامت میں علی ولی اللہ کلمہ میں علی ولی اللہ اور اب نماز کے تشہد میں علی ولی اللہ کہنے پر زور ہے۔

مجھ سے ایک شیعہ نے بحث کرتے ہوئے کہا کہ قران میں لکھا ہے کہ نماز کے تشہد میں علی ولی اللہ پڑھا کرو میں نے کہا۔ کہاں لکھا ہے۔ فرمایا: انما ولیکم اللہ۔ الخ میں نے کہا یہ تو ولیکم کہا ہے ولی اللہ تو نہیں کہا۔ انکو تمہارا ولی تمہارا سرپرست تمہارا حاکم وفرمانروا بنایا ہے اور انکی اطاعت کا حکم دیا ہے لہذا انکی اطاعت کرو۔

بہرحال جب مفوضہ نے اپنے مطلب کو رواج دینے کے لئے اذان میں علی ولی اللہ کا اضافہ کرلیا تو باقی کے شیعوں نے بھی حضرت علی کی محبت میں اسے بلا حیل وحجت قبول کرلیا۔ بزرگ علماء شیعہ چیختے رہے مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ اگر کسی بزرگ شیعہ عالم نے سختی کے ساتھ اسے روکنے کی کوشش کی تو اس پر سنی ہونے کی تہمت لگا دی گئی۔

بالاخر جب شیعہ مجتہدین عظام اور مراجع عالیقدر شیعیان جہاں نے یہ دیکھا کہ شیعہ قوم اب ان کے روکنے سے رکنے والی نہیں ہے۔تو وہ اس بات پر تو ڈٹ گئے کہ اذان واقامت میں علی ولی اللہ کہنا جزو اذان واقامت نہیں ہے۔لیکن اپنے موقف میں تھوڑی سی لچک پیدا کرلی اور یہ کہا کہ اگر کوئی کہنا چاہے تو قربت کی نیت سے کہہ لے۔کسی نے کہا کہ ایمان کا جزو سمجھ کر کہہ لے۔کسی نے کہا مستحب سمجھ کر کہہ لے وغیرہ وغیرہ۔غرض ہر ایک کی علیحدہ تجویز تھی اور علیحدہ رائے تھی۔

چونکہ علی ولی اللہ کے مضاف ومضاف الیہ ہونے کی حیثیت سے یا اللہ کا دوست معنی بنتے ہیں یا اللہ کا مختار کار معنی بنتے ہیں جسے اللہ نے اپنے تمام کام سپرد کردیئے ہیں یا اللہ کا حاکم معنی بنتے ہیں یعنی علیؑ حاکم ہے اور اللہ محکوم۔

پس صوفیا کی طرف سے ولی پر زور اس لئے ہے تاکہ ولی کے معنی دوست اچھی طرح سے ذہنوں میں بیٹھ جائیں اور انکی ولایت کا راستہ کھل جائے۔

اور مفوضہ اور شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کا ولی اللہ پر زور اس لئے ہے تاکہ وہ اپنی تفویض کو ولایت تکوینی اور ولایت مطلقہ کلیہ الٰہیہ کے نام سے درست کرسکیں اور حضرت علی کے خالق ورازق ومحی وممیت اور مدبر کائنات یعنی ساری کائنات کا نظام چلانے والا ہونے کے عقیدہ کو شیعہ عوام کے ذہنوں میں پختہ کرسکیں۔

اور شیعہ عوام نے اپنے دل کو اس خیال سے تسلی دے لی کہ علی ولی اللہ کے معنی یہ ہیں کہ علی اللہ کے ولی ہیں اسکی مخلوق پر۔اور یہ واحد مقام ہے مرکب اضافی کا اس طریقے سے ترجمہ کرنے کا۔ورنہ ولی اللہ کے مرکب اضافی میں اگر ولی کے معنی سرپرست وحاکم لئے جائیں تو اس کے معنی اللہ کی مخلوق پر اللہ کے ولی یعنی سرپرست وحاکم نہیں بنتے بلکہ اس کا معنی مرکب اضافی کے صحیح معنی کے اعتبار سے یہ بنتے ہیں کہ علی اللہ کا سرپرست وحاکم ہے اور اللہ

کوئی طفل صغیر اور محکوم ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے ولی الطفل ۔ بچے کا سرپرست لہذا شیعہ اس معنی کا تصور کر کے عالین کے معنی کی طرح اپنے دل کو خوش کر لیتے ہیں، ورنہ مرکب اضافی صرف مضاف کی مضاف الیہ کی طرف نسبت و تعلق کو ظاہر کرتی ہے مثلاً صلواۃ الفجر، صبح کی نماز۔ اوراق الاشجار، درختوں کے پتے۔ کلب الجار، پڑوسی کا کتا۔ قصر الملک، بادشاہ کا محل۔ مفتاح الباب، دروازے کی کنجی۔ کتاب اللہ، اللہ کی کتاب۔ رسول اللہ، اللہ کا رسول ۔ ماء البحر، سمندر کا پانی۔ عبد اللہ، اللہ کا بندہ۔ جزاء لاحسان، احسان کا بدلہ۔ شھر رمضان، رمضان کا مہینہ۔ بیت العنکبوت، مکڑی کا گھر۔ عباد الرحمن، رحمٰن کے بندے۔ وغیرہ وغیرہ

پس علی ولی اللہ میں، ولی اللہ کے مرکب اضافی کا معنی اگر سرپرست و حاکم لیا جائے تو اس کا معنی تمام مخلوق پر اللہ کا ولی ہیں نہیں بنتا، یہاں مخلوق کا کوئی ذکر نہیں ہے، ولی مضاف ہے اللہ کی طرف، پس اس اضافت کے پیش نظر اس کے معنی یا اللہ کا دوست ہونگے، یا اللہ کا مختار کار ہونگے، یا اللہ کا سرپرست و حاکم ہونگے، مخلوق کا نہیں۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ اضافت معنوی میں حرف جر مقدر ہوتا ہے اور عام طور سے تین حروف جارہ مقدر مانے جاتے ہیں۔

نمبر 1۔ من　　　نمبر 2۔ فی　　　نمبر 3۔ لام

اور حرف من عام طور سے اُس وقت مقدر ہوتا ہے جب مضاف، مضاف الیہ کی جنس سے ہو مثلاً "خاتم فضۃٍ" یعنی چاندی کی انگوٹھی۔ دراصل یہ "خاتم من فضۃٍ" تھا ظاہر ہے یہاں خاتم یعنی انگوٹھی مضاف الیہ فضہ یعنی چاندی کی جنس ہے یعنی چاندی کی بنی ہوئی ہے۔ لہذا اگر ولی اللہ کو اضافت معنوی مان کر علی ولی من اللہ کے لحاظ سے معنی کئے جائیں تو اس طرح بھی مذہب شیعہ کے عقیدے کا ہی اعلان ہوگا کیونکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ محمد و آل محمد کا نور اللہ کے نور میں سے اس طرح نکلا جس طرح سورج

نکلتی ہیں اور شیخ احمد احسائی کا علل اربعہ کا فلسفہ یہیں سے چلتا ہے لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ قرآن کریم میں ولی کی جمع اولیاء جہاں بھی اللہ کے ساتھ مضاف ہوا ہے اُس کے معنی حتمی طور پر اللہ کے دوست ہیں اور لفظ ولی واحد کے صیغے میں اکیلا اللہ کے ساتھ مضاف ہوکر سالم قرآن میں کہیں بھی بیان نہیں ہوا۔ البتہ پیغمبر اکرم صلعم کیلئے بھی اور حضرت علیؑ کے لئے بھی قرآن کریم میں بھی اور احادیث میں بھی جہاں بھی لفظ ولی بمعنی حاکم آیا ہے تو وہ خود مومنین سے خطاب ہے اور اُس میں ''ولیکم'' کہا گیا ہے یعنی اے مومنین تمہارا ولی وسرپرست وحاکم اور ولی اللہ کے معنی تمام مخلوق پر اللہ کا ولی ماننے سے مومنین کے علاوہ کافروں کا بھی اور انسانوں کے علاوہ جمادات پر بھی اور نباتات پر بھی اور حیوانات پر بھی اللہ کا ولی ماننا پڑے گا جو مکلّف نہیں ہیں جبکہ شیخ احمد احسائی اُنہیں مکلّف قرار دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ وہ ہر نوع کے نبی وامام ہیں اور وہ نوع کے لباس میں اُتر کر اُن کی شکل میں اُن کے پاس جا کر اُن کی زبان میں اُن کو خطاب کرتے ہیں اور چونکہ اُسے مفوضہ نے اذان میں داخل کیا ہے اور شیخیوں نے اسے رواج دینے میں اپنی ہمتیں صرف کی ہیں ۔ لہذا علی ولی من اللہ قرار دے کر تمام مخلوق پر اللہ کا ولی قرار دینے سے بھی مذہب شیخیہ کے عقیدے کا ہی اعلان ہوگا کیونکہ وہ تو ولیکم من بعدی سے بھی ولایت تکوینی اور ولایت مطلقہ کلیہ الیٰہیہ مراد لیتے ہیں ملاحظہ ہو ولایت از دیدگاہ قرآن جلد اول از عبد الرسول احقاقی ۔

اور جو حضرات یہ سوچتے ہیں کہ یہ مرکب ایسا ہی ہے جیسا کہ رسول اللہ یعنی اللہ کا بھیجا ہوا رسول ۔ تو اس میں بھی رسول کی اضافت اللہ کی طرف ہے، اور خود رسول کا لفظ اپنے معنی کے ساتھ قائم ہے ۔ اس کے ساتھ بھیجا ہوا لگانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اللہ کا رسول ، بھیجا ہوا کہنے کے بغیر ہی اپنی نسبت اللہ کی طرف ظاہر کرتا ہے ۔ یعنی صرف اللہ کا رسول کہنے سے مطلب پورا ہو جاتا ہے ۔ بھیجا ہوا کہنے کی ضرورت نہیں ۔

ذراوہ حضرات جو ولی اللہ کا ترجمہ تمام مخلوق پر اللہ کے ولی کرتے ہیں وہ اس بات پر غور کریں کہ اگر ولی کے معنی سرپرست وحاکم مراد لے کر۔ولی الطفل کی طرح ،اللہ کا سرپرست وحاکم کی عربی بنانی ہو تو ولی اللہ کے علاوہ اور کیا فقرہ بنائیں گے۔یعنی علی اللہ کا سرپرست وحاکم ہے اور اللہ محکوم ہے۔(نعوذ باللہ،ثم نعوذ باللہ)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے غدیر خم کے مقام پر کس بات کا اعلان کیا؟

علامہ طبرسی نے خطبہ غدیر کو اپنی کتاب احتجاج میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ہم اس کے صرف تین اقتباسات ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

نمبر 1۔ پیغمبر اکرم صلعم نے آیہ بلغ کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: "معاشر الناس ماقصرت فی تبلیغ ماانزله الحق وانا مبین لکم سبب هذه الایة ان جبرئیل علیه السلام هبط الی مراراَ ثلاثا یا مرنی عن السلام ربی وهو السلام ان اقوم فی هذا المشهد فاعلم کل ابیض واسود ان علی ابن ابی طالب اخی ووصی وخلیفتی والامام من بعدی ،الذی محله منی محل هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی وهو ولیکم بعدالله ورسوله وقدانزل الله تبارک وتعالیٰ علی بذالک آیة من کتابه انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلواة ویوتون الزکواة وهم راکعون وعلی ابن ابی طالب اقام الصلواة واتی الزکواة وهو الراکع"۔(احتجاج طبرسی۔خطبہ غدیر)

ترجمہ:۔ اے لوگوں جو کچھ اس نے نازل کیا ہے میں نے اس کے پہچانے میں کوتاہی نہیں

کی اور اب میں اس آیت کی شان نزول بھی تمہارے لئے واضح طور پر بیان کرتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تین مرتبہ آئے اور یہ حکم لائے، سلام کے ساتھ میرے رب کی طرف سے، جو خود سلام ہے، اور سلام کا مبدء ہے، کہ میں اس مقام پر کھڑے ہوکر، ہر گورے اور کالے کو، یہ اطلاع دوں کہ علی ابن ابی طالب میرے بھائی، میرے وصی ،میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں، جن کی منزلت اور نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی، فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کے بعد تم سب کا ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا ہے۔ اس بارے میں اللہ تبارک تعالیٰ اپنی کتاب میں ایک آیت مجھ پر نازل فرما چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ: سوائے اسکے نہیں کہ تمہارا ولی اللہ ہے اور اسکا رسول ہے اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں اور علی ابن ابی طالب نے اقامہ صلواۃ کیا۔ اور حالت رکوع میں زکواۃ دی۔ (احتجاج طبرسی۔ خطبہ غدیر)

نمبر 2۔ اس کے بعد پیغمبر اکرم صلعم نے آیہ بلغ کی تلاوت کی اور فرمایا: "فاعلموا معاشر الناس ان الله قد نصبه لكم وليا واماما مفترضة طاعته على المهاجرين والانصار وعلى التابعين لهم باحسان ،وعلى البادى والحاضر ،وعلى الاعجمى والعربى، والحر، والمملوک، الصغير والكبير ،وعلى الابيض وعلى الاسود، وعلى كل موحد، ماض حكمه، جائز قوله. نافذ امره، ملعون من خالفه ،مرحوم من تبعه ،ومن صدقه فقد غفر الله له، ولمن سمع منه واطاع له"۔ (احتجاج طبرسی۔ خطبہ غدیر)

ترجمہ:۔ اے لوگوں سمجھ لو کہ اللہ نے یقیناً تمہارے واسطے اسکو ولی وسرپرست وحاکم

وفرمانروا اور امام معین ومقرر اور نصب کیا ہے، جس کی اطاعت مہاجرین وانصار پر اور ان تمام لوگوں پر لازم ہے، جو نیکی میں ان کے تابع ہیں۔ان پر بھی جو جنگلوں میں رہتے ہیں اوران پر بھی جو شہروں میں رہتے ہیں، اسی طرح ہر عجمی پر، اور ہر عربی پر، آزاد پر بھی اور غلام پر بھی، ہر چھوٹے پر اور ہر بڑے پر، ہر گورے پر اور ہر کالے پر، اور ہر اس شخص پر، جو خدا کی توحید پر ایمان رکھتا ہے، اسکا حکم جاری ہوگا۔اسکی بات ماننی واجب ہوگی اور اسکا فرمان نافذ ہوگا۔جو اسکی مخالفت کریگا اس پر خدا کی لعنت ہے اور جو اس کی پیروی کریگا وہ رحمت کا مستحق ہوگا۔اور جو اسکی تصدیق کریگا اللہ یقیناً اس کو بخش دے گا۔ایسے شخص کو اللہ نے قابل مغفرت قرار دیا ہے۔اور اس شخص کو بھی جو علیؑ کی بات سنے گا اور اسکی اطاعت کریگا۔

(احتجاج طبرسی۔خطبہ غدیر)

آپ اس بیان میں پیغمبر اکرم صلعم نے کتنی فصاحت کے ساتھ ولیکم کے معنی سمجھائے ہیں پھر بھی کوئی اس کے معنی دوست یا خدا کا مختار کار کرے تو یہ اسکی ہٹ دھرمی ہے

نمبر 3۔پھر اسی خطبے میں آگے چل کر فرماتے ہیں

"معاشر الناس انہ آخر مقام اقومہ فی ہذا المشہد فاسمعوا واطیعوا وانقادوا لامر ربکم فان اللہ عزوجل ہو ولیکم والھکم ،ثم من دونہ رسولہ محمد ولیکم القائم المخاطب لکم ، ثم من بعدی علی ولیکم وامامکم بامر اللہ ربکم ثم الامامۃ فی ذریتی من ولدہ الیٰ یوم القیامۃ یوم یلقون اللہ ورسولہ۔

(احتجاج طبرسی۔خطبہ غدیر)

ترجمہ:۔ اے لوگو! یہ آخری موقع اور مقام ہے کہ میں سب کے سامنے اسے اپنا قائم مقام بناتا ہوں۔پس تم سنو اور اطاعت کرو اور اپنے رب کا حکم مانو۔کہ خداوند تعالیٰ تمہارا ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا ہے اور وہ تمہارا معبود ہے۔اسکے بعد اسکی طرف سے اسکا رسول

محمدؐ تمہارا ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا ہے جو تم سے کھڑا ہوا مخاطب ہے۔ پھر میرے بعد اللہ کے حکم سے جو تمہارا رب ہے، علیؑ تمہارا ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا ہے اور تمہارا امام ہے پھر قیامت تک امامت میری ذریت میں رہے گی۔ جو اس علیؑ کی اولاد سے ہوگی۔ یہ سلسلہ اس دن تک جاری رہے گا جب تم اللہ اور اس کے رسول کے سامنے آخرت میں حاضر ہوگے"۔ (احتجاج طبرسی۔ خطبہ غدیر)

اختصار کے پیش نظر مذکورہ تین اقتباس ہی کافی ہیں خطبہ غدیر کے یہ تینوں اقتباسات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو "ولیکم من بعدی" کہہ کر اپنے بعد کے لئے تمام مسلمانوں کا حاکم وفرمانروا مقرر کیا تھا۔ یہ اذان واقامت میں کہنے کا اعلان نہیں تھا اور تیسرے اقتباس میں تو انتہائی واضح الفاظ میں فرمایا کہ:

ثم من بعدی علی ولیکم وامامکم بامر اللہ ربکم"

پھر میرے بعد تمہارے رب اللہ کے حکم سے علیؑ تمہارا ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا ہے اور وہ تمہارا امام ہے۔

ولایت فرع رسالت وامامت ہے

خطبہ غدیر کے مذکورہ اقتباسات سے بالفاظ واضح ثابت ہے کہ ولایت فرع امامت ہے یعنی جس طرح اللہ تمہارا رب ہے اس لئے وہ تمہارا مربی وسرپرست وحاکم ہے اور اسکی طرف سے پیغمبر اکرم اس لئے تمہارے ولی وسرپرست وحاکم ہیں کیونکہ وہ رسول ہیں۔ اسی طرح پیغمبر صلعم کے بعد علیؑ اس لئے تمہارے سرپرست وحاکم ہیں کیونکہ پیغمبر اکرم صلعم نے انہیں خدا کے حکم سے اپنے بعد کے لئے تمہارا امام نصب اور مقرر کیا ہے اور حضرت علیؑ کے بعد آنحضرت کی ذریت میں حضرت علیؑ کی اولاد میں قیامت تک امامت رہے گی اور

اپنے اپنے زمانے میں قیامت تک خدا کی طرف سے وہ اہل ایمان کے ولی وسرپرست وحاکم ہونگے۔

پس ولایت فرع امامت ہے اور امامت ہی وہ منصب الہٰی ہے جو پیغمبر کے بعد ختم نبوت کے لئے دلیل وثبوت ہے، نہ کہ حضرت علی علیہ السلام کا ولی اللہ ہونا، اور اسکا اذان یا نماز کے تشہد میں پڑھنا، جس کے معنی اللہ کا دوست ہیں، اور جس کی رٹ ایس ایچ اے نقوی آف بھکر نے اپنے مضمون میں لگائی ہے۔

بہرحال خطبہ غدیر میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے جو اعلان فرمایا تھا اسکا واضح مطلب یہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت علی علیہ السلام اور انکی اولاد طاہرین امام ہیں اور ھادی خلق ہیں۔ اور ولایت وحکمرانی چونکہ فرع رسالت وامامت ہے لہذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام امت پر ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا ہیں، لہذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انکو امام ماننا، انکو ھادی خلق تسلیم کرنا، اور انکی اطاعت وپیروی کرنا، امت پر فرض اور واجب ہوگا، خطبہ غدیر میں پیغمبر نے اذان میں یا تشہد میں علی ولی اللہ کہنے کا اعلان نہیں کیا تھا۔ جیسا کہ بعض حضرات پیغمبر پر تہمت لگاتے ہوئے اس سے استدلال کرتے ہیں، یہ ہرگز ہرگز اذان میں یا تشہد میں پڑھنے کا اعلان نہیں تھا، بلکہ انکو امام وھادی خلق اور اپنا ولی وسرپرست وحاکم ماننے کا اعلان تھا۔

لیکن تمام اہل سنت نے اور تمام سنی صوفیوں نے ولیکم من بعدی کے باوجود اس کے معنی دوست ہی کئے ہیں تاکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں قائم ہونے والی حکومت کو تحفظ دیا جائے اور مفوضہ نے اور شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت نے اسکا مطلب ولایت تکوینی اور ولایت مطلقہ کلیہ الیہ لیا ہے۔ جیسا کہ مرزا عبدالرسول احقاقی نے اپنی کتاب ولایت از دیدگاہ قران جلد اول میں احتجاج طبرسی کا یہ خطبہ صفحہ نمبر 6 تا 39 پر تفصیل کے ساتھ مکمل نقل کیا ہے لیکن اس کے

باوجود کہ اس میں "ثم من بعدی علی ولیکم وامامکم " آیا ہے، اس کے معنی ولایت تکوینی اور ولایت مطلقہ کلیہ الیہ لئے ہیں۔یعنی خدا نے اپنے تمام اختیارات حضرت علی علیہ السلام کو سپرد کردیئے ہیں۔اور وہ خطبہ غدیر سالم نقل کرنے کے بعد اپنی کتاب ولایت از دیدگاہ قران جلد اول کے صفحہ 39 پر "پایان حدیث غدیر از احتجاج طبرسی" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"وایں سہ کلمہ طیبہ یعنی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ پیوند جاودانہ وغیر قابل انفکاک می باشد واز روز نخست تاپایان عالم تکلیف ولایت مطلقہ حضرت علی ابن ابی طالب (ع) بارسالت رسول اکرم ووحدانیت خدائے ذوالجلال ہمدوش بودہ وخواہد بود"۔(کتاب ولایت از دیدگاہ قران جلد اول صفحہ 39)

ترجمہ۔ اور یہ تینوں پاک کلمے یعنی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ہمیشہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے رہے ہیں اوران میں جدائی ناممکن ہے۔اور ولایت مطلقہ حضرت علی ابن ابی طالب رسول اکرم کی رسالت اور خدائے ذوالجلال کی وحدانیت کے ہمدوش ازل سے چلی آرہی ہے اور ابد تک رہے گی۔

اب کوئی کوڑھ مغز ہی ہوگا جو مفوضہ اور شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کا علی ولی اللہ کے اذان وتشہد میں کہنے کا مطلب نہ سمجھے گا۔

بہر حال اب تک کے بیان سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ "انما ولیکم" اور "ھو ولی کل مومن من بعدی" کے الفاظ کے باوجود مفوضہ اور شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت ولی کا معنی ولایت تکوینی اور ولایت کلیہ مطلقہ الیہ کرتے ہیں جسے خدا کے تمام اختیارات حاصل ہیں اور وہی احیاء وامامت اور خلق کرتے ورزق دیتے اور سارا نظام کائنات چلاتے ہیں۔

اور جب وہ ولی اللہ کا مطلب یہ لیتے ہیں تو یقینی طور پر اپنے اسی عقیدے کو رواج دینے

کے لئے انہوں نے چوتھی صدی ہجری میں اسے اذان میں داخل کیا تھا تیرہویں صدی ہجری تک علماء کی مخالفت کو دیکھتے ہوئے رکے رہے جب انہوں نے سارے شیعوں کو اپنے پیچھے لگالیا، تو پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں اسے نماز کے تشہد میں بھی داخل کردیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کافی تعداد میں شیعیان پاکستان ان کے پیچھے لگ گئے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

ایک خاص قابل غور بات

اس مقام پر ایک بات جو خاص طور پر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ مرزا حسن الحائری الاحقاقی نے تو یہ لکھا تھا کہ عرش پر اور زمین پر اور جبرئیل کے شہپر سے لیکر چاند تک ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین لکھا ہے۔ (احکام الشیعہ صفحہ 201)

لیکن اُن کے فرزند مرزا عبدالرسول احقاقی نے یہ لکھا ہے کہ ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ لکھا ہے۔ (ولایت از دیدگاہ قران جلد اول صفحہ 39)

لہذا تحقیق طلب بات یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کونسی بات لکھی ہوئی ہے اور باپ اور بیٹے میں سے کونسا سچا اور کون جھوٹا ہے یا دونوں ہی جھوٹے ہیں۔

لیکن دونوں باپ بیٹے یہ کہتے ہیں کہ یہ جملے ازل سے توام ہیں، اور ابد تک توام رہیں گے ،ان میں جدائی نہیں ڈالی جاسکتی۔ لہذا ہر جگہ اور جب بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو تو علی ولی اللہ بھی ضرور کہو۔ اور کسی جگہ بھی اسکا ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ اذان یا اقامت یا نماز کا تشہد۔ بلکہ مرزا حسن الحائری الاحقاقی نے تو احکام الشیعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف منسوب کر کے یہ کہا کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ: "فاذا قال احدکم لا الہ الا اللہ محمد رسوؒل اللہ فلیقل علی امیر المومنین ولی اللہ

". (احکام الشیعہ صفحہ 201)

یعنی جب بھی تم سے کوئی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو اسے چاہیے کہ علی امیرالمومنین ولی اللہ بھی ضرور کہے۔

اور فارسی کی احکام شیعہ میں یہ لکھا ہے کہ:

''پس ہرگاہ یک نفر از شما لااله الا اللہ محمد رسول اللہ گفت پس حتماً بگوید علی امیر المومنین ولی اللہ۔

پس بنا بمقتضائے امثال ایں اخبار در گفتن ایں کلمہ بعد از نام مقدس حضرت رسول اکرم (ص) در ہیچ جا نباید اشکال نمود و ہر مومن اثنا عشری و شیعہ جعفری ترک نام مبارک علی در ایں گونہ موارد سزاوار نیست بلکہ مخالف با محبت و ولایت است کہ اصل ایمان است پس ایں شہادت ثالثہ با ایں دو شہادت ہمیشہ و ہمہ جا توام است (احکام شیعیان صفحہ 439-440)

ترجمہ:۔ پس ان جیسی احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اکرم (ص) کے مقدس نام کے بعد اس کلمہ مبارکہ کو کسی بھی جگہ کہنے سے اشکال نہیں کرنا چاہیے۔ اور ہر مومن اثنا عشری اور شیعہ جعفری کے لئے ایسے مقامات پر حضرت علیؑ کا نام ترک کرنا جائز و سزاوار نہیں ہے۔ بلکہ یہ بات حضرت علیؑ کی محبت اور ولایت کے خلاف ہے جو اصل ایمان ہے۔ پس یہ شہادت ثالثہ ان دونوں شہادتوں کے ساتھ ہمیشہ اور ہر جگہ ملی ہوئی توام اور ساتھ ساتھ ہے۔

اگرچہ مرزا حسن الحائری الاحقاقی نے اپنی ان دونوں کتابوں میں تشہد کے بیان میں واضح طور پر ذکر نہیں کیا، مگر مذکورہ بیان میں ہر جگہ کہنے کی تاکید کر دی ہے، اور حضرت علیؑ کے نام کو ایسے موارد میں ترک کرنا ناجائز اور حضرت علی کی محبت و ولایت کے خلاف قرار دیدیا ہے۔ لیکن تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ اذان واقامت جو خدا نے جبرئیل کے ذریعہ وحی کے طور پر بھیجی تھی اس میں یہ شہادت ثالثہ نہیں تھی جس سے ثابت ہوا کہ شیاطین

شیخیہ احقاقیہ کویت کا یہ کہنا قطعی غلط ہے کہ یہ شہادت ثالثہ ان دونوں شہادتوں کے ساتھ ہمیشہ اور ہر جگہ توام اور ملی ہوئی ہے اگر ایسا ہوتا تو خدا ضرور اسے جبرئیل کے ذریعہ وحی کے طور پر نازل کرنے والی اذان میں ساتھ نازل فرماتا پس معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ اور ایمان کے اقرار کے وقت اظہار کرنے کی بات ہے اذان واقامت اور تشہد میں کہنے کی بات نہیں ہے۔

اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ اذان واقامت وحی کے ذریعہ نازل ہوئے ،لہذا یہ کلام خدا ہے۔اور یہ ایسا کلام خدا ہے جو مربوط ومعدود ومحدود ہے اور کلام خدا کی خوبی یہ ہے کہ کوئی اس جیسا کلام نہیں لاسکتا وہ اتنا فصیح وبلیغ ہوتا ہے کہ اس میں کسی بھی بات کا اضافہ بالکل فضول اور بے فائدہ ہوتا ہے۔اذان کے پہلے چار فصول میں اللہ کی کبریائی کا بیان کرنے کے بعد توحید کی گواہی ہے،یعنی اشھدان لاالــہ الااللہ ، خدا کا یہ کلام بڑا فصیح وبلیغ ہے، اس اعلان کے بعد توحید کی اقسام میں سے کوئی قسم ،اور اسکی صفات ثبوتیہ یا صفات سلبیہ میں سے کسی بھی صفت کا بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے،خدا کے اس فصیح وبلیغ کلام میں سب کچھ شامل ہے،توحید کے بعد اذان واقامت میں رسالت کی گواہی ہے،اشھد ان محمد رسول اللہ ،یہ بھی خدا کا کلام ہے اور انتہائی فصیح وبلیغ کلام ہے اور جیسا کہ ہم نے اس کتاب کے عنوان ''محمد رسول اللہ کا مطلب کیا ہے''میں تفصیل سے بیان کیا ہے کہ یہ:''ماجاء بہ محمد'' کی گواہی ہے یعنی خدا نے جو کچھ اپنے بندوں کو پہنچایا یہ ان تمام باتوں کی گواہی ہے،لہذا اشھد ان محمد رسول اللہ کی گواہی دینے کے بعد ان باتوں میں سے کسی بات کا اعلان کرنا جو آنخضرت صلعم نے خدا کی طرف سے پہنچائی ،ایک فالتو ، بے فائدہ اور فضول بات ہے کیونکہ محمد رسول اللہ کی گواہی میں ان تمام باتوں کی گواہی آگئی جو آنخضرت صلعم نے خدا کی طرف سے اسکے بندوں تک پہنچائی تھی۔

اور اگر کوئی اس کے باوجود کسی بات کا اضافہ کرے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ ان باتوں

میں سے نہیں ہے، جو خدا نے اپنے رسول کے ذریعہ اپنے بندوں تک پہنچائی تھی۔ جیسے اذان میں ''الصلواۃ خیر من النوم'' کا اضافہ یقیناً یہ بات پیغمبرؐ نے خدا کی طرف سے اس کے بندوں کو نہیں پہنچائی۔ اسی طرح علی ولی اللہ کا جس مطلب اور جس عقیدے کو رواج دینے کے لئے اضافہ کیا گیا اس مطلب اور عقیدے کے لئے پیغمبر نے خدا کی طرف سے علی کی ولایت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ اسی لئے مفوضہ کو اذان واقامت میں، اور شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کو تشہد میں اس کے اضافہ کی سوجھی تا کہ وہ اس طرح سے اپنے اس عقیدہ کا اعلان واظہار کریں کہ حضرت علیؑ ہی خالق ورازق ہیں اور ساری کائنات کا نظام چلانے والے ہیں، پس اس مقصد کے لئے شیخ صدوق کے زمانہ میں مفوضہ نے اسے داخل اذان واقامت کیا اور ہمارے زمانے میں شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت نے جو فی الحقیقت نئی صورت میں مفوضہ ہی ہیں اسے داخل تشہد کیا، لہذا اذان واقامت اور تشہد میں شہادت ثالثہ کا پڑھنا شعار مفوضہ ہے، شعار صوفیہ ہے، اور شعار شیخیہ ہے یہ شعار شیعہ نہیں ہے۔ شعار شیعہ اذان واقامت میں کیا ہے اسے ہم آگے چل کر بیان کرینگے۔

اب تجربے کی بات یہ ہے کہ جس طرح ایک ہزار سال تک بزرگ شیعہ علماء کے اذان واقامت میں اس اضافہ کو، بدعت شریعت سازی، خطا وگناہ کی بات، مبطل اذان، اور اس کے کہنے والے کو جہنم کا سزاوار کہنے کے باوجود یہ بات رواج پاتی رہی، اور جب سب نے اسے اپنا لیا تو پندرہویں صدی ہجری کے مراجع نے اسے شعار شیعہ قرار دیدیا۔

اسی طرح تشہد میں اس کے رواج پانے کی رفتار کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ایک دن آئیگا کہ تشہد میں اس کے کہنے کو بھی شعار شیعہ اور رمز تشیع قرار دیدیا جائیگا۔ جب نہ یہ فتوے دینے والے ہونگے نہ علامہ جوادی صاحب ہونگے نہ ہم ہونگے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک شیعہ سے فرمایا تھا کہ شیطان دوسروں کی

طرف سے تو فارغ ہو چکا ہے اسے اب صرف تمہاری فکر ہے۔لہذا شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کی موجودگی میں شیعوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے کسی اور شیطان کی ضرورت نہیں ہے۔شیطان بھی کسی کا ہم شکل بن کر جتنا بہتر طور پر بہکا سکتا ہے اتنا اور کسی طریقہ سے نہیں بہکا سکتا۔شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت شیعہ جعفریہ اثنا عشریہ کے لباس میں آئے ہیں انہوں نے بہت سے شیعوں کو پہلے عقائد میں گمراہ کیا اور اب انہیں اعمال میں گمراہ کرنے اور انکی نمازیں خراب کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ مفوضہ وشیخیہ تو منبروں پر یہ کہ رہے ہیں کہ جو نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ نہ پڑھے وہ حرامی ہے اور منکر ولایت علیؑ ہے، تاکہ شیعہ منکر ولایت علی نہ کہلائے۔اور حرامی کہلانے سے بچنے کے لئے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے لگ جائیں۔

اور علامہ آفتاب حسین جوادی نے بغیر سوچے سمجھے فتوں کی رو میں بہتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ: ''یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اذان واقامت میں ''علی ولی اللہ'' پڑھنا شیعہ کا شعار اور نفاق وایمان کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتا ہے''۔(شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ صفحہ 21-20)

اس میں شک نہیں کہ جو حضرت علیؑ کو ''ولیکم من بعدی'' کے اعلان کے مطابق اپنا ولی وسرپرست وحاکم وامام نہ مانے یہ بات نفاق وایمان کے درمیان ضرور حد فاصل ہے لیکن اذان میں علی ولی اللہ پڑھنا مفوضہ کا شعار ہے صوفیوں کا شعار ہے اور شیخیوں کا شعار ہے گو بے خبری میں حضرت علیؑ کی محبت میں شیعوں نے بھی اسے اپنا لیا ہے۔اور یہ بات ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت علیؑ کا ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہونا عقیدے کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ اذان میں اسکا پڑھنا خدا کے کلام میں اضافے کی بات ہے لہذا اسکا اذان میں نہ پڑھنا نفاق وایمان سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

پس جس طرح نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ نہ پڑھنے سے کوئی حرامی اور منکر ولایت علی نہیں بنتا اسی طرح اذان میں اسے نہ کہنے سے کوئی منافق نہیں بنتا اور اس پر تیرہویں صدی تک کے بزرگ شیعہ علماء کے فتاوی شاھد ہیں۔

البتہ چونکہ پڑھنے والا اپنی نیت کا اظہار نہیں کرتا لیکن اس نے مفوضہ کے اضافہ کو اپنا لیا ہے لہذا اس کے مفوضہ یا مذہب شیخیہ وصوفیہ سے ہونے کا گمان کیا جا سکتا ہے۔

اذان میں حقیقی شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے؟

اب تک کے بیان سے ثابت ہو چکا ہے کہ اذان و اقامت میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ علی ولی اللہ کہنا نہ شعار شیعہ ہے نہ رمز تشیع ہے بلکہ فی الحقیقت یہ مفوضہ کا شعار ہے جو شیعوں میں گھلے ملے ہوئے ہیں لہذا شیعوں نے بھی انکی دیکھا دیکھی ان کے ساتھ مل کر حضرت علیؑ کی محبت میں بغیر سوچے سمجھے کہنا شروع کر دیا ہے۔ جبکہ فی الحقیقت اذان و اقامت میں شیعوں کا شعار وہی ہے جو خدا نے جبرئیل کے واسطے سے وحی کے ذریعہ اپنے حبیب پر نازل کیا تھا اور وہ کلمہ ''حی علی خیر العمل'' ہے جسے بلال حیات پیغمبر میں پابندی کے ساتھ اذان و اقامت میں کہتے رہے۔ جسے حضرت عمر نے اپنے دور حکومت میں بند کرا دیا تھا اور جو حضرت علی علیہ السلام کے برسر اقتدار آنے کے بعد پھر شروع ہو گیا اور اس دن سے آجتک یہ شیعوں کا شعار ہے اگر شہادت ثالثہ شعار شیعہ ہوتا تو ''حی علیٰ خیر العمل'' کی طرح حضرت علی کے دور حکومت میں ضرور جاری ہو جاتا، کیونکہ اس وقت حضرت علی علیہ السلام ظاہری اقتدار پر ہونے کی وجہ سے امیر المومنین کہلاتے تھے ''حی علیٰ خیر العمل''، تقریباً بائیس تیئس سال بند رہنے کے بعد جاری ہوا تھا اور آج تک جاری ہے ''حی علیٰ خیر العمل'' کوئی نہیں کہتا سوائے شیعوں کے۔ آپ نے کسی سنی سے سنیوں کی کسی مسجد

میں ''حی علیٰ خیر العمل'' کہتے ہوئے نہ سنا ہوگا۔

پس یہ حقیقی شعار شیعہ ہے، یہ رمز تشیع ہے اور اذان واقامت میں یہی شیعوں کی اصل پہچان ہے اور شیعوں کی علامت ہے۔ جس مسجد سے بھی ''حی علیٰ خیر العمل'' کی آواز گونجے گی ہر کوئی پہچان لیگا کہ یہ شیعوں کی مسجد ہے۔ اور یہ کوئی شیعہ ہے جو اذان دے رہا ہے جبکہ شہادت ثالثہ سننے کے بعد یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ مفوضہ کی مسجد ہے یا یہ صوفی شیعوں کی مسجد ہے یا یہ مذہب شیخیہ کی مسجد ہے جیسا کہ کویت میں انکی مسجد صحاف ہے لیکن ان بدبختوں کی کویت کے سوا اور کہیں علیحدہ مسجد نہیں ہے یہ شیعوں کے ساتھ گھلے ملے ہیں اور خود کو شیعوں کے بھیس میں لا کر اپنے عقائد کو شیعہ عقائد اور فضائل علیؑ ظاہر کر کے بیان کرتے ہیں۔

تمام علماء شیعہ اور تمام پڑھے لکھے حضرات سوچیں اور غور کریں کہ کیا ایسا نہیں ہے۔ اور اگر وہ اس بات سے اتفاق کریں تو مان لیں اس بات کو کہ حقیقی شعار شیعہ اذان واقامت میں ''حی علیٰ خیر العمل'' کہنا ہے۔ اور یہی شیعوں کی اصل پہچان ہے جسے خدا نے بذریعہ وحی نازل کیا ہے اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ یہ اسی طرح قائم ہے یہ اسی طرح جاری ہے۔ لیکن اذان واقامت میں شہادت ثالثہ وضع مفوضہ ہے اور یہ صوفیوں اور شیخیوں کا رمز ہے اسی لئے یہ بدلتا رہتا ہے یہ کبھی چھوٹا ہوتا ہے کبھی بڑا ہو جاتا ہے اور کبھی بہت ہی بڑا۔

کچھ نتیجہ خیز مطالب کا اعادہ

اس کتاب کے آغاز میں پیش لفظ کے عنوان کے تحت لکھا جا چکا ہے کہ پیغمبرؐ کی یہ مسلمہ حدیث ہے کہ ''میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی ان میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائیگا اور باقی سب کے سب واصل جھنم ہونگے'' اور امام جعفر صادقؑ کا یہ ارشاد گرامی بھی سابقہ عنوان کے تحت لکھا جا چکا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

''ان تہتر فرقوں میں سے تیرہ فرقے ہماری دوستی اور محبت کا دم بھرنے والے (یعنی شیعہ کہلانے والے) ہونگے ان تیرہ فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائیگا اور باقی بارہ فرقے سب کے سب جھنم میں جائینگے۔اور پیش لفظ میں ہی امیرالمومنینؑ کا یہ قول بھی نقل ہو چکا ہے کہ حق کو پہچاننے کے لیے باطل کو پہچاننا ضروری ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ کہیں غفلت میں باطل کو ہی حق نہ سمجھتا رہے لہذا شیعہ کہلانے والوں اور حضرت علیؑ کی دوستی اور محبت کا دم بھرنے والوں میں سے شیعیان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کا یہ فرض ہے اور ان کے لیے یہ جاننا انتہائی ضروری ہے کہ حضرت علیؑ سے دوستی اور محبت کا دم بھرنے والے اور شیعہ کہلانے والے دوسرے باطل فرقوں کا عقیدہ وعمل کیا ہے اور ان میں عقیدہ وعمل کی جو باتیں رائج ہیں کیا وہ خدا کی کتاب میں ہیں پیغمبرؐ کے فرمان میں ہیں اور آئمہ معصومینؑ کے قول وعمل اور ارشادات میں ہیں۔

اگرچہ تمام مذاہب کا طرز عمل یہ ہے کہ وہ خود کو ہی حق پر سمجھتے ہیں اور عقیدہ وعمل میں جو کچھ انہوں نے مان لیا ہے اسی کو صحیح ثابت کرتے ہیں لیکن صحیح بات وہی ہے جو تحقیق سے صحیح ثابت ہو یعنی وہ بات یا تو اللہ کی کتاب میں ہو یا پیغمبرؐ کے فرمان میں ہو یا آئمہ معصومین کے قول وعمل اور ارشادات میں ہو پیغمبرؐ گرامی اسلام کی مذکورہ حدیث اور امام جعفر صادقؑ کے مذکورہ ارشاد نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں اسلام کے تمام مذاہب کا مطالعہ کروں چنانچہ میں نے تمام مذاہب پر بھرپور تحقیق کے بعد ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ہے۔''

اسلام پر سیاست وفلسفہ وتصوف کے اثرات اور اسلامی فرقوں کی پیدائش کا حال''

اگرچہ یہ کتاب ابھی تک طبع نہیں ہوئی ہے اور قلمی طور پر محفوظ ہے لیکن اس کی کچھ ''جھلک ہماری دوسری مطبوعہ کتابوں ''شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے '' اور ''سوچیئے کل کے لیے کیا بھیجا ہے'' میں بھی دکھائی دیتی ہے۔

مختصر یہ ہے کہ علییا یہ صوفیہ اور مفوضہ کے فرقے تو امام جعفر صادقؑ کے زمانے میں ہی پیدا ہو چکے تھے لہذا اس وجہ سے امامؑ نے یہ فرمایا تھا کہ۔" الغلاۃ کفار والمفوضۃ مشرکون " غالی تو کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں لیکن نصیریہ امام حسن عسکریؑ کے زمانے میں پیدا ہوئے جسکا بانی ابونصیر کوفی تھا اور مذہب شیخیہ 1242۔1221ھ میں پیدا ہوا جبکہ شیخ احمد احسائی نے مفوضہ کے عقائد کو فلسفہ کے دلائل کے ساتھ مستدل کر کے رواج دیا اور اس سے مذہب شیخیہ وجود میں آیا جو درحقیقت مفوضہ ہیں۔نئ فلسفیانہ دلائل کے ساتھ۔

اس طرح حضرت علیؑ کو خدا ماننے والے اور تفویض کے قائل یعنی انہیں خالق و رازق محی و ممیت اور نظام کائنات کا چلانے والا ماننے والے فرقے ان شیعوں کے ساتھ جو ایسا عقیدہ نہیں رکھتے تھے گھلے ملے چلے آرہے تھے لہذا ان کے عقائد و اعمال آپس میں خلط ملط ہو گیے۔ اب یہ کیسے معلوم ہو کہ ہم نے کونسے عقائد و اعمال دوسرں سے اپنائے ہیں۔''شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ'' کے فاضل مصنف نے اس کے جاننے اور معلوم کرنے کے لیے بڑی ٹھیک بات لکھی ہے کہ۔

''جب شہادت ثالثہ کو نماز کے تشہد میں پڑھنے کا نہ حکم خدا و رسول موجود ہے اور نہ آئمہ اہل بیتؑ میں سے کسی امام کا کوئی قول و فعل موجود ہے تو پھر اب پندرھویں صدی میں جبرئیل امین کوئی نئی شریعت لائے ہیں؟ اور کیا شریعت اسلامی منسوخ ہوگئی ہے۔(شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ صفحہ 19)

یہ عینی مشاہدہ کی بات ہے فاضل مصنف نے دیکھا کہ چودھویں صدی تک کوئی بھی فرد بشر نماز میں شہادت ثالثہ نہیں کہتا تھا اور ابھی تک بھی زیادہ سے زیادہ پاکستان کے آدھے شیعہ اس پر عمل پیرا ہوئے ہونگے لہذا انہوں نے تحقیق کی تو انہیں معلوم ہوا کہ نماز میں شہادت ثالثہ پڑھنے کے بارے میں نہ حکم خدا ہے نہ حکم رسول ہے نہ آئمہ اہل بیت میں سے کسی کا

کوئی قول موجود ہے لہذا انہوں نے بجا طور پر یہ لکھا کہ کیا اب جبرئیل امین کوئی نئی شریعت لائے ہیں اور فاضل مصنف کی اس بات سے ہر انصاف پسند شیعہ اتفاق کرے گا اور تحقیق کرنے والے کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ تحریک شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی نے آج سے تقریباً 30 سال پہلے شروع کی تھی۔

اس طرح شیخ صدوق نے دیکھا کہ چوتھی صدی کے وسط اول تک کوئی بھی شیعہ اذان میں شہادت ثالثہ نہیں کہتا تھا یہ ان کا اور ان کے زمانے کے تمام بزرگ شیعہ علماء کا مشاہدہ تھا اور ان کو یقینی اور حتمی طور پر اس بات کا علم تھا کہ شہادت ثالثہ کے اذان میں کہنے کا نہ حکم خدا ہے نہ حکم رسول ہے نہ آئمہ اہل بیتؑ میں سے کسی امام کا قول و فعل ہے اور نہ ہی جبرئیل امینؑ کوئی نئی شریعت لے کر آئے ہیں انہوں نے پوری طرح تحقیق سے معلوم کر لیا کہ ابھی تک شیعیان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ میں سے کوئی بھی اس پر عامل نہیں ہوا ہے سوائے مفوضہ کے جس طرح آج نماز کے تشہد میں صرف مذہب شیخیہ سے تعلق رکھنے والے یا ان کے فریب میں آنے والے جاہل عوام کے اور کوئی شیعہ نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ نہیں کہتا لہذا شیخ صدوق نے برملا کہا کہ خدا لعنت کرے مفوضہ پر کہ انہوں نے اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ کا اضافہ کر لیا ہے اگر ان کے زمانے میں تمام شیعہ یہ کہتے ہوتے تو شیخ صدوق ایسی بات نہ لکھ سکتے اور پھر کافی عرصہ تک بزرگ شیعہ علماء و محدثین اسے اذان میں کہنے کو بدعت خود سے گھڑی ہوئی شریعت اور خطا و گناہ کی بات کہتے رہے۔ لیکن آپس میں گھلے ملے رہنے کی وجہ سے حضرت علیؑ کی محبت میں دوسرے شیعہ عوام بھی ان کے فریب میں آتے چلے گئے اور جب اس کا رواج عام ہو گیا اور اسکا منع کرنا مجتہدین عظام کے بس سے باہر ہو گیا تو وہ اس بات پر تو بڑی مستقل مزاجی سے قائم رہے کہ شہادت ثالثہ جزو اذان و اقامت نہیں ہے لیکن اس میں انہوں نے کچھ لچک پیدا کی چنانچہ کسی نے کہا کہ جزو ایمان سمجھ کر کہہ لے کسی نے کہا

مستحب سمجھ کر کہہ لے کسی نے کہا قربتاً الی اللہ سمجھ کر کہہ لے کسی نے کہا درود کی طرح سے کہہ لے وغیرہ وغیرہ بہرحال یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ شہادت ثالثہ کے اذان میں کہنے کے لیے نہ حکم خدا ہے نہ حکم رسول ہے نہ آئمہؑ میں سے کسی امام کا کوئی قول و فعل ہے اور آئمہؑ نے بھی صرف ایسے راوی کی بات ماننے کا حکم دیا ہے جس کی بات ان کے حکم کے مطابق ہو اور ایسی بات کا ماننا جو حکم خدا اور رسول اور آئمہ اطہارؑ کے قول و فعل کے مطابق نہ ہو وہ قران کے اس حکم کی زد میں آتی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا۔

"اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابامن دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الالیعبدواالھاً واحداً لا الٰہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون"

(التوبہ. 31)

یعنی ان لوگوں نے اپنے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں کو اور اپنے زاہدوں کو اور مریم کے بیٹے مسیح کو اپنا رب بنالیا تھا حالانکہ اُن کو سوائے اس کے اور کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ خدائے یکتا ہی کی عبادت کریں اس کے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں ہے جن کو یہ لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاک و پاکیزہ ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو عدی بن حاتم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے فرمایا کہ کیا ایسا نہ ہوتا تھا کہ جس چیز کو ان کا جی چاہتا تھا حلال قرار دے دیتے تھے اور جس چیز کا جی چاہتا تھا حرام قرار دے دیتے تھے اور تم ان کی بات تسلیم کر لیتے تھے انہوں نے عرض کیا ایسا تو ضرور ہوتا تھا فرمایا عبادت سے یہی مراد ہے قارئین غور کریں کہ خدا ایسی بات پر عمل کرنے کو جس کا اس نے حکم نہیں دیا ہے اس پر کسی دوسرے کے کہنے پر خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم و زاہد کیوں نہ ہو اسکی عبادت قرار دیتا ہے اور اسے شرک گردانتا ہے اسی طرح مجالس و محافل میں لگائے جانے والے نعروں کے

بارے میں ہمارا مشاہدہ ہے میری عمر اس وقت 77 سال سے زائد ہے میں 47ء کے آخر میں پاکستان ہجرت کر کے آیا اس وقت میں 21 سال سے زائد کا ہو چکا تھا میں نے اس 21 سال کی عمر میں ہندوستان میں میرٹھ نوگانواں سادات پانی پت اور اپنے وطن قصبہ برست کی بے شمار مجالس میں شرکت کی ہمارے کان اس وقت ان نعروں سے قطعی نا آشنا تھے جو آج ہماری مجالس ومحافل میں لگائے جارہے ہیں نعرہ حیدری تو کجا نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت بھی ہماری مجالس ومحافل میں نہ لگائے جاتے تھے ہماری مجالس میں ہمیشہ نعرہ ہائے دورد گونجتے تھے کسی اچھے نکتہ پر سامعین خود بھی خوش ہو کر نعرہ ھائے درود بلند کرتے تھے مقرر مجلس کا آغاز کرتا تھا تو صلوات کی فرمائش کرتا تھا درمیان میں توقف کرنا ہوتا تھا تو پیغمبرؐ کی حدیث سنا کر اور دس دفعہ نزول رحمت کی بشارت سنا کر درود بھجواتا تھا بار دیگر صلوات کہتا تھا۔ مکرر صلوات کہتا تھا چونکہ اس کا خدا نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے اور پیغمبرؐ نے اپنی حدیث میں اس کے لیے تشویق فرمائی ہے اور آئمہ اطہارؑ کا اس پر عمل رہا ہے ہجرت کے بعد ہماری بستی میں ہونے والی مجالس صبح کو پہلے جناب محترم ذیشان حسین صاحب مرحوم کے مکان پر ہوتی تھیں پھر جگہ کم ہونے کی وجہ سے جناب محترم پیر افتخار احمد صاحب مرحوم کے گھر پر ہونے لگیں اور شام کی مجالس جناب محترم بابو سید مصطفےٰ حسین صاحب مرحوم کے مکان پر ہوتی تھیں اور ان مجالس میں بالعموم صرف ہماری بستی کے لوگ ہی شریک ہوتے تھے لہٰذا ان مجالس میں ہمارے یہاں صرف درود وصلوات کے نعرے ہی سنائی دیتے رہے۔ لیکن جب ہمیں امام بارگاہ قصر زین العابدین کا قبضہ مل گیا۔ اور مجالس میں خاص وعام کی شرکت عام ہوگئی تو ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ جب پہلی دفعہ ایک ملنگ نے جوش میں آکر نعرہ حیدری لگایا "یا علیؑ" تو اس وقت جو صاحب تقریر کر رہے تھے انہوں نے فرمایا کہ پہلے نعرہ تکبیر کہو پھر نعرہ رسالت کہو اور پھر نعرہ حیدری لگاؤ اس کے بعد یہ سلسلہ ہمارے یہاں بھی شروع ہو گیا اور اس طرح

حضرت علیؑ سے محبت کرنے والوں کے گھلے ملے ہونے کی وجہ سے بہت سی باتیں جو باطل فرقوں کی ایجاد تھیں اپنا لی گیئں اور ان کا رواج عام ہو گیا ان نعروں کے بارے میں تفصیلی بحث تو سابقہ اوراق میں ہو چکی ہے جہاں تک تقلید کا تعلق ہے تو وہ واجب ضرور ہے لیکن وہ مشروط ہے اور اسکا بیان آگے آتا ہے۔

فروع دین میں تقلید کی ضرورت

فروع دین یا احکام شریعت کے بارے میں یہ بات مسلمہ ہے کہ شریعت سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور پیغمبرؐ کا کام ان احکام شریعت کا لوگوں تک پہنچانا ہے اور آئمہ طاہرین کا کام انکی حفاظت کرنا ہے۔

کتنے خوش قسمت تھے وہ لوگ جنھوں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، جن کے سامنے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دنیاوی زندگی میں موجود تھے۔ جو احکام وہ پہنچاتے تھے اور جس طرح سے عمل کر کے دکھاتے تھے۔ اس میں نہ کسی شک کی گنجائش تھی نہ شبہ کی، اور کتنے بد بخت تھے وہ لوگ جنھوں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمل کرتے ہوئے دیکھا اور پھر بھی اس طرح سے عمل نہ کیا جس طرح پیغمبرؐ نے عمل کر کے دکھایا تھا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہ لوگ بھی بہت خوش قسمت تھے جو آئمہ ھدیٰ سے وابستہ رہے، اور جس طرح سے انہوں نے حکم دیا اسکی پیروی کی۔ لیکن یہ زمانہ 329 ہجری میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کبریٰ اختیار کرنے کے ساتھ ختم ہو گیا۔

یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ خود پیغمبر اور آئمہ اطہار اپنے اپنے زمانہ میں ہر ہر شخص کو اس کے پاس جا کر احکام شریعت تعلیم نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ جو اصحاب ان کے پاس ہوتے

تھے انکو تبلیغ و تعلیم فرماتے تھے اور وہ آگے لوگوں کو بتلاتے تھے۔ اور حکم آنحضرت کا یہ ہوتا ہے تھا کہ جو حاضر ہے وہ غائب تک پہنچادے۔ خود قران کریم کی ایک آیت اس بات کی حکایت کرتی ہے جو اس طرح ہے:

"ماکان المومنون لینفروا کافة فلولا نفر من کل فرقة منهم طایفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون"۔ (التوبہ۔ 123)

ترجمہ:۔ تمام مومنین کے لئے تو یہ بات ممکن نہیں ہے کہ وہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں۔ پس ہر فرقے اور شہر سے کچھ لوگ کیوں باہر نہیں نکلتے کہ وہ دین کی باتیں سیکھیں یا علم فقہ حاصل کریں تا کہ جب وہ اپنی قوم کی طرف لوٹیں تو انہیں ڈرائیں اور وہ ڈریں اور گناہ سے بچیں۔

تفسیر عمدۃ البیان میں اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ: "اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقیہہ ہونا واجب کفائی ہے اور دریافت کرنا ہر ایک کو مسائل دین کا اس فقیہہ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ واجب عینی ہے"۔ (تفسیر عمدۃ البیان۔ جلد 2 صفحہ 15)

اور تفسیر التبیان میں تفقہ کے معنی "التفقة تعلیم الفقه" لکھے ہیں یعنی فقہ کا علم حاصل کرنا" (تفسیر التبیان جلد 5 صفحہ 222)

اسی لئے امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو یہ حکم دیا تھا کہ:

"فاما من کان من الفقهآء صائناً لنفسه حافظا لدینهٖ مخالفاعلیٰ هواه مطیعالامر مولاه فللعوم ان یقلدوه"۔

یعنی فقہا میں سے جو کوئی اپنے نفس کو برائیوں سے بچانے والا ہو، اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو، اپنی خواہشات کا مخالف ہو اور اپنے مولا و آقا امام کی اطاعت کرنے

والا ہوتو عوام پر لازم ہے کہ اسکی تقلید کریں۔

علامہ جوادی صاحب نے اس حدیث کو اپنی کتاب کے ص 37 پر وسائل الشیعہ شیخ حر عاملی ج 27 ص 131 طبع ایران اور احتجاج طبرسی ص 255 طبع نجف اور فرائد الاصول شیخ مرتضی انصاری ج اص 141 طبع نجف کے حوالے سے نقل کیا ہے

ایک اور حدیث میں جو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے اپنی توقیع مبارک کے ذریعہ اپنے نائب خاص محمد بن عثمان کے نام صادر فرمائی تھی اسطرح فرمایا ہے۔

"فاما الحوادث الواقعة فارجعوا فيها الى رواة احاديثنافانهم حجتي عليكم وانا حجة الله"

اب جو مسائل تم کو پیش آئیں توان کے لئے ہماری احادیث کے روایت کرنے والوں کی طرف رجوع کرنا کیونکہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں خدا کی حجت ہوں۔

ایک اور حدیث جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے اصول کافی میں نقل ہوئی ہے اور جسے آیت اللہ خمینی نے اپنی کتاب ولایت فقیہ میں منقولہ عمر بن حنظلہ کے نام سے تحریر کیا ہے اور جس کا کچھ حصہ علامہ جوادی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 41 پر نقل کیا ہے وہ پوری حدیث اسطرح ہے

"قال ينظر الىٰ من كان منكم ممن قد روى حديثنا ،ونظر فى حلالنا و حرامنا و عرف احكامنا فارضوا له حكما فانى قد جعلته عليكم حاكما فاذاحكم بحكمنا فلم يقبل منه استخف بحكم الله وعلينا رد والراد علينا كراد على الله وهو على حد الشرك بالله۔

(اصول کافی باب 22 صفحہ 74 ترجمہ ظفر حسن امر ہوی)

اس حدیث میں امام علیہ السلام نے ان دو شیعہ افراد کے بارے میں جو آپس

میں نزع رکھتے ہوں یہ فرمایا ہے کہ: ان دونوں نزاع کرنے والے شیعوں کو چاہیئے کہ وہ اپنا معاملہ لے جائیں تم میں سے اس شخص کی طرف جو ہماری حدیث روایت کرتا ہو اور ہمارے حلال وحرام کو جانتا ہو اور ہمارے احکام کو پہچانتا ہو ان کو چاہیئے کہ اس کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں کیونکہ میں نے اس کو تم پر حاکم بنایا ہے پس جب وہ ہمارے حکم کے مطابق حکم کرے اور کوئی اس کو قبول نہ کرے تو سوائے اس کے نہیں ہے کہ اس نے توہین کی حکم خدا کی اور ہماری تردید کی اور جس نے ہماری تردید کی اس نے اللہ کی تردید کی وہ اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

(اصول کافی باب نمبر 22 صفحہ 74 ترجمہ ظفر حسن امروہوی)

اس حدیث سے واضع طور پر ثابت ہے اور اس میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ: "روی حدیثنا" وہ ہماری حدیث بیان کرے "وعرف احکامنا" اور وہ ہمارے احکام کو پہچانتا ہو، "وحکم بحکمنا" اور وہ ہمارے احکام کے مطابق حکم کرے پس تقلید یا فتوے یا فقیہ کے حکم کے لئے ضروری ہے کہ اسکا وہ حکم امامؑ کے حکم کے مطابق ہو۔ اپنی رائے یا خواہش یا عوام میں کسی چیز کے رواج پا جانے کے بعد ان بھیڑوں کو اپنے پیچھے لگانے اور اپنا مقلد بنانے کے لئے نہ ہو۔

تقلید کے بارے میں بس یہی تین احادیث ہیں جو تقلید کرنے کے ثبوت میں بطور دلیل کے پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں سے کسی میں نہ تو مجتھد کا لفظ ہے نہ اعلم کا لفظ ہے نہ آیت اللہ کا لفظ ہے نہ نائب امام کا لفظ ہے نہ آیت اللہ العظمیٰ کا لفظ ہے۔ یہ سب القابات رفتہ رفتہ بعد میں اپنائے گئے جن کی تفصیل بیان کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔

ان احادیث میں راوی سے مراد وہ شخص ہے جس نے خود امامؑ سے کوئی حدیث سنی ہو اور وہ آگے کسی سے بیان کرے۔ یا جس نے خود تو امام سے وہ حدیث نہ سنی ہو لیکن

اس سے سنی ہو جس نے امام سے وہ حدیث سنی تھی وہ علیٰ ھذا القیاس۔
اور فقیہ سے مراد بھی وہ شخص ہے جس نے خود امام کے حلقہ درس میں شریک ہو کر یا
کسی فقیہ کے حلقہ درس میں شریک رہ کر احکام دین پڑھے ہوں اور احکام شریعت کا درس لیا
ہو۔ اور اس فقیہ کے لئے بھی امام نے یہ قید لگادی کہ وہ صرف فقیہ ہی نہ ہو بلکہ تقلید کیلئے
ضروری ہے کہ وہ فقیہ اپنے نفس کو برائیوں سے بچانے والا ہو، اپنے دین کی حفاظت کرنے
والا ہو۔ اپنی خواہشات کا مخالف ہو اور اپنے مولا و آقا یعنی امام کا مطیع ہو تو عوام کے لئے
ضروری ہے کہ اسکی تقلید کریں پس محی الدین عربی کی پیروی کرنے والے صوفی شیعہ اور
تفویض کے قائل شیخی فقیہ و مجتہد ہونے کے باوجود اس لائق نہیں ہیں کہ انکی تقلید کی جائے
صرف وہ فقیہ جن کا عقیدہ صحیح شیعہ اثنا عشری ہو اور وہ بھی خدا اور رسول اور آئمہ اطہار کے حکم
کے خلاف حکم نہ چلائے بلکہ وہ فقیہ مطیعاً لامر مولا ہو یعنی صرف امام کے حکم کے مطابق
حکم چلائے اور فتوے دے صرف وہی اس بات کے لائق ہے کہ اس کی تقلید کی جائے۔
ایسی بات جسکا نہ خدا نے حکم دیا ہو۔ نہ رسول نے حکم دیا ہو نہ آئمہ اطہار میں سے کسی
نے حکم دیا ہو نہ پیغمبر اور آئمہ طاہرین نے اس پر عمل کیا ہو۔ بلکہ عوام نے خود اپنی طرف سے
جاری کیا ہو اور وہ بھی مفوضہ نے۔ اس کے لئے ہاں میں ہاں ملانا کسی طرح بھی (مطیعاً
لامر مولا) امام کے حکم کی اطاعت نہیں بنتا
یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ صوفی وحدت وجودی ہونے اور شیخی ہونے کے
باوجود فقیہ و مجتہد ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ شیخیہ احقاقیہ کویت سب کے سب تویض
کے قائل ہیں جسے ہم نے اپنی کتاب " الشیخیۃ الاحقاقیۃ ھم المفوضۃ
المشرکون " میں تفصیل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ اور وہ سب کے سب فقیہ ہونے اور
مجتہد ہونے اور آیت اللہ ہونے کے مدعی ہیں اور رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن

الحائری الاحقاقی جنہیں جوادی صاحب نے غلطی سے عصر حاضر کا شیعہ عالم لکھ دیا ہے حجتہ الاسلام آیت اللہ العظمیٰ الامام المصلح کے لقب سے ملقب ہیں اور پاکستان میں حسنین سابقی اور آغا سید ابوالحسن موسوی انکے وکیل ہیں اور پاکستان میں بھی اور شرق اوسط میں بھی انکے بہت سے مقلدین ہیں عربی کی احکام الشیعہ اور فارسی کی احکام شیعیان انکے فتاویٰ پر مشتمل مسائل کی کتابیں ہیں۔

بہرحال امام زمانہ نے غیبت کبریٰ کے بعد اپنے شیعوں کو اپنی احادیث کے روایت کرنے والوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔مگر یہ رایان حدیث بھی جنہوں نے خود آئمہ اطہار سے احادیث سنی تھیں اب موجود نہیں ہیں لیکن ہمارے محدثین نے خدا ان پر رحمتوں کی بارش کرے بڑی مشقتیں جھیل کر ان روایان حدیث سے احادیث جمع کیں انہیں جہاں سے بھی ملیں اور جس سے بھی ملیں وہ اس کے پاس پہنچے اور اس سے آئمہ سے سنی ہوئی احادیث معلوم کر کے لکھیں۔لیکن بہت سے راویان اخبار ایسے بھی تھے جنہوں نے خود آئمہ سے احادیث نہیں سنی تھیں بلکہ درمیان میں دوسرے راویوں سے سننا بیان کیا اسطرح بہت سے غیر عادل راویوں نے جنہوں نے خود آئمہ سے احادیث نہیں سنی تھیں۔امام کی طرف نسبت دے کر احادیث بیان کیں اور ہمارے ان محدثین نے اصول کافی ،فروع کافی ،من لایحضرہ الفقیہ ،تہذیب الاحکام اور الاستبصار میں انکی سند کے ساتھ ان تمام احادیث کو جمع کر دیا۔جو ان راویوں نے آئمہ اطہار سے سنی تھیں یا کسی درمیان کے راوی سے سننا بیان کیا تھا۔اور یوں احادیث کے ان مجموعوں میں صحیح احادیث کے ساتھ دوسری احادیث بھی نقل ہوگئیں یہاں سے اجتہاد کا دروازہ کھلا صحیح احادیث پرکھنے کے اصول اور معیار مقرر ہوئے :علم الرجال کا فن وجود میں آیا۔اور اس طرح صحیح احادیث کی بنا پر علم فقہ کی بنیاد پڑی پس جو کوئی ان اصولوں اور معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن و احادیث سے صحیح حکم

خدا ورسول معلوم کر سکے اس کو تقلید کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا تو پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ اس شخص کی تقلید کرے جو مذکورہ اصولوں کے مطابق قرآن وحدیث سے صحیح صحیح حکم خدااور سول معلوم کرنے کا ملکہ رکھتا ہو۔

ہاں تقلید صحیح صحیح حکم خدااور سول میں ہے۔لیکن جس بات کو عوام میں سے بھی ان لوگوں نے جو عقیدہ تفویض کی وجہ سے حد شرک میں داخل ہیں اورانہوں نے بھی اپنے عقیدہ کورواج دینے کے لئے اُس بات کا اضافہ کیا ہو اسکی اجازت دینے میں نہیں ہے اور ایسی بات شعار شیعہ کہنے سے ہرگز ہرگز حکم خدااور سول نہیں بن سکتی۔

اگر اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کہنے کی بحث عوام کے درمیان نہ چھڑتی تو مجتہدین عظام کے فتوے کو دیکھ کر چوں وچراں کرنیکی ضرورت نہیں تھی اور یہ سمجھ لیا جاتا کہ انہوں نے یہ فتوی حکم خدااور سول کے مطابق دیا ہے لیکن جب یہ بحث عوام میں چھڑ گئی اور تحقیق کا دروازہ عوام کے لئے کھل گیا۔اور تحقیق سے یہ بات عوام میں ثابت ہوگئی کہ یہ نہ اللہ کا حکم ہے اور نہ یہ پیغمبر اکرمؐ کا حکم ہے نہ یہ آئمہ اطہار کا حکم ہے نہ اس پر کبھی رسول نے عمل کیا نہ اسپر آئمہ اطہار نے عمل کیا۔اور یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ اذان واقامت میں مفوضہ نے چوتھی صدی ہجری میں اس طرح سے شہادت ثالثہ کو داخل کیا تھا جس طرح پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں شیخی مبلغ محمد حسنین ساقی کی تحریک سے تشہد میں اسکا اضافہ ہوالہذا اس حقیقت کے کھل جانے کے بعد جہاں تشہد میں اسکا کہنا غلط ہے وہاں اذان میں بھی یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ یہ مفوضہ کا اضافہ ہے شیعوں کیلئے مناسب نہیں ہے کہ اسے اذان واقامت میں کہیں۔لیکن اندازہ یہی ہے کہ جب ایک ہزار سال تک کے علماء متقدین وفقہا کے فتوؤں سے اذان واقامت میں اسے کہنے سے کوئی نہ رکا تو شہادت ثالثہ وتشہد کے متعلق شرعی فیصلہ میں درج فتوؤں کو دیکھ کر بھی تشہد میں کہنے سے کوئی

نہ رکے گا۔

جب کہ حال یہ ہے کہ موجودہ دور کے ایک آیت اللہ نے جنہوں نے الفقیہ کی شرح میں بہت زیادہ جلدیں لکھی ہیں جب انہیں شیعوں کی کسی کتاب میں اذان واقامت کا ثبوت نہیں ملا تو ایک فرضی یا غیر معروف مصر کے سنی عالم شیخ عبداللہ مراغی کی کتاب ''السلافۃ فی امر الخلافۃ'' جو آج تک نہیں چھپی جو خود ان کے قول کے مطابق مصر کی کسی لائبریری میں قلمی موجود ہے سے سلمان و ابوذر کی ایک من گھڑت روایت سے استدلال کرتے ہوئے شہادت ثالثہ کو جزو اذان قرار دے دیا ہے، اور آج تک کے تمام مجتہدین عظام اور مراجع عالیقدر کی یہ متفقہ بات بھی کہ شہادت ثالثہ جزو اذان واقامت نہیں ہے دھری کی دھری رہ گئی اور وہ دلیل اتنی بودی اور پھسپھسی ہے کہ ایک عام آدمی بھی ایسی بودی اور پھسپھسی دلیل نہیں دے سکتا اسکو ہم نے اپنی کتاب تبصرہ المہموم میں وضاحت کیساتھ بیان کیا ہے۔

جب ایسی بات کھل کر سامنے آجائے تو ایسے مجتہد کی تقلید کیسے جائز ہو سکتی ہے چاہے وہ آیت اللہ کہلاتے ہوں انہوں نے اپنے دین کی حفاظت نہیں کی۔ انہوں نے اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کی اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اس طرح اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کے بارے میں انکی یہ بات دیکھ کر اکثر لوگ انکی بات مان لیں گے۔ (جیسا کہ بعض نے مان بھی لیا ہے) اور انکے معتقد ہو جائینگے انتہائی غلط بات ہے اذان واقامت اور نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کے پڑھنے کی بحث نے مجتہدین عظام کے وقار کو سخت ٹھیس پہنچائی ہے۔ ایسے عظیم المرتبہ افراد کے لئے ضروری تھا کہ وہ عوام کے پیچھے نہ لگتے بلکہ عوام کو خدا ورسول کے حکم پر چلنے کی تلقین کرتے اور وہ اس بات پر ڈٹ جاتے کہ یہ نہ حکم خدا ہے نہ حکم آئمہ اطہار ہے نہ اس پر کبھی انہوں نے عمل کیا۔ لہذا اسے نہیں کہنا چاہیئے۔ اول اس وجہ

سے کہ یہ وضع مفوضہ ہے اور اسے انہوں نے اپنے عقیدہ تفویض کو رواج دینے کے لئے اذان واقامت میں داخل کیا ہے دوسرے اس وجہ سے کہ محمد رسول اللہ کی گواہی میں ان تمام چیزوں کی گواہی موجود ہے۔ جو پیغمبر اکرم صلعم نے خدا کی طرف سے اسکے بندوں تک پہنچائی ہیں اور اس میں خود یہ شہادت ثالثہ کی گواہی بھی موجود ہے۔ اور یہ کلام خدا ہے اور کلام خدا پر اضافہ جائز نہیں ہے۔

حرف آخر

مجھے معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے اس کتاب میں لکھا ہے اسے کوئی نہیں مانے گا۔ اعتراضات ہوں گے الزامات لگیں گے تہمتیں لگائی جائیں گی مگر میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ اُس کے بارے میں صرف یہ کہا جائے گا کہ یہ تو ہم کافی مدت سے کہہ رہے ہیں۔ مگر کوئی یہ ثابت نہ کر سکے گا کہ میں نے یہ غلط لکھا ہے

البتہ نہ تو اذان واقامت میں اسے کہنے سے کوئی منع کر سکتا ہے اور نہ ہی تشہد میں روز بروز اس کے رواج پانے کو کوئی روک سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارے منبروں پر مفوضہ کا اور مذہب شیخیہ کے مبلغین کا قبضہ ہو گیا ہے شرک سے بھر پور تقریروں کو فضائل آل محمد کا نام دے دیا گیا ہے۔ اور عوام انہیں بڑے شوق سے سنتے ہیں داد دیتے ہیں واہ واہ کرتے ہیں۔

شہادت ثالثہ در تشہد کے متعلق شرعی فیصلہ کے فاضل مولف کی مساعی قابل تعریف ہیں۔ مگر یہ صرف اس وقت کار آمد ہو سکتی ہے جب مذہب شیخیہ کو اپنے سے جدا ایک علیحدہ مذہب ہونے کا برملا اعلان کیا جائے کہ اس مذہب کا مذہب حقہ شیعہ اثنا عشریہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ **1240** ھجری میں تمام مراجع عالیقدر شیعان جہان نے اسے اسی طرح شیخ احمد احسائی کی پیروی کی وجہ سے علیحدہ مذہب، مذہب شیخیہ قرار دیا تھا۔ جس طرح

ہندو پاک میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی کرنے والوں کو مرزائی قرار دیا گیا تھا۔

ورنہ انکے مشرکانہ بیان کو جو وہ ہمارے منبروں سے بیان کر رہے ہیں۔ شیعیان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کے کھاتے میں ڈالنے سے کوئی نہ روک سکے گا۔ اور ان پر کافر و مشرک ہونے کے فتوے لگ جائیں گے اور ثبوت میں انہیں انکے منبروں پر بیان کردہ تقریروں کی کیسٹیں سنا کر قائل کیا جائے گا۔ اور شیعوں کو بھی مشرک ہونے کا یہ الزام برداشت کرنا پڑے گا۔

امیر المومنینؑ کا قول ہے کہ حق کو پہچاننے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ باطل کیا ہے۔ لہذا حضرت علی علیہ السلام سے محبت کے دعویداروں میں سے نصیریہ وصوفیہ ومفوضہ اور مذہب شیخیہ کے جو افکار ہم نے اپنائے ہیں انکو پہچاننا اور جاننا ضروری ہے۔ اور اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ امیر المومنین ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ:

"هلک فی اثنان محب غال و مبغض قال"

میری محبت میں دونوں ہی ہلاک ہوں گے۔ بری صحبت میں مجھے بڑھانے والے بھی اور بغض کی وجہ سے مجھے گھٹانے والے بھی

وما علینا الا البلاغ

احقر

سید محمد حسین زیدی برستی

مئولف کی تالیفات ایک نظر میں

1	شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں	مطبوعہ	ختم شد
2	ترجمہ تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام	مطبوعہ	ختم شد
3	شیعہ جنت میں جائینگے مگر کونسے شیعہ	مطبوعہ	ختم شد
4	شیعہ علماء سے چند سوال	مطبوعہ	ختم شد
5	نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نوع نبی وامام	مطبوعہ	60روپے
6	شیخیت کیا ہے اور شیخی کون	مطبوعہ	60روپے
7	العقائد الحقیہ والفرق بین الشیعۃ والشیخیہ	مطبوعہ	110روپے
8	خلافت قرآن کی نظر میں	مطبوعہ	45روپے
9	ولایت قرآن کی نظر میں	مطبوعہ	110روپے
10	امامت قرآن کی نظر میں	مطبوعہ	110روپے
11	تبصرۃ المھوم علیٰ اصلاح الرسول وایضاح الموھوم	مطبوعہ	35روپے
12	حکومت الٰہیہ اور دنیاوی حکومتیں	مطبوعہ	55روپے
13	فلسفہ تخلیق کائنات در نظر قرآن	مطبوعہ	35روپے
14	شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے	مطبوعہ	100روپے
15	شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟	مطبوعہ	40روپے
16	سوچئے کل کیلئے کیا بھیجا ہے	مطبوعہ	ھدیۃ
17	شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ	غیر مطبوعہ	
18	شیعہ عقائد کا خلاصہ اور انکا فلاسفہ وصوفیہ وشیخیہ کے عقائد سے مقابلہ	غیر مطبوعہ	
19	اسلام پر سیاست وفلسفہ وتصوف کے اثرات	غیر مطبوعہ	
20	عظمت ناموس رسالتؐ	غیر مطبوعہ	
21	عظمت ناموس صحابہؓ	غیر مطبوعہ	
22	الشیخیۃ الاحقاقیۃ ھم المفوضۃ المشرکون فارسی	غیر مطبوعہ	